اِنَّ اللّٰہ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمْ ط

سیر مسعود واقعات مہدی موعودؑ

یعنی

سوانح عمری حضرت محمّد مہدی موعودؑ آخر الزمان خلیفۃ الرحمان بزبان

مصنف

حضرت میاں سیّد اشرف علی

عرف اچھا میاں صاحب شعریؔ، پالن پوریؒ

مرتب

حضرت سیّد عطاء اللہ صاحب پالن پوریؒ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب	:	سیرِ مسعود و واقعات مہدی موعودؑ
مصنف	:	حضرت میاں سید اشرف عرف اچھا میاں صاحب شعری پالن پوریؒ
سال اشاعت بار اول	:	1315ھ
مرتب جدید اردو الفاظ	:	حضرت سیّد عطاء اللہ صاحب پالن پوریؒ
سال اشاعت بار دوم	:	1436ھ/2015ء ☆
تعداد	:	500
صفحات	:	؟؟؟؟
کمپوزنگ و سرورق	:	مسعود احمد قاسمی Cell:9880030967
ہدیہ	:	؟؟؟؟

ملنے کے پتہ:

۱) فقیر سیّد نور اللہ میاں
جونا دائرہ ، پالنپور،

Momin Manzil,

☆ جدید اردو الفاظ، معنی، حاشیات اور تصاویر کے ساتھ

پیش لفظ

امام الکائنات حضرت سیّدنا مہدیِ موعود علیہ السلام کی سوانح کی کُتُب فارسی میں تو مُتعدِد تھیں، لیکن زبانِ اردو میں سب سے اوّل تقریباً ایک سو بیس سال قبل تیرہ سو پندرہ ہجری (1315) میں شائع شدہ یہ کتاب سیرِ مسعود جس حضرت سیّد عطاءاللہ صاحب (بن مولٰنا حضرت میاں سیّد اشرف علی عرف اچھا میاں صاحب شعریؔ، پالن پوریؒ مُصنِّف کتابِ ھٰذا) نے جدید اُردو تحریر میں حاشیاجات اور عنوانات قائم کر کے تیرہ سو پچھتر ہجری (1375) بمطابق اُنیس سو چھپّن میں نقل کر کے مکمل کی تھی۔ حضرت عطاءاللہ صاھب کی نیک خواہش تھی کہ اِس کتاب کو بارِ دوم شائع کی جائے۔ لیکن آپ کی حیات میں یہ ممکن نہ ہوسکا۔

الحمدُ للہ! اب بعض مشکل و مرّکب الفاظ کے معنی وضاحت اور متعلّقہ تصاویر کے ساتھ شائع کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ ان خدمات کو قبول و منظور فرمائے۔ آمین یارب!

فقیر سیّد نوراللہ میاں
بن پیر و مرشد حضرت سیّد عنایت اللہ میاں صاحب
اہل پالنپور، گجرات
۷ رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ
۲۵ جون ۲۰۱۵ء

فہرست مضامین

شمار

1 مختصر سوانح حضرت میاں سیّد اشرف عرف اچھا میاں صاحب شعرؔی پالن پوریؒ
2 تولد
3 اساتذہ
4 تعلیم
5 ترک دنیا
6 ملازمت
7 ملازمت سے استفاء اور تجدید ترک دنیا
8 صحبت وسند
9 تصنیف وتالیف
10 آخری بارہ سال
11 اولاد شریف
12 رحلت
13 تجہیز وتکفین
14 مزار شریف

سیرِ مسعود

دیباچہ
سبب تصنیف

تمہید

حضور موعودؑ کے تولد سے ہجرت فرمانے تک کے حالات

نسب اور بزرگوں کے حالات

نسب نامہ

سیّد خان

اولاد سیّد جلال الدین و سیّد عبداللہ

بی بی ایمنہ

زمانۂ حمل اور ولادت باسعادت

تصویر دریائے گومتی

تصویر آثارِ مکان

آلائشات سے پاک پیدائش

خواجہ خضرؑ کا دودھ بھیجنا

فلک سے ندا

شیخ دانیالؒ کی تحقیق

حلیہ

عکسِ مہرِ ولایت

کنیت

احادیث سے موافقت

تولد کے ساتھ حکم دعویٰ

چاروں کتابوں کی بے واسطہ تعلیم

شیر خوارگی

خضر علیہ السلام کو پہچاننا

تسمیہ خوانی

تعلیم اور ''اسدالعلماء'' کا خطاب

تفویض امانت

تصویر کھوکھری مسجد

خواجہ خضرؑ اور شیخ دانیالؒ کا تلقین ہونا

شادی کتخدائی اور اولاد

رائے دلپت سے جنگ

جذبۂ الٰہی

بارہ سال تک جذبہ

سات برس بالکل بے ہوش

لڑائی کے خرچ کا بقایا واپس

سات مواضع کا پروانہ

روح کی غذا جسم کی بن گئی

تجلیات ذاتی

بی بی الہدیتی کی خدمت گذاری

بارہ سال میں سترہ سیر خوراک

علم کتاب اللہ و مراد اللہ

منزل اول

مقام اول ۔ داناپور

ہجرت کے وقت آپؑ کی عمر

حکمِ ہجرت

سلطان کی التماس

عکس نقشۂ تبلیغ

حضرتؑ کی ہمراہی

بندگی شاہ دلاور

بی بی الہدیتیؓ صاحبہ کا معاملہ

جناب سیّد محمودؓ کو جذبہ اور بشارت

بندگی شاہ دلاورؓ کو وجد

میاں بھیکھ کا مردہ کو زندہ کرنا

مقام دوم ۔ کالپی

بی بی بھکیا

خوشبوئے جسم اقدس کی رہنمائی

مقام سوم ۔ چندیری

تولد جناب سیّد اجملؓ صاحب

مقام چہارم۔ چانپانیر

سلطان محمود بیگڑہ کا حضور موعودؑ کا حال دریافت کروانا

دونوں امیروں کا تصدیق کرنا

بندگی شاہ نظامؓ کو مژدہ

بشارت

بندگی شاہ نظام

بی بی الہدیتیؓ کی وفات

راجے سون وراجے مرادیش مشرف بہ تصدیق

مقام پنجم۔ مانڈو

سانحۂ سیّد اجمل

تمام قبرستان کی بخشش

سلطان غیاث الدین کا تصدیق سے مشرف ہونا

سلطان کی فتوح

میاں الہداد حمید

مقام ششم۔ دولتاباد

سلطان برہان الدینؒ مرشد اور خلیفہ زین الدینؒ

سیّد راجوؒ والد سیّد محمدؒ گیسوراز

تعظیمِ اولیاء

سیّد ممن

مقام ہفتم ۔احمد نگر

احمد شاہ نظام کو عطائے فرزند

مقام ہشتم ۔بِدَر

قاسم برید کا خواب

شیخ مَمَّن توّکلی

مُہرِ ولایت

قاضی علاؤالدینؒ وغیرہ کا تصدیق کرنا

کسی بیوی سے نکاح

دوری و حضوری

مروّتِ سیّد محمد گیسودراز

مقام نہم۔گلبرگہ

کرامتِ عالی

جوتیاں نہ اتارنے کی وجہ

میاں مکتو کو عذاب

حضرت بندہ نوازؒ کو بشارت

روضہ شہ سراج الدینؒ میں قیام

مقام دہم ۔ڈابھول

حج کے لئے کشتی پر سوار ہونا

معجزہ

دوسرا معجزہ

احرام باندھنا

جدّہ میں نزول

مکہ معظّمہ میں آپؑ کے گرد کعبہ کا طواف کرنا

منزل دوم

مکہ معظّمہ سے فرہ مبارک تک کے حالات میں

مقام اوّل۔ مکّہ معظّمہ

دعوۂ مہدیت

تسمیہ اور تامین کا جہر

انبیاءؑ کی زیارت

فقیروں کو اضطرار

امامناؑ کی بے نیازی

مدینہ منورہ کا ارادہ

مکّہ مکرمہ کا قیام

سمندر میں شیریں پانی

فقیروں کو پھر اضطرار

اولیاء کی ہمراہی

سمندر میں طوفان

مقام دوم ۔ دِیُو

شرابی سردار

مقام سوم ۔ احمداباد

بشارات

بیان کا اعجاز اور تاثیر

بِرّ یعنی نیکی سے مراد

بندگی ملک برہان الدینؒ

بندگی ملک گوہرؒ

مہدیؑ روے زمین کا بادشاہ

بیگڑہ کا بھانجا

آپؑ کے بیان کی تاثیر پر اہل تواریخ کی گواہی

میاں حاجی مالیؒ

شاہ دلاورؒ کا حضور اقدسؑ میں پہنچنا

بندگی شاہ عبدالمجید نورنوشؒ

بندگی شاہ امین محمدؒ

بندگی میاں یوسفؒ

دعوۂ مہدیت اور مدت قیام

اولیاء کے حق میں بشارتیں

شیخ احمد کھٹوؒ

شاہ عالم

ایک سپاہی کا ماجرا

مشائخ کی نالش

راجے سون اور راجے مرادی کی محبت

مقام چہارم ۔ سانتیج

میاں شاہ نعمتؓ

مقام پنجم ۔ پٹن

بندگیمیاں سیّد خوندمیرؓ

بندگی ملک بخّنؓ

حضرتؑ نے آپؓ کو اصلی نام سے پکارا

ملک بخّن ؓ مرید ہوئے

بندگی میاںؓ کو مژدہ

بے ہوش ملاقات اور بشارت

تلقین اور معاملہ

ہدیہ مقبول

میں نے تو اپنے خدا کو دیکھا

قید

صدیق ولایت

مدفن

شاہ رکن الدین مجذوبؒ

میاں یوسف سُہیتؒ اور میاں تاج محمدؒ

مُہرِ نبُوَّت

حضرت ثانی مہدیؓ اور نوکری

بائی خوب کلا

نسبت کی تجویز

شادی

اُم المؤمنین بی بی ملکانؓ کے والد

مُلّا معین الدین

انگلی مَل کر تفسیر لکھنا

حکم اِخراج

مدت قیام

مقام ششم ۔ بڑلی

بندگی میاںؓ کی تشریف آوری

دعوۂ مؤکّدہ

سال دعوۂ مؤکدہ اور حضورؑ کی عمر

موالید کے اختلاف کی تحقیق

مُلّا معین الدین کو اطلاع

سلطان بیگڑھ کو خط

مقامِ ہفتم ۔ جالور

موتی جل جانا

مسواک تر و تازہ

قطروں کی گواہی

اعتکاف

بندگی میاںؓ کا آ پہنچنا

مقامِ ہشتم ۔ ناگور

شہزادۂ لاہوت

قُتِلُوْا وَقُتِلُوْا

بندگی شاہ نعمتؓ کا احتمال

مقامِ نہم ۔ جیسلمیر

بیل کی قربانی

چہار پایوں کو روک دینا

پرانی راہ جاری کرنا

بندگی میاں سیّد خوندمیرؓ کا پیچھے رہ جانا

حضور موعودؑ کا قاعدہ

ایک پین سانپ

مردے زندہ کرنا

مقام دہم۔ نگرٹھٹھہ

دیدارِ خدا پر بحث

دریا خان کا تلقین ہونا

شیخ صدرالدینؒ

دلشاد کا مشورہ

حکم اخراج

اولوالامر

لشکر کشی کی تیاری

خار بندی کا حکم

صاحب دل کا اثر

ملک گوہرؒ کی اکثیر

سیّد سلام اللہ صاحبؒ کی کسوٹی

جام اور دریا خان

جام کا دوسرا حکم

جام کی تیسری ترکیب

مویشیوں کی دیانت داری

مقام یازدہم۔ کاہہ

مخالف کے پیچھے نماز

ام المؤمنین بی بی بون جیؓ

چوراسی مہاجرؓ شہیدِ فقر

بی بی شکر خاتون

چند صحابہؓ کو گجرات بھیجنا

میاں سیّد سلام اللہؓ کا خط

لیلۃ القدر

سندھ سے روانگی

پرانی راہ اختیار کرنا

میاں حیدر مہاجرؓ کا بیل

فرشتوں کی سواری ہمراہ حضور

مسلمان سانپ

درندے گزندے ہٹ گئے

شاہ نظامؓ کی بچی

میاں یوسفؓ

صحابہؓ کی محبت

صحابہؓ کے حق میں دعا

مقام دوازدہم۔ قندھار

سکوت کی صلاح

سپاہیوں کا تشدد

شاہ بیگ پر بیان کا اثر

شاہ بیگ تصدیق سے مشرف
شاہ بیگ تلقین ہوا

مقام سیزدہم۔فرہ

کوتوال کا تشدد
سرورخان کا خواب
میر ذوالنون
تصدیق
مہدیؑ کا مددگار
فرمان مہدی
میر ذوالنون کا عریضہ
صدرالعلماء کا تفکر
چار علماء کو تحقیق کے لئے بھیجا
چار سوال
تین عالموں کا افسوس
مُلاّ علی فیاض کا جواب
علماء کی تصدیق
بادشاہ کی مجلس میں شہادت
مجلس کے علماء کی رنجیدگی
مُلاّ علی فیاض کی جوابی تقریر

بادشاہ کی تصدیق
بندگی میاں سیّدخوندمیرؓ پٹن میں
ملک نصیر سے پردہ
حضرت ثانی مہدیؑ کا خواب
قرض کی ادائیگی
شاہ نعمتؓ سے قرض مانگنا
بیگڑہ بہنوں کی فتوحات
بندگی میاں سیّدخوندمیرؓ کی ارادتمندی اور حسن سلوک
بندگی میاں سیّدخوندمیرؓ اوراحمد شہ قدن
شاہ نعمتؓ سے بحث
بندگی میاںؓ کی خدمات
پوت پوت ہوکرآوے
پوتی، پوت، پوتندر
دوشخصوں کو بشارت
بندگی شاہ نعمتؓ کا حساب پیش کرنا
شاہ نعمتؓ کی رنجیدگی
افسرِ منافقان
دو برادروں کو بے واسطہ فیض
دو جوانوں کو مغالطہ

بی بی بُونْ جیؓ کی تحقیق

حضرت ثانی مہدیؓ کی آزردگی اور تسلی

بی بی بُونْ جیؓ کا شکایت

سرتاپا مسلمان

داخلِ اُمّت

سانپ کا قدمبوس ہونا

جِنّات کی تصدیق

مہدیؑ کا حکم

تصحیح

معراج

صحابہؓ کی نماز پر طعنہ

جالے بُہارتے

مہاجروںؓ کا ہر کام عمل صالح

علم ضروری

''بارِ امانت'' کی سپردگی

قطراتِ وضو کی گواہی

عین القضاتؒ

فضائل علی مرتضیٰؓ اور ابا بکر صدیقؓ

حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ

مجتہدان اور مفسران

امام اعظمؒ اور امام شافعیؒ

سیدھا اور نزدیک کا راستہ

سات سلطان

حضرت بایزید بسطامیؒ

شیخ محی الدین ابن عربیؒ

فرعون کو نجات

حضرت عبدالقادر گیلانیؒ

حضرت منصور حلاجؒ

یہ کتابیں پڑھنے کے اجازت

حضرت جامیؒ

شیخ سعدی شیرازیؒ

مُلّا داوٗدؒ

بندگی شاہ دلاورؓ کا معاملہ

آپؑ کا آخری جمعہ

بندگی میراں سیّد محمودؑ کا فضل

جمعہ میں وتر پڑھنا

مُلّا گل وغیرہ کی تحقیق اور تصدیق

حضرت نور نوشؓ

سفر ہوگا
اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُم
نَحۡنُ مَعۡشَرَ الۡاَنۡبِیَآءُ
آخری وصیت
اہل وعیال اور مہاجرینؓ
شاہ نعمتؓ کو بشارت
اصحابؓ کو پسخوردہ پلانا
پاسِ شریعت
قُلۡ ھٰذِہٖ سَبِیۡلِی
ہم دو مشرکوں سے نہیں ہے
بندگی میاںؓ کی مشکل
راحت ابدی
تدفین
سچا مہدی گور میں نہ رہیگا
مزار مبارک
حضور ثانی مہدیؓ کا بیان
بندگی میاںؓ وغیرہ کی گجرات کو واپسی
مزار مبارک کی تخریب کی کوشش
روضۂ مبارک کی بنا اور تعمیر

نقشہ: روضہ مبارک

روضہ مبارک کا سامنے سے بیرونی منظر

روضہ مبارک کا پیچھے سے بیرونی منظر

اُصولِ دین مہدیؑ

(۱)ترک دینا

(۲)ترکِ علائق

(۳)صحبت صادقان

(۴)عزلت خلق

(۵)ذکر کثیر

مختصر سوانح
حضرت میاں سیّد اشرف
عرف اچھا میاں صاحب شعری پالن پوری

تولد:

بتاریخ بائیس (22) رمضان المبارک بارہ سو تریسٹھ ہجری (1263) مطابق اٹھارہ سو سینتالیس عیسوی (1847)۔

اساتذہ:

آپؒ کے والد صاحب حضرت سیّد راجو میاں صاحبؒ اور مولانا مولوی حضرت سیّد رحمت اللہ صاحب گلشنؔ پالن پوری۔

تعلیم:

تلاوت قرآن اور اردو فارسی عربی اور انگریزی میں کھڑی ہندی اور گجراتی میں پالن پور کے مدارِس سے علم و فنون میں مہارت حاصل کی۔

ترک دنیا:

دراصل بارہ برس کی عمر تقریباً بارہ سو ستّر یا اٹھتر ہجری (1277/78) بمطابق اٹھارہ سو اٹھاون یا اُنسٹھ (1858/59) میں پیر و مرشد حضرت سیّد سیدن جی میاں صاحب اہلِ ہستیرۃ کے آگے ترک دنیا کر لیا تھا کہ جس وقت آپؒ شدید علیل

تھے۔

ملازمت:

لڑکپن میں شہر کے دروازہ پر بطور محافظ اور جوانی کے عالم میں نواب پالن پور کے برادر زادہ سرکار سکندر خان جی کی معتمد ہوئے۔ گھر کی تنگ حالی کی وجہ سے ملازمت اختیار کی تھی۔(1293)

ملازمت سے استفاء اور تجدیدِ ترک دنیا:

بارہ سو تیرانوے ہجری (1293) مطابق اٹھارہ سو پچھتر/ چھیتر عیسوی (1875/76) میں مرشدنا حضرت میاں سیّد منور عرف روشن میاں صاحب اکیلوی بعدہ حیدرآباد سے تیرہ سو ہجری (1300) بمطابق اٹھارہ سو چھیاسی/ستاسی عیسوی (1886/87) میں علاقۂ دینی اور از سرِ نو ترک دنیا کر لیا۔

صحبت وسند:

علاقہ و اعادہ ترک دنیا کے بعد مسلسل چھ ماہ تک حضرت روشن میاں صاحب قبلہ اکیلوی کی صحبت و تعلیم باطنی حاصل کر کے سندِ ارشادی حاصل کی۔ لیکن سلسلۂ دینی اپنے پیر حضرت سیدن جی میاں صاحب اہل ہستیڑہ کا جاری رکھنے کی اجازت حاصل کر لی اور بہت سے لوگ آپ کے متوسلین ہوئے یہاں تک کہ دکن کے سفر کے دوران آپؒ کے بیان و کلام سے متاثر ہو کر وہاں کے متعدد لوگوں نے بھی دستِ بیعت بڑھا دئے تھے!

تصنیف و تالیف:

جس کا ذکر سیر مسعود کے آخری صفحات منظومات کے بعد مرقوم ہے۔

آخری بارہ سال:

بزرگی کے باعث یا ذکرِ دوام وذکرِ کثیر کے سبب حواسِ ظاہری کا یہ حال تھا کہ عالم ظاہری کو بھول کر عالم بالا کے عجائبات میں اکثر کھو جاتے تھے۔کبھی اس عالم فانی کی تلخی وشیرینی محسوس کرتے تو کبھی بے حسی کی کیفیت طاری ہوتی تھی۔اس حال میں کئی مرتبہ جیسے بزرگان سلف مہدویہ کی پاکیزہ ارواح کا استقبال اورگویاقدمبوسی کرتے ہوں،ایسی ادائیں افراد خاندان کے دیکھنے میں آتی تھیں۔ لیکن حیرت یہ تھی کہ دینی سوالات کے جوابات بالکل ٹھیک دیتے تھے۔

اولاد شریف:

آپؒ کوحضرت سیّدہ راجے صاحبہ بی بی بنت نصرت میاں صاحب اہل پالنپور سے ایک دختر اور تین فرزند ہوئے تھے (۱) حضرت شکر اللہ میاں صاحب (۲) حضرت کرم اللہ عرف باوا میاں صاحب اور (۳)حضرت میاں سید عطاء اللہ صاحب عرف عطنؒ (جواپنے والد کے مرید اور علاقہ حضرت خوب میاں صاحب قبلہؒ پالن پوری اورحضرت غازی میاں صاحب قبلہ اکیلوی سے تھا اور خلیفہ ارشد حضرت عنایت اللہ میاں صاحبؒ اہل پالن پور کے تھے)۔عطاءاللہ صاحبؒ نے ہی سیر مسعود کو جدید اردو حروف میں حاشیاجات اورعنوانات ڈال کر نقل کی ہے۔

رحلت:

حضرت اچھا میاں صاحب شعرؔی بعمر تراسی(83) سال،بروز جمعہ، بتاریخ نو(9) رمضان المبارک تیرہ سو چھیالیس ہجری(1346) بمطابق دو(2)مارچ

اُنیس سو اٹھایس عیسوی(1928) کو اس دار فانی سے کوچ کر کے واصل حق ہوئے۔

تجہیز و تکفین:

آپؒ کے خلیفہ حضرت سیّد غیاث الدینؒ عرف چاندمیاں صاحب بن حضرت شمش اللہ میاں صاحبؒ نے تجہیز و تکفین کی ذمہ داریاں ادا کیں۔

مزار شریف:

شہر پالن پور کے محلّہ نیا دائرہ میں حضرت بندگی میاں سیّد مرتضیٰ صاحبؒ (بن بندگی میاں سیّد ابراہیمؒ بن بندگی میاں سیّد غیاث الدینؒ بن بندگی میاں سیّد ابراہیمؒ بن بندگی میاں سیّد محمود سیدن جی خاتم المرشدینؓ) کے حظیرہ میں مدفون ہیں۔ آپؒ صاحبِ حظیرہ ہی کی اولاد شریف سے ہیں۔

راقم

فقیر سیّد نور اللہ میاں بن پیر و مرشد حضرت سیّد عنایت اللہ میاں صاحب

اہل پالنپور، گجرات

هُوَ الْفَتَّاحُ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

دیباچہ

الٰہی ہر دم و ہر آن بلا خیال اور بے گمان یہ تیرے بے حساب احسان جو ہم پہ تازہ نو بہ نو ہوتے چلے جارہے ہیں، وہ تو تیری کریمی[(۱)] کی شان[(۲)] ہے ہماری کیا تاب[(۳)] جو اس کا شمّہ بھر[(۴)] شکر ادا کر سکیں یا ان کی شمار[(۵)] کا دم بھر سکیں[(۶)]؟

تَعَالٰی شَأْنُکَ عُلُوًّا کَبِیْرًا ط

یعنی تیری شان بہت بڑی بزرگ ہے۔

پر اے کریم! جب کہ ہر فرد عالم پہ بے مِنّت[(۷)] کروڑوں احسان فرما رہا ہے تو اگر سارے انسانوں کو تیرے پسندیدہ اور برگزیدہ[(۸)] ایلچیوں[(۹)] کے خاص تیرے ہی ایلچی ہونے کی معرفت میں بصارت عطا ہوئی ہوتی تو یہ بات تیری شان کریمی کے تو خلاف نہ تھی۔ خداوندا! تو نے ان کو خاص اپنے ہی ایلچی ہونے کی تو وہ وہ[(۱۰)] علامات[(۱۱)] اور ایسے ایسے نشان عنایت فرمائے ہیں کہ ہر غبی[(۱۲)] کم عقل بھی سمجھ سکتا ہے کہ بے شک وہ تیرے ہی ایلچی ہیں۔ چنانچہ خاتم الرسل[(۱۳)] محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو

---

(۱) مہربانی (۲) بڑائی (۳) طاقت (۴) ذرّہ برابر (۵) گنتی (۶) دعویٰ کر سکیں (۷) احسان؛ اُپکار (۸) چنے ہوئے (۹) رسولوں؛ پیغمبروں (۱۰) ایسی ایسی (۱۱) نشانیاں (۱۲) بے وقوف؛ کم سمجھ (۱۳) رسولوں کی مہر؛ آخری پیغمبرؐ

باوجود اُمّی (۱) ہونے کے کیسی پُر فصاحت (۲)، اور اخلاق و معجزات و تعلیمات کا مجموعہ (۳) کتاب عنایت ہوئی۔ انصاف تو یہ ہی ہے کہ یہ آپ کی راستی (۴) کا پورا پورا شاہد (۵) عدل ہے، مگر بصارت بھی ہونی چاہیئے؟

ویسے ہی آپ ﷺ کی خاص ولایت کے خاتم سیّد محمد جون پوری مدّعی مہدیت (۶) علیہ الصلوۃ والسلام کو قرآن کا وہ پر تاثیر بیان عطا ہوا کہ سامعین (۷) خواہ یگانہ (جانے پہچانے، اپنے) ہوں خواہ بیگانہ (۸) دنیا اور مافیہا (۹) کو چھوڑ کر حضورؑ کے غلام گرویدہ (۱۰) بن گئے۔

یہ تاثیر یہاں آپؑ کے فیض گیروں (۱۱) میں کئی واسطوں تک جاری اور ساری رہی، جیسا کہ مخالفین کی اس بارے کی گواہئیں اب تک کتب تواریخ میں موجود ہے۔ مگر ان سب سے بڑھ کر تو تیری جناب سے آپؑ کو تیرا دیدار دکھلانے کا عہدہ عنایت ہوتا ہے جس کے باعث اس دار فانی (۱۲) میں سینکڑوں لوگوں کو بہ چشم سر تیرا دیدار دکھلا دیا۔ پر تذبذب (۱۳) نہ گیا۔ یہ ہی تو بصارت کی عطا سے دریغ فرمایا (۱۴) ہے۔ مگر ضرور اس میں بھی کوئی حکمت ہے۔

میں اسی تردداتِ (۱۵) کے بحرِ عمیق (۱۶) میں پیچان (۱۷) تھا کہ کرم الٰہی رہ نما ہوا، کہ اے غریقِ دریائے تفکر (۱۸) ذرا ہوش میں آ اور سوچ کہ ہم نے ہر انسان کو عقل و فہم (۱۹) اور ادراک (۲۰) وتمیز عطا کی ہے ساتھ ہی اس کے ارادہ کا بھی اختیار دے دیا ہے۔ پس جس بات کا وہ اپنے دل میں ارادہ کر لیتا ہے۔

---

(۱) جو پڑھا لکھا نہ ہو؛ ان پڑھ (۲) زبان کی خوبیوں سے بھری (۳) خزانہ (۴) سچائی (۵) گواہ، ساکشی (۶) جنہوں نے مہدی موعود ہونے کا دعوہ کیا (۷) (سننے والے) (۸) انجان؛ پرائے (۹) (جو اس دنیا میں ہے (۱۰) عاشق (۱۱) فیض لینے والوں (۱۲) فنا ہونے والا گھر یعنی دنیا (۱۳) (ہچکچاہٹ، شک) (۱۴) (سمجھ سوجھ عنایت فرمانے سے کنارہ کیا ہے (۱۵) اندیشے، فکر، ادھیڑ پن (۱۶) گہرا سمندر (۱۷) پیچ کھانا، لوٹنا (۱۸) فکر کے دریا میں ڈوبا ہوا (۱۹) سمجھ (۲۰) سمجھ

اس کی بہم رسانی (۱) کے اسباب ہماری پیشگاہ (۲) سے اس کو پہنچ جاتے ہیں خواہ وہ بات اس کے نفع کی ہو یا نقصان کی ہاں، یہ بات ہے کہ:

ے ☆جہاں کی خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے میرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے (۳)

اس دنیا میں نفس کی ہم نے ایسی ایسی خواہشیں رکھی ہیں جن کا ترک (۴) انسان کو مرگ (موت) سے بدتر معلوم ہوتا ہے۔خصوصاً عُجُب (۵)، کِبر (۶)، فخرِ مباحات (۷)، جاہ (بڑا رتبہ؛ عزت؛ بڑائی) تو دل سے دور ہونا قریب محال (۸) ہے، کہ نفس کی زندگی ان ہی سے ہے۔ یہ مایۂ حیاتِ نفس (۹) ہیں۔ پس انسان ان امور (۱۰) نفسانی کو ناعاقبت اندیشی سے پسند کر کے ارادتاً نقصان میں پڑتا ہے۔ ہماری عنایت اور الطاف (۱۱) اور کرم میں کچھ فرق نہیں۔

سُبۡحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الۡعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوۡنَ ج ○ وَسَلٰمٌ عَلَی الۡمُرۡسَلِیۡنَ ج ○ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ط ○

تیرا پروردگار عزت کا پروردگار ہے وہ ان کی وصف کردہ چیزوں سے پاک ہے اور رسولوں پہ سلام ہے اور ساری تعریف پروردگارِ عالم کی ہے۔

﴿پارہ وَمَالِیَ 23 / سُوۡرَۃُ الصّٰٓفّٰت 37 / آیہ 180-182﴾

....

(۱) حاصل کرنا (۲) درگاہ (۳) ☆ہزاروں .... غالب کے شعر میں تصرف کیا گیا ہے (۴) چھوڑنا (۵) گھمنڈ (۶) بڑائی، فخر (۷) جائز اور حلال چیزوں پر فخر کرنا (۸) ناممکن (۹) نفس کی زندگی کی پونجی (۱۰) کام (۱۱) مہربانی

سببِ تصنیف:

اب احقر العباد (۱) اللہ السبحان (۲) سیّد اشرف عرف اچھا میاں ابن سیّد راجو میاں تَغَمَّدَہُ اللّٰہُ بِالْغُفْرَان (۳) از احفاد خاتم مرشد سیّد محمودؓ ابن سیّد خوندمیرؓ رئیس الشہدا صدیق ولایت رضی اللہ تعالی عنہ ساکن پالن پور شائقین سوانحات (۴) سیّد محمد مہدی موعودؑ کی خدمت سراپا برکت میں گذارش کرتا ہے کہ اس ملک کے عوام مہدوی بجز لفظ مہدوی کے آپؑ کے نام تک سے واقف نہیں اور آپؑ کے سوانحات پہ تو خواص تک کو پوری معلومات نہیں ہے۔ لہٰذا اس احقر نے سنہ تیرہ سودو ہجری (1302) میں ایک مسدس (۵) ترجیع بند (۶) حضور موعودؑ کے تولد (۷) سے لے کر وفات تک لکھا تا کہ شائقین کو یاد کرنے میں دِقّت عائد نہ ہو مگر وہ نہایت مختصر اور بغایت (۸) موجز (۹) حالات تھے۔ ہر قصہ کا لُبِّ لُباب (۱۰) اور ہر حکایت کا خلاصۂ مطلب نکال لیا گیا تھا۔ اس وجہ سے آپؑ کے سوانحات پہ پوری پوری خبر نہیں مل سکتی اور اس کے شعروں کے اندر جب کہ پوری بات سے ایک اشارہ ہی لیا گیا ہے، اس لئے جب تک وہ بات پوری نہ سننے میں آے اسکا مطلب سمجھنے میں دقت ہو جاتی ہے۔ نیز (۱۱) چند جا (۱۲) سے درمیانی حالات رہ گئے ہیں اگر ان کی اطلاع ہوتو حضور موعودؑ کی زیادہ بہتر عظمت (۱۳) شان معلوم ہوتی ہے۔ پھر بھی اس کے لکھنے سے اکثر لوگوں میں چرچا پھیلا۔ کئی شائقین نے اس کو ازبر (۱۴) یاد بھی کرلیا اور اس کی مفصّل کوائف

---

(۱) ادنیٰ غلام؛ بے قدر بندے (۲) پاک (۳) اللہ ان کو مغفرت سے ڈھانپے ۱۲ (۴) حالات (۵) چھ مصرعوں کا ایک بند، ایسے کئی بندوں کی بنی ہوئی نظم (۶) نظم کی ایک قسم جس میں پہلے بند کے آخری دو مصرعے بعد کے ہر بند کے آخر میں دوہرائے جاتے ہیں (۷) جنم، پیدائش (۸) بہت ہی؛ بے حد (۹) ٹکڑے ٹکڑے (۱۰) خلاصہ (۱۱) اور (۱۲) جگہوں (۱۳) بڑائی (۱۴) ایسا یاد ہونا کہ بغیر پڑھے بول سکیں

کو دریافت بھی کیا۔لیکن جب کہ یہ طول طویل باتیں دو ایک بار کے سننے سے یاد رہنا مشکل تھا۔لہٰذا درخواست ہوئی کہ حضور موعود علیہ السلام کے ضروری حالات اردو نثر میں اس طرز سے لکھے جایں کہ طول طویل نہ ہو جایں اور کوئی ضروری امر آپؑ کے حالات سے رہ بھی نہ جاے۔ پھر اس کو طبع کرا کے سارے گروہ میں بانٹ دیا جاے۔پس فقیر نے آپؑ کے ضروری سوانح عنایتِ ایزدی (۱) کے بھروسے پر لکھنا شروع کر دیا۔اور کچھ ہی عرصہ میں لکھ بھی لیا اور اس ذخیرۂ مبارک کا نام "سِیَرِ مَسْعُوْد، واقعاتِ مہدِیّ مَوْعودؑ" رکھا۔

الٰہی اس بندۂ خاصؑ، عاشقؑ باخلاص کے طفیل (۲) سے یہ سِیَرِ مَسْعُوْد میری سعادت دارین (۳) کا باعث ہو جیو۔ آمین (۴)۔یَا رَبُّ الْعَالَمِیْنَ (۵)

اس سیر (زندگی کے حالات) کو ایک تہیہ (۶) اور دو منزل پر منقسم (۷) کیا گیا ہے۔تہیہ حضور موعودؑ کے تولد سے ہجرت فرمانے تک کے حالات میں ہے۔ منزل اول میں جون پور سے روانہ ہو کر مکّہ معظّمہ میں پہنچنے تک کے سوانحات ہیں اور اس میں دس مقام ہیں۔منزل دوم مکہ مقدسہ سے فرہ مبارک تک کے واقعات میں ہے اور اس میں تیرہ مقام ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَ ارْزُقْنَا اِتِّبَاعِہٖ، اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلاً وَ ارْزُقْنَا اِجْتِنَابِہٖ، بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ط ○

(۱) اللہ کی مہربانی (۲) ذریعہ؛ وسیلہ (۳) دونوں جہان کی نیک بختی: بھلائی (۴) ایسا ہی ہو (۵) تمام عالم کا پالنے والا
(۶) تیاری؛ شروع کی بات (۷) بانٹنا؛ حصے کرنا

اے ہمارے اللہ ہمیں حق کو حق کر کے دکھا اور اُس کی اتباع روزی کر، اے ہمارے اللہ، ہمیں باطل کو باطل کر کے دکھا اور اُس سے دور رہنا عنایت فرما۔ تیری رحمت کے طفیل، اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا!

تَـہَـیَّــــــہ

حضور موعودؑ کے تولد سے ہجرت فرمانے تک کے حالات میں

جاننا چاہئے کہ مہدی علیہ السلام کے ہونے کا وعدہ خاتم النبیین (۱) محمد مصطفیٰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین کی زبان مبارک سے ہوا ہے اور وہ حدیثوں (۲) سے مستفاد (۳) ہے۔ مگر خوب یاد رہے کہ مہدی کے بارے میں اس کی ساری اِس حدیثیں پایہ کی نہیں کہ ہم ان سے کسی بات پہ جزم (۴) کر سکیں، چنانچہ ماہرین پر پوشیدہ نہیں۔ ہاں اتنا ہے کہ مہدی کا ہونا تواتر معنوی (۵) یہ علم حدیث کی اصطلاح یا خاص الفاظ ہیں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو حدیث بیان کی گئی ہو اس کے راوی یا بیان کرنے والے اگر چار یا چار سے زیادہ ہوں تو وہ حدیث ''متواتر'' کہی جاتی ہے۔ اگر راویوں کی روایت میں حدیث کے الفاظ بھی متفق طور پر وہ ہی ہوں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے تھے تو ایسی حدیث ''متواتر الفاظ والمعنیٰ'' کہی جائیگی اور اگر راویوں کی روایت میں الفاظ الگ الگ ہوں لیکن معنیٰ اور مطلب ایک ہی ہو تو اسے ''متواتر المعنیٰ'' کہیں گے دونوں قسم کی حدیثوں پر ایک جیسا یقین رکھنا لازمی سمجھا گیا ہے' کو پہنچ گیا ہے جس سے فقط مہدی کا ہونا قطعاً و یقیناً مانا جا سکتا ہے۔ اور باقی علامات (۶) مہدی میں جس قدر احادیث وارد ہیں وہ مفید قطع (۷) نہ ہونے کی وجہ سے قابل التفات

....

(۱) انبیاء کی مہر؛ انبیاء کے سلسلہ کو ختم کرنے والے (۲) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان، بات چیت یا عمل جو لکھ لیا گیا ہو (۳) ملتا (۴) پکا یقین (۵) معنیٰ کے لحاظ سے لگاتار یا سلسلہ وار (۶) نشانیاں (۷) پکا یقین دلانے والی۔

نہیں ہوسکتیں کیونکہ جب تک اس کا ثبوت قطعاً نہ ہو جاوے تب تک وہ فی الحقیقت مہدی موعود نہیں ٹھہر سکتا پس اسی کو مہدی ماننا واجب نہیں ہوتا۔اسی وجہ سے ہمارے بزرگان دین نے علامات مذکورہ احادیث کی جانب کم توجہی رکھ کر اپنی اپنی کتب ورسائل میں قطعی ثبوت بتلایا ہے۔اور فقیر نے بزبان اردو ایک رسالہ بنام نتیجۂ جہدی فی اثبات مہدیؑ لکھا ہے اس میں مہدیؑ کا ثبوت بدلائل قاطعہ دے کر بشارات مہدیؑ احادیث سے اس کے اندر مندرج کی ہیں۔ وہاں ایک تنبیہ میں احادیث سے قطعی ثبوت مستفاد نہ ہو سکنے کے وجوہات بایستہ (۱) بتلائے ہیں اور نیز شمس البیان کے خاتمہ میں بقدر ضروری لکھا گیا ہے جو اصحاب فطنت و بصارت (۲) کے لئے کافی ہے ان میں یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ خود حضور موعودؑ کے فرمان سے ثابت ہوتا ہے کہ آپؑ کا ثبوت احادیث سے ہونا دشوار ہے یعنی احادیث سے آپؑ کا ثبوت حقیقتاً درجۂ یقین کو نہیں پہنچ سکتا پس جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کی بشارات کی جانب زیادہ تر توجہ نہ رہ کر آپ ﷺ کا ثبوت معجزات، اخلاق، اور تعلیمات سے ہوا ہے، اور بشارات کو بطور تتمہ (۳) اور زیادتی دلیل کے گِنا ہے ویسا ہی یہاں بھی مہدی موعودؑ کا ثبوت معجزات، اخلاق اور تعلیمات سے ڈھونڈھنا چاہئے۔ پس بفضل الٰہی ان باتوں سے ہمارے سیّد محمد جون پوری سچے مہدی موعودؑ ٹھہرتے ہیں اس میں کچھ بھی شک وشبہ کو گنجائش نہیں رہتی۔انشاء اللہ تعالیٰ اگر خدا نے اسباب بہم پہنچا دئے تو فقیر کا ارادہ ہے کہ اس بارے میں ایک کتاب لکھے کہ ہمارے مہدی علیہ السلام کے ثبوت کی دلائل یقینہ کا اور آپؑ کے بارے کے تمام شکوک اور شبہات کے جواب کا مُفَصَّل (۴) اور مُشَرَّح (۵) مجموعہ ہو۔

---

(۱) یقینی سبب (۲) سمجھ بوجھ رکھنے والے لوگ (۳) آخری بڑھاوا (۴) تفصیل وار (۵) خلاصہ وار

هُوَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ التُّكْلَانُ .

اسی سے مدد طلب کی جاتی ہے اور اسی پر بھروسہ ہے۔

ہمارے سیّد محمدؑ ابن عبداللہ الجون پوری مدعی مہدیت کے حالات اگرچہ ہمارے بزرگوں نے تحریر تو کیئے ہیں پر افسوس کہ آپؑ کے حضوریوں کے تحریر کیئے ہوئے نہیں۔ اگر ان کے لکھے ہوئے ہوتے تو البتہ قابل توثیق (۱) ہوتے اور اگر ان کے بعد میں لکھے جانے کا بھی کچھ مضائقہ (۲) نہ تھا مگر جہاں جہاں تفصیل اور تحقیق کی ضرورت تھی وہاں ویسا ہوا ہوتا تو کیا خوب ہوتا۔

لیکن غور سے دیکھا جاتا ہے تو یہ افسوس بے جا معلوم ہوتا ہے کیونکہ حضوریوں کے اسی وقت حالات قلمبند کر لینے سے فقط یہ ہی فائدہ متصور (۳) ہوسکتا ہے کہ وہ حالات قابل اعتماد ہوں اور لائق یقین۔ پر یہ خیال خام (۴) ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حالات کا اسی وقت قلمبند ہو جانا کچھ قابل اعتماد اور لائق یقین نہیں بن جاسکتا بلکہ اگر اسی وقت لکھے جاویں پر الفاظ محتمل المعنیین (۵) اور احتمال (۶) حقیقت ومجاز (۷) اور فقرات متشابہات (۸) وغیرہ بواعث (۹) شکوک (۱۰) وظنون (۱۱) سے پاک اور مبرا (۱۲) نہ ہوں تو اس پہ یقین نہ رہے گا اور تذبذب (۱۳) ہو جاوے گا۔ دیکھئے کلام مجید اسی وقت لکھ لیا گیا ہے مگر معنی پر نظر کرتے بہتر (72) فریق بن گئے۔ ان سب کا تمسک (۱۴) اِسی کلام مجید سے ہے اور نیز اس میں کئی باتوں کی تفصیل نہیں چنانچہ مخفی (۱۵) نہیں۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ سنت اللہ

---

(۱) محکم اور مضبوط کرنا؛ پکا بنانا (۲) پروا؛ حرج؛ خوف؛ برائی (۳) خیال میں آنا (۴) کچا؛ نکما (۵) جس کے ایک سے زیادہ معنی ہو سکتے ہوں (۶) گمان؛ شک (۷) حقیقت سے الٹا (۸) شبہ یا شک بھرے ہوئے (۹) باعث کی جمع؛ سبب (۱۰) بہت سے شک (۱۱) بہت سے گمان (۱۲) بہت سے گمان صاف؛ الگ (۱۳) شک (۱۴) پکڑ؛ آدھار؛ سہارا (۱۵) پوشیدہ؛ چھپا ہو

(۱) جاری اس بارے میں یہ ہے کہ امورات دینی میں انفصال (۲) نہیں ہو جاتا اس لئے میں جیسے حالات حضور موعودؑ کے پاتا ہوں لکھتا ہوں۔

وَبِا اللّٰہِ التَّوفِیق... (یعنی اللہ کی توفیق کے ساتھ)۔

نسب اور بزرگوں کے حالات:

ہمارے مہدی موعودؑ جناب امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ہیں۔ کتب تواریخ اور نسب ناموں سے ثابت ہے کہ جناب موسیٰ کاظمؓ کے اسماعیل نامی فرزند تھے اور ان کے آٹھ فرزند تھے جن میں ایک نعمت اللہ بھی ہیں۔ لکھا ہے کہ فرزندان حضرت امام اسماعیل سے عابد، ثابت، نعمت اللہ، اسد، اور محبّ ان پانچ صاحبوں نے مع دیگر سادات کے بغداد سے امل (گاؤں کا نام) کو تشریف ارزانی فرمائی۔ مگر یہ دریافت نہ ہوا کہ آپ کے اجداد سے جون پور، ہند میں، کون صاحب کس وجہ سے تشریف فرما ہوئے اور سکونت اختیار کی۔

نسب نامہ:

آپؑ کا نسب نامہ یہ ہے: سیّد محمد مہدی موعودؑ ابن سیّد عبداللہؒ بن سیّد عثمانؒ بن سیّد خضرؒ بن سیّد موسیٰؒ بن سیّد قاسمؒ بن سیّد نجم الدینؒ بن سیّد عبداللہؒ بن سیّد یوسفؒ بن سیّد یحییٰؒ بن سیّد جلال الدینؒ بن سیّد نعمت اللہؒ بن سیّد اسماعیلؒ بن امام سیّد موسیٰ کاظمؒ بن امام سیّد جعفر صادقؑ بن امام سیّد محمد باقرؑ بن امام سیّد زین العابدینؑ بن امام سیّد ابی عبداللہ الحسینؑ شہید کربلا بن امیر المومنین علی مرتضیٰ (۳) کرم اللہ وجہہ (۴) حضرت علی مرتضیٰ کے مبارک نام کے ساتھ ہمیشہ یہ دعائیہ کلمہ استعمال

---

(۱) اللہ کی ریت، اللہ کا طریقہ (۲) فاصلہ؛ جدائی (۳) پسندیدہ؛ خدا نے پسند کیا ہوا۔ لفظ مرتضیٰ امیر المؤمنین حضرت علی کَرَّمَ اللہُ وَجہَہٗ بن ابی طالب کا لقب ہے (۴) اللہ ان کی ذات کو بہت شرف اور بڑائی بخشے

ہوتا ہے اور دوسرے صحابہؓ کے نام کے ساتھ رَضِیَ اللّٰہ عَنۡہُ (۱) استعمال ہوتا ہے۔رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین (۲)

’’سیّدخان‘‘:

حضور موعودؑ کے دادا جناب سیّدعثمانؒ صاحب کے دوفرزند تھے۔ایک سیّدجلال الدینؒ دوسرے سیّدعبداللہ۔واللہ عالم، ’’سیّدخان‘‘ان پچھلے حضرت یعنی والد سیّد محمد مہدی موعودؑ کا یا تو لقب ہے یا عرف یا شاہی خطاب۔لیکن اس میں کچھ شبہ نہیں کہ آپ کو ’’سیّدخان‘‘ کہتے تھے جیسا کہ خود حضور موعودؑ کے اقرار سے ثابت ہے۔چنانچہ انصاف نامہ کے اول باب سے مُبَرۡہَنۡ (۳) ہے۔لقب یا عرف ہو تب تو کچھ بھی ہرج نہیں البتہ خطاب ہونے کی صورت میں تواریخ وغیرہ کہیں سے بھی ثبوت بتلانا ہوگا۔تو ہم کہتے ہیں کہ اگر خطاب ہو تب بھی ہوسکتا ہے۔کیونکہ اسی قرب میں یہ خطاب سیّدوں کو ملا ہوا تواریخ میں دیکھا جاتا ہے۔چنانچہ سلطان محمد شاہ، بادشاہ دہلی کے ذکر میں جو خضر خان کا پوتا تھا،سنہ آٹھ سو سینتیس ہجری (837) میں سیّد سالم کے بیٹے کو خانِ اعظم ’’سیّدخان‘‘ کا خطاب دیا گیا تھا۔جیسا کہ تاریخ فرشتہ اور طبقات اکبری سے ہویدا (۴) ہے۔پس ممکن ہے کہ آپؑ کے والد سیّدعبد اللہ کو جون پور یا دہلی کے کسی بادشاہ کی جانب سے یہ خطاب ملا ہو اور شہرت پکڑ گیا ہو۔ورنہ آپؒ کا نام سیّدعبداللہ ہونے میں کچھ کلام نہیں۔

اولادسیّد جلال الدین وسیّد عبداللہ:

آپؑ کے چچا سیّدجلال الدین کے تین لڑکے اور دولڑکیاں تھیں۔لڑکوں میں اولسیّد سلام اللہ دوسریسیّد کریم اللہ اور تیسریسیّد عبد الغنی تھے۔لڑکیوں میں

(۱)اللہ ان سے خوش ہو(۲)اللہ ان سب سے خوش ہو(۳)بہت ظاہر اور روشن(۴)ظاہر۔

ایک کا نام بی بی الہدیتی اور دوسری بی بی راستی اور حق تعالیٰ نے سیّد عبداللہ کو دو فرزند عطا فرمائے تھے۔ اول میاں سیّد احمد دوم میاں سیّد محمد مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۔سو بی بی راستی تو میاں سیّد احمد صاحب سے منسوب ہوئیں اور بی بی الہدیتی میاں سیّد محمد مہدی موعود علیہ السلام سے۔

بی بی ایمنہ :

حضور موعود علیہ السلام کی والدہ کا نام بی بی ایمنہ ہے۔ یہ پتہ نہیں چلا کہ بی بی ایمنہ صاحبہ کس کی بیٹی اور کس کی اولاد میں تھیں۔ یہ ہمارے تاریخ نویسوں کی کم توجہی کا باعث ہے۔اوراس کم توجہی کی وجہ ظاہر ہے کہ ہمارے یہاں ذکرو فکر سے نہایت ہی کم فرصت دی گئی ہے، اور وہ لوگ لذت یافتہ تھے پس انہوں نے نہایت ہی سرسری نظر سے حالات قلمبند کر لئے ہیں۔اور اب ہمیں اس کی تحقیقات خیلی دشوار ہے۔ہاں، ایسا کہتے ہیں کہ آپ کے بھائی قیام الملک تھے۔لیکن یہ صاحب آپؑ کی والدہ کے حقیقی بھائی تھے یا عموی۔اور قیام الملک ان کا خطاب ہے یا نام، یہ بھی نہیں معلوم ہوتا۔

دیکھا جاتا ہے کہ حضور موعود علیہ السلام کی والدہ صاحب کے والد کا نام بھی عبد اللہ تھا اور بقولے سید جلال تھا اور ایک روایت سے اوپر جا کر حضور موعودؑ کے نسب سے مل جاتی ہیں۔آپ کا لقب ''اَخـا مَلِک ''ہے۔آپ نہایت دیندار، صالحہ، تہجد گذار، عابدہ، پرہیز گار تھیں ایک شب جبکہ تہائی شب باقی ہوگی کہ آپ نے معاملہ میں دیکھا کہ آسمان سے آفتاب اتر کر آپ کے گریبان مبارک میں گھس گیا، اور فوراً آستین سے نکل کر اپنی جائے پہ چلا گیا۔جوں جوں زیادہ بلند ہوتا ووں ووں تجلی بڑھتی جاتی تھی۔اس معاملہ سے آپ جذبۂ الٰہی میں مستغرق (۱) اور مدہوش

---

(۱) ڈوب جانا

ہوگئیں۔حضورہ عالیہ کے بھائی قیام الملک اس خبر کے پہنچنے کے معاً حاضر ہوئے اور چونکہ باطنی مذاق سے خبردار تھے، دیکھتے ہی فرمادیا، ''انہیں کسی قسم کا آزار نہیں جذبۂ الٰہی ہے۔'' جب ہوش میں آئیں، حال دریافت کیا۔جو کچھ گذرا تھا بی بی نے بیان فرمادیا۔ بھائی صاحب سن کر نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کچھ خوف نہ کیجئے اللہ تعالیٰ آپ کے شکم مبارک سے مہدی موعود، خاص ولایتِ محمدی کا خاتم پیدا کریگا۔ پر یہ راز کسی پر ظاہر نہ فرمانا۔

زمانۂ حمل اور ولادت باسعادت:

حساب سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا انعلاق (۱) سنہ آٹھ سو چھیالیس ہجری(846) کے شعبان میں ہوا ہے۔سارے اصحابِ سیر مرقوم فرماتے ہیں کہ جب آپ کے حمل کو چہارم ماہ شروع ہوا یعنی ماہ ذی الحجہ میں حضور موعود علیہ السلام کی والدہ بی بی ایمنہ صاحبہ کسی کسی وقت اپنے شکم سے یہ آواز سنتیں کہ ''مہدی حق ہے''۔غرض مدت معین کے بعد سنہ آٹھ سو سینتالیس ہجری(847) کے ماہ جمادی الاول کی چودھویں(14) تاریخ کو پیر کے دن تولد مسعود پاکر آپؑ نے عالم کو منور فرمایا۔آپؑ کا تولد شہر جون پور پایۂ تخت شاہان شرقیہ میں ہوا ہے۔ یہ شہر دہلی سے مشرق میں واقع ہے۔اس لئے اس کے اطراف کے ملک کو شرق کہتے ہیں۔ یہ شہر عظیم الشان دریائے گومتی کے کنارہ پر واقع ہے اس وقت یہاں کا بادشاہ سلطان محمد شاہ بن ابراہیم شاہ شرقی تھا، جو سلطان حسین شرقی کا والد ہے۔

---

(۱) حمل کا ٹھہرنا

دریائے گومتی (پیش منظر میں کھوکھری مسجد)

آثارِ مکان حضرت مہدی ماعودؑ

آلائشات سے پاک پیدائش:

آپؒ کی پیدائش کے وقت کوئی معمولی بات نہ تھی۔ یعنی جو دیگر بچوں کی پیدائش کے وقت آلائشات وغیرہ ناپاکیاں ہوا کرتی ہیں ان سب سے آپؒ پاک اور مبرا پیدا ہوئے۔ پیدا ہونے کے معاً آپؒ نے دونوں شرمگاہوں کو اپنے ہاتھوں سے چھپالیا۔ آپؒ کے تولد پاتے ہی جون پور کے تمام بتخانوں کے سارے بت سر کے بل گر پڑے، جیسا کہ معارج النبوت کے رکن دوم کے باب سوم کی فصل اول میں واقعۂ نہم کے اندر حضور نبی کریم ﷺ کا تمام آلائش سے پاک پیدا ہونا، اور واقعہ چہاردہم میں تمام روئے زمین کے بتوں کا سرنگوں گر پڑنا مرقوم ہے ویسے ہی یہاں بھی ہوا۔ آپؒ کا رونا مذاق بخش روح اور جاذب حق تھا۔

خواجہ خضرؑ کا دودھ بھیجنا:

بعض تواریخ میں مرقوم ہے کہ سیّد عبداللہ کے یہاں پہلے جب آپ کے بڑے فرزند سیّد احمد کا تولد ہوا تھا تب کوئی بزرگ تشریف لائے تھے اور دایہ کے ہاتھ پیالہ شیر کا بھیج کر کہا تھا کہ ''جو لڑکا آج متولد ہوا ہے اس کو پلا دو اور دیکھو کہ یہ اس کو ہضم ہو جاتا ہے یا قے میں نکل جاتا ہے۔ جو کچھ وقوع ہو اس سے خبر دو۔'' دودھ پلاتے ہی قے ہوگئی اور دودھ نکل گیا۔ دایہ نے خبر دی آپ نے فرمایا ''یہ وہ لڑکا نہیں جس کی ہم تلاش میں ہیں۔''

جب حضور سیّد محمد کا تولد ہوا تب بھی وہ ہی صاحب تشریف لائے اور بدستور کارروائی ہوئی۔ جب خبر ملی کہ دودھ ہضم ہوگیا، نہایت خوش ہو کر فرمایا کہ ''الحمدللہ برسوں کی محنت آج ٹھکانے لگی۔ جس کی ہم کو تلاش تھی یہ وہی فرزند مسعود ہے۔'' صحیح روایت سے ثابت ہے کہ یہ بزرگ خواجہ خضر علیہ السلام تھے۔

فلک سے ندا:

حضور موعود علیہ السلام کے پیدا ہوتے ہی فلک سے نِدا ہوئی۔

.....جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ○

..... حق بات آ گئی اور باطل مٹ گیا کیونکہ باطل مٹنے والا ہے۔

﴿پَارَہ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ 15/ سُوْرَۃُ بَنِیْ اِسْرَآئِیْل 17 / آیہ81﴾

شیخ دانیالؒ کی تحقیق:

یہ آواز اور بتوں کے گرنے کی خبر شیخ دانیالؒ کے گوش زد ہوئی جو وہاں بڑے عالم متبحر (بہت زیادہ علم رکھنے والا)، شہر استاد، اور چشتی خونوادہ کے سجادہ تھے۔ان کو خیال ہوا کہ آج کوئی شخص نہایت بزرگ، عظیم الشان، حاکم الزمان پیدا ہوا ہے۔ تجسس سے دریافت ہوا کہ جناب سیّد عبداللہ صاحب کو خدائے تعالیٰ نے آج شب فرزند بخشا ہے۔بلوا کر حال دریافت کیا۔جناب عبداللہ صاحب نے فرمایا کہ وہ لڑکا تمام آلائشوں سے پاک وصاف پیدا ہوا ہے۔رونا پُر تاثیر ہے۔پیدا ہوتے ہی دونوں ہاتھوں سے شرمگاہوں کو چھپا لیا تھا۔جب کپڑے پہنائے گئے تب وہاں سے ہاتھوں کو ہٹایا۔پھر دریافت کیا "نام کیا رکھا ہے؟" فرمایا "آج رات کو میں نے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپؐ نے فرمایا کہ میں اس فرزند سعادت مند کو اپنے نام سے موسوم کرتا ہوں۔لہٰذا اس کا نام محمد رکھا ہے۔"

حلیہ:

پھر حلیہ دریافت کیا۔ بیان کیا کہ اس کا رنگ گندمی ہے۔سر بڑا ہے، پیشانی

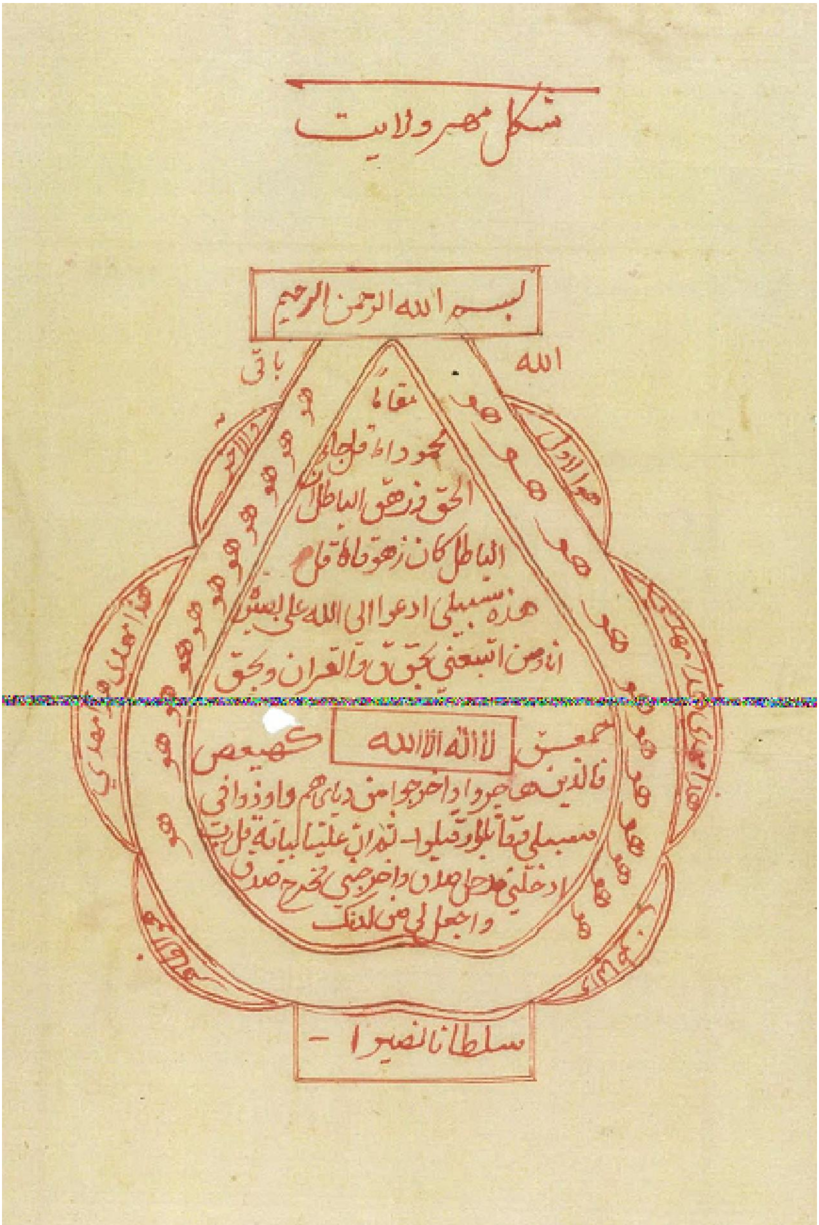

عکس مہرِ ولایت

کشادہ، ناک بلند، ابرو پیوستہ، مُنہ درخشندہ یعنی چودھویں رات کے چاند کا سا نورانی چمکتا ہوا، بال گھنگریالے، بڑی اور رسیلی آنکھیں جیسے بنی اسرائیل کی یعنی بہت سفید اور آبدار، مائل بے سرخی اور مردمک(۱) کی سیاہی مثلسیاہ آبگینہ (۲) کے اور سرمئی ۔مژگان (۳)) لمبی۔رخسار سرخ مثال گلاب کے۔ داہنے گال پہ خالِ سیاہ، کان نہایت دلربا، ہونٹ بغایت نازک اور خوشنما، کتف کشادہ، دہنے کندھے پر مہر ولایت ہے۔گردن بلند، ہاتھ لمبے حتیٰ کہ زانوؤں کے نیچے تک پہنچتے ہیں، بازو سڈول، کف دست پہن (۴)، پنجہ قوی اور خوش اسلوب ،انگلیاں دراز، چوڑا اور ابھرا ہوا سینہ، شکم صاف وشفّاف، کمر باریک۔سینہ سے ناف تک بالوں کا ایک باریک خط، سُرّین مناسب، ساق پا(۵) درمیانی......مثل بلور، قدم پہن (۶) اور بہت موزوں ،میانہ قد، اعضا نرم۔سارے اعضا اور کل بدن میں اس قدر خوشبو کہ دماغ معطر ہو جائے۔اگر ہاتھ لگائیں تو ہاتھ میں بس جائے۔ پسینہ ایسا کہ عطر شرمائے۔

....فَتَبٰرَکَ اللّٰهُ اَحۡسَنُ الۡخٰلِقِیۡنَ ○

.....پس برکت والا ہے خدا پیدا کرنے والوں میں سب سے اچھا پیدا کرنے والا۔

﴿پَارَہ قَدۡاَفۡلَحَ 18/سُوۡرَۃُ اَلۡمُؤۡمِنُوۡن 23/آیَہ 14﴾

ہر چند قصداً دیکھا گیا مگر اس کا بول وغایط دکھلائی نہیں دیتا فقط تری کا نشان زمین پہ معلوم ہوتا ہے۔

---

(۱) آنکھ کی پتلی؛ آنکھ کا کالا گول حصّہ (۲) آئینہ (۳)۔پلکیں (۴) چوڑی ہتھیلی (۵) پنڈلی؛ گھٹنے سے ٹخنے تک کا حصّہ (۶) چوڑے قدم۔

کنیت:

یہ سن کر شیخ دانیالؒ نے آپؑ کی کنیت پوچھی۔فرمایا اس کی کنیت ابوالقاسم ٹھہرائی ہے۔

احادیث سے موافقت:

اس میں سے اکثر باتیں موافق احادیث نبوی کے ہیں چنانچہ عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا،

مہدی مجھ سے ہے، کشادہ اور روشن پیشانی والا اور بلند بینی کا۔(الحدیث)

اس حدیث کا اخراج ابوداؤد نے کیا ہے اور حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ

مہدی میرے فرزندوں سے ایک شخص ہے جس کا منہ چمکتے ستارے کا سا ہوگا اور جس کا رنگ عربی ہوگا۔(الحدیث)

اور امیر المومنین علیؓ ابن ابی طالب سے مروی ہے کہ فرمایا:

مہدی کا مولد مدینہ ہے وہ اہل بیت نبی ﷺ سے ہے۔اس کی ہجرت گاہ پاک گھر ہوگا، گھنی داڑھی والا، سرمئی آنکھوں والا، چمکتے دانتوں کا، اس کے منہ پہ ایک تل ہوگا۔بلند بینی والا، کشادہ پیشانی کا۔اس کے کندھے پر علامت النبیؐ ہوگی۔(الحدیث)

اس حدیث میں ڈاڑھی اور دانتوں کا جو حال ہے وہ اپنے اپنے وقتوں پہ اسی اوصاف سے ظاہر ہوا۔

اور ابی جعفر محمد بن علی سے روایت ہے فرمایا حضور ﷺ کو کسی نے مہدیؑ کے اوصاف پوچھے تو فرمایا، وہ جوان گول منہ والا ہے۔اس کے کندھوں پہ بال لٹکتے

ہونگے۔اس کہ چہرہ کا نور اس کے سر کے اور ڈاڑھی کے بالوں پہ غالب ہوگا۔
آپؑ کا یہ ہی حال تھا چنانچہ ہمارے واقعات نویسوں کی تحریرات اس کی گواہ ہیں۔یہ سب حدیثیں عقد الورر سے لکھی گئی ہیں۔جب یہ حال شیخ دانیالؒ صاحب نے سنا،سیّد عبداللہ صاحب کو مبارکباد کہہ کر وداع کیا۔
بعد چند مدت کے پھر سیّد عبداللہ صاحب سے ملاقات کر کے افعال واحوال دریافت کئے۔فرمایا کہ ”جب گویا ہوا تو اول ہی یہ کلمہ زبان پر جاری ہوا تھا کہ مہدی موعودؑ آئے۔“ وہ بڑا راست گو، بردبار، شیریں سخن، نغز گفتار (۱)، کم گو، ذی وقار، کم خسپ (۲)، کم خوار، احسن الخلق، نیک کردار ہے۔ابھی سے شریعت غرّا (۳) کی جانبداری اور اسی کی جانب دعوت ہو رہی ہے۔تب شیخ موصوف نے فرمایا کہ ”ظہور مہدی کا زمانہ قریب پہنچ گیا ہے غالبًا یہ ہی فرزند ہے۔“

تولد کے ساتھ حکم دعویٰ:

شواہد الولایت میں ہے کہ جب بندہ شکم مادر سے متولد ہوا فوراً حکم پروردگار ہوا کہ اے سیّد محمد دعوۂ مہدویت کر۔مگر بندہ نے عرض کیا کہ خداوندا! بسر وچشم حاضر ہوں پر اس وقت دعویٰ کرنے سے خلق فتنے میں گرے گی، جیسے وقت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام میں گری تھی۔

چاروں کتابوں کی بے واسطہ تعلیم:

شاہ عبدالرحمان صاحب کے مولد میں مرقوم ہے کہ حضور موعود کا فرمان ہے کہ ”بندہ جیسے ہی پیدا ہوا ویسے ہی حکم خدا ہوا کہ

(۱) خوبصورت بات کرنیوالا (۲) کم سونے والا (۳) مذہبی جنگ؛ جہاد۔

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ج.....

اول اور آخر، ظاہر اور باطن وہ ہی ہے.....

﴿پَارَہ قَالَ فَمَاخَطْبُکُمْ 27 / سُوْرَۃُ اَلْحَدِیْد 57 / آیَہ 3﴾

اوراسی وقت بندہ کو چاروں کتابیں خدا تعالیٰ نے بے واسطہ سے تعلیم کیں۔اگر بندہ توریت پڑھتا تو لوگ یہ ہی سمجھتے کہ موسیٰؑ پھر آ گئے۔اور انجیل پڑھتا تو عیسیٰؑ کے آنے کا تصور ہوتا۔اور زبور پڑھتا تو داؤدؑ کے اور قرآن پڑھتا تو محمد مصطفیٰ ﷺ کے دوبارہ تشریف لانے کا خیال ہوتا۔مگر بندہ خدا کی عنایت سے اس بات کو پی گیا۔"

شیرخوارگی:

جنت الولایت میں ہے کہ اس محبوبِؑ رب العالمین کی شیرخوارگی کے زمانہ میں اس قدر آیات بیّنات (۱) اور ایسی ایسی خرق (۲) عادات ظہور میں آئیں کہ دیکھنے والوں کو بڑی حیرت تھی اور خیال کرتے تھے کہ اس میں سرِّ عظیم ہے، دیکھئے خزانہ غیب سے اہل عالم کو کیا عطا ہوتا ہے اور ان کی تقدیر میں کیا مقدر ہوا ہے۔

خضر علیہ السلام کو پہچاننا:

شواہد الولایت میں ہے کہ مخدوم شاہ دانیالؒ کا ایک مدرسہ تھا اور اس میں ہمیشہ درس وتدریس ہوا کرتی تھی۔میاں سیّد احمد، سیّد عبداللہ صاحب کے بڑے فرزند بھی اس میں تحصیل علم کے لئے جایا کرتے تھے۔ایک روز شاہ موصوف نے سیّد احمد صاحب کو فرمایا کہ کبھی کبھی آپ کے چھوٹے بھائی سیّد محمدؑ کو بھی ہمراہ لایا کیجئے۔وہ ایک روز لے گئے ان کو دیکھ کر شاہ موصوف نے بہت تعظیم وتکریم کی اور

(۱) روشن؛ واضح (۲) معجزانہ

بڑے تپاک سے بٹھایا، پرتکلف دعوت کھلوائی اور نہایت تواضع اور توقیر سے مشایعت کر کے رخصت فرمایا۔ مطلع الولایت میں ہے کہ اس وقت حضور موعودؑ کا سن وسال تین چار برس کا تھا یہ دیکھ کر بڑے بھائی کی طبیعت مکدر (۱) ہوگئی اور شاہ صاحبؒ سے گراں خاطر (۲) ہوگئے۔ یہ بات شاہ صاحبؒ قیافہ سے تاڑ گئے۔

ایک روز دونوں بھائی اور شاہ صاحبؒ موصوف بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص پاکیزہ شکل اور نیک سیرت جس کے چہرہ سے آثار بزرگی نمایاں تھے، تشریف لائے۔ شاہ صاحبؒ نے بڑی تعظیم اور توقیر سے انہیں بٹھلایا اور نہایت ملائمت (۳) سے ہمکلامی رہی۔ رخصت کے وقت بھی بڑی تکریم وتواضع ہوئی۔ اِس شخص کے جانے کے بعد سیّد احمد صاحب سے دریافت ہوا کہ یہ کون صاحب تھے؟ عرض کیا میں تو نہیں جانتا شاید آپ کے کوئی دوست ہونگے۔ پھر سیّد محمد سے پوچھا آپ بتلائے وہ کون صاحب تھے؟ فرمایا وہ جناب خواجہ خضر علیہ السلام تھے۔ پس سیّد احمد صاحب کی جانب ملتفت ہوکر فرمایا کہ خاص اسی جہت سے میں آپ کے چھوٹے برادر صاحب کی ادب اور تعظیم کرتا ہوں۔ اس روز سے سیّد احمد صاحب بھی آپؑ کا ادب کرنے لگے۔

تسمیہ خوانی:

جس وقت آپ کا سِنِّ شریف چہار برس چہار مہینے اور چہار روز کا ہوا یعنی سنہ آٹھ سو اکیاون ہجری (851) یعنی رمضان شریف کی اٹھارویں (18)، یوم شنبہ کو میاں سیّد عبداللہ صاحب نے پرتکلف کھانے تیار کیئے اور شہر کے عمائد اور اشراف اور امراء وعلماء، اور صلحا اور فقہا (۴) کو دعوت دی۔ وقت پر تمام لوگ مع شیخ دانیالؒ

....

(۱) دکھی (۲) ناخوش (۳) نرمی (۴) ماہرِ اسلامی قانون

کے حاضر دعوت ہوئے۔اور حضور موعود سیّد محمد علیہ السلام کو صندلی پہ بٹھلایا۔شیخ دانیالؒ تک سب لوگ فرش پہ بیٹھے ہوئے تھے۔شیخ موصوف مراقبہ میں تھے کہ خواجہ خضر علیہ السلام تشریف لائے۔حضور موعود سیّد محمد علیہ السلام کی نگاہ جوں ہی خواجہ صاحب پہ پڑی، اٹھ کر تعظیم دی۔سب کو حیرت تھی کہ یہ بچہ کس کو تعظیم دیتا ہے۔ موصوف نے مراقبہ سے سر اٹھا کر دیکھا تو خواجہ صاحب کو موجود پایا بڑے ادب سے اپنے پاس بلا کر بٹھلایا۔

پھر جب 'بِسْمِ اللہ ' پڑھوانے کا وقت آیا، خواجہؑ اور شیخ صاحبوں نے بازو پکڑ کر حضور موعودؑ کو پھر صندلی پر بٹھلایا اور شیخ صاحبؒ نے خواجہ صاحبؒ سے التماس کی کہ بِسْمِ اللہ آپ پڑھائیے۔خواجہ نے فرمایا کہ مجھکو اور ادریسؑ، عیسیٰؑ اور الیاسؑ کو آمین کہنے کے لئے فرمان خدا صادر ہو چکا ہے، بِسْمِ اللہ آپ ہی پڑھائیے۔ غرض شیخ صاحبؒ نے بِسْمِ اللہ پڑھوائی اور ہر چہاروں علیہم السلام نے بہ آواز بلند آمین کہا۔

تعلیم اور ''اسد العلماءٴ'' کا خطاب:

پھر تو حضور موعودؑ شیخ دانیالؒ کے مدرسہ میں ہر روز جانے لگے۔سات برس کی عمر میں قرآن مجید کے حافظ ہو گئے اور عرصہ قلیل میں کتب درسی پڑھ لیں۔جس روز سے اس محبوبؑ رب العالمین نے مدرسہ شیخ میں جانا شروع کیا ہر پنجشنبہ کو خواجہ خضر علیہ السلام بھی آیا کرتے تھے۔آپؑ کے اندر فطانت وذکاوت (۱) کے جو ہر پرلے سرے کے (۲) تھے اس وجہ سے اثنائے درس میں جس قدر اشکال شیخ دانیالؒ یا خواجہ صاحبؒ کو پیش آیا کرتیں وہ سب دقائق ونکات کے ساتھ حضور موعودؑ حل

(۱) سمجھداری اور عقل مندی (۲) کمال کے

فرما دیتے۔ بارہ برس کی عمر تک تو فارغ التحصیل ہو چکے۔علما اور فضلا نے آپؑ کو اسدالعلماء کا خطاب دیا۔

دریائے گومتی کے پیش منظر میں کھوکھری مسجد

تفویض امانت:

جس وقت حضور موعودؑ کو پورے بارہ برس ہو چکے تو سن آٹھ سو انسٹھ ہجری(859) کے جمادی الاول کی سولھویں(16) یا تیئیسویں(23) تاریخ کے بعد حضرت خواجہ علیہ السلام کو خیال ہوا کہ اب امانت کا پہنچا دینا بہتر ہے۔اس لئے شاہ دانیالؒ سے کہا کہ آج سیّد محمد علیہ السلام کو جنگل میں دریا کنارے جو مسجد ٹوٹی ہوئی ہے اور جس کو کھوکھری مسجد کہتے ہیں وہاں آپ اپنے ہمراہ لائیے،تا کہ جو امانت بندہ کو محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنے فرزند مہدی آخرالزماں کو پہنچا دینے کے لئے سپرد کی ہے ،پہنچا دوں۔اس وجہ سے شیخ صاحب بعد نماز جمعہ کے سیّد محمدؑ اور آپؑ کے بڑے بھائی سیّد احمد کو ہمراہ لے کر مسجد مذکور میں گئے۔جوں ہی خواجہ علیہ السلام کی نظر آپ

پر پڑی جست کر کے گود میں اٹھالیا، اور خلوت میں لے جا کر ذِکْرُ اللہ اَخْفِی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ بہ کشش دم کی جو امانت تھی وہ تفویض(۱) کر دی۔ اور سر کے عمامہ سے ایک خرما جو حضور نبویؐ نے پسخوردہ کر کے دی تھی وہ بھی حوالہ کی اور تین بار عرض کیا ''آپؑ کے نانا کی امانت آپؑ کو پہنچ چکی؟'' ہر سہ بار آپؑ نے فرمایا، ''ہاں پہنچی۔'' پھر عرض کیا کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے اللہ تقدس وتعالیٰ کا یوں حکم ہے کہ اب جو کوئی آپؑ کا مرید اور تربیت ہونے آئے اس کو ذکر خفی اثبات اور نفی کے دم سے تلقین فرمانا۔ اور خلق کو ترکِ دنیا، ترکِ علائق، صحبتِ صادقان، عزلتِ خلق، ذِکر دوام، ہجرتِ وطن، اِخراجِ عُشر، توکل، تسلیم، اور طلبِ دیدارِ خدا پر دعوت کرنا (☆)، کہ آپؑ کے بعث کا یہی مدعا ہے آپؑ نے فرمایا، ''بہت اچھا۔''

اور بعض روایات میں ہے کہ احکام ولایت کے بارہ امور تحریر فرما کر، قلمدان میں بند کر کے خواجہؑ صاحب کے حوالہ کئے تھے، وہ قلمدان سپرد کیا۔ وَاللہ اَعْلَم (۲)

خواجہ خضرؑ اور شیخ دانیالؒ کا تلقین ہونا:

بعد سپرد امانت کے خواجہ علیہ السلام نے عرض کی کہ اب فدوی کو بھی اس دولت جاودانی سے محروم نہ فرمایئے۔ تب آپؑ نے خواجہؑ صاحب کو ذکر خفی سے تلقین فرمایا اور تربیت کیا۔ پھر خواجہؑ صاحب نے باہر آ کر شاہ دانیالؒ سے کہا کہ یہ حضرت مہدی موعودؑ ہیں۔ بندہ تو تصدیق کر کے تلقین ہو گیا۔ آپ بھی تصدیق کر لو اور تلقین ہو جاؤ۔ شاہ دانیالؒ نہایت مسرت کے ساتھ مصدق بن کر ملقن ہو گئے اور برادر میاں سیّد احمد بھی مرید ہو گئے۔ اسی روز سے دانیالؒ نے آپؑ کا لقب سیّد الاولیاء مقرر کر دیا۔ اب روز بہ روز آپؑ کا چرچہ پھیلتا چلا اور اس قدر شہرت ہو گئی کہ جون

(۱) سپرد کرنا؛ دینا (۲) اللہ خوب جانتا ہے (☆) یہ اصولِ دین ہیں۔ اصولِ دین کی تفصیل آخر میں دی گئی ہے

پور کے اکثر فضلا اور امراء آپؑ کے مرید اور معتقد بن گئے۔

شادی کتخدائی اور اولاد:

سنہ آٹھ سو چھیاسٹھ ہجری (866) میں کہ اس وقت آپؑ کا سن انیس (19) سال کا تھا، آپؑ کی شادی کتخدائی آپؑ کے چچا سیّد جلال الدین صاحب کی بیٹی بی بی الھدیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوئی۔ اس وقت بی بی موصوفہ کا سن بقولے تیرہ (13) اور بقولے اٹھارہ (18) برس کا تھا۔ آٹھ سو سینسٹھ ہجری (867) میں جب آپؑ کی عمر بیس (20) سال کی ہوئی یعنی شادی کے ایک برس بعد بی بی بڑھن (۱☆) کا تولد ہوا اور دو برس بعد یعنی سنہ آٹھ سو انہتر ہجری (869) میں سیّد محمود (۲☆)، بڑے فرزند صاحب کا تولد ہوا۔

رائے دلپت سے جنگ:

سلطان حسین شرقی ابن سلطان محمود شرقی جو اس وقت بادشاہ جون پور تھا اور حضور موعودؑ نہایت عقیدتمندی رکھتا تھا، کبھی کبھی خدمت حضور موعودؑ میں حاضر ہوکر وعظ و بیان سے مستفید ہوا کرتا تھا۔ حسب دستور ایک روز سلطان مذکور وعظ کے وقت حاضر تھا، حضور موعودؑ نے اس سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ مسلمان حاکم کو مطیع الاسلام رہنا روا ہے، مطیع الکفر نہ رہنا چاہیئے۔ اس بات سے اس کو برا معلوم ہوا، کیونکہ وہ والیٔ گوڑ کا پیشکش گذار (۱) تھا۔

(۱☆) ان بی بی کا مزار مع اپنے خاوند کے رادھن پور کے قریب فتح کوٹ میں ہے ۱۲ منہ سلمہ اللہ ۱۲، (۲☆) ان صاحب کا مزار مبارک بھیلوٹ میں رادھن پور سے تین کوس جانب مغرب ہے ۱۲ منہ سلمہ اللہ ۱۲۔ (۱) سالانہ تحفے یا نذر دینے والا خراج گذار سلطان (تواریخ سے ثابت ہے کہ گوڑ کا اصلی نام لکھنوتی ہے اور یہ صوبہ بنگالہ کا پایہ تخت تھا۔ یہ بھی ثابت ہے کہ لکھنوتی حضور موعودؑ کے تولد کے اول ہی مدت دراز سے مسلمانوں کے قبضہ میں آچکی تھی۔ شاید لکھنوتی سے خارج کردہ راجہ کی اولاد اسی گرد و نواح میں حکومت رکھتی تھی، ان میں سے کوئی راجہ پیش کش لیتا ہوگا)

سلطان نے عرض کیا کہ حضور جب کافر قاہر اور قوی ہو تو کیا کیا جاے؟ اور مسلمانوں کو کیونکر بچایا جاے؟ ہاں اگر حضور عالی اعانت اور امداد فرمایں تب تو البتہ مطیع الکُفر نہ رہوں۔ حضور موعودؒ نے فرمایا خدا تعالیٰ خود اپنے دین کا معین و مددگار ہے۔

لکھا ہے کہ اسی قرب میں سلطان کو حضور ﷺ سے خواب ہوا اور گوڑ کی فتح کا مژدہ ملا۔ پس سلطان نے جنگ کی تیاری کی اور حضور موعودؑ کو تیاری سپاہ کے لئے کچھ زر اِرسال کیا۔ حضور موعودؑ نے پندرہ سو سوار بیراگیوں کے نوکر رکھے اور سلطان بھی چند ہزار سوار اور اسباب جنگ تیار کر کے بنگالہ کی جانب کوچ در کوچ پہنچا۔ راجہ گوڑ سن کر تین کوس سامنے آ کر مقابلہ آ رہا ہوا۔

راجہ کی فوج ستر ہزار اور ایک قول سے تین لاکھ تھی۔ طرفین سے حملے شروع ہوئے۔ چونکہ سلطان کی فوج لشکرِ راجہ سے دبی ہوئی تھی، پسپا ہوئی۔ اور دلپت کے لشکر نے متہورانہ (۱) آگے بڑھنا شروع کیا۔ جب سلطان نے جانب مقابل کا زور دیکھا اور اپنے لشکر کو گریز پا پایا، حضور موعودؑ کو کہلا دیا کہ بندہ کا لشکر تاب نہیں لاتا پسپا ہوا چلا جاتا ہے، حضور بھی ہٹ آئیں۔ آپؑ نے کہلایا کچھ اندیشہ نہ کرو مجھ کو یقین ہے کہ آج ہماری فتح ہے۔ تم ذرا ثابت قدمی سے رہو۔ دیکھو پردۂ غیب سے کیا ظہور پذیر ہوتا ہے۔

جب دلپت راے دلیرانہ آگے بڑھا دیکھا کہ ایک گروہِ سپاہ پسپا نہیں ہوا، عین میدان معرکہ میں جما ہوا ہے، اس نے حکم دیا کہ ان پہ حملہ کرو۔ پس ایک مست سفید رنگ سنگلی ہاتھی کو جس کی خرطوم میں بہت بھاری زنجیر آہنی تھی ہراول بنا کر حضور موعودؑ پر حملہ آور ہوئے۔ حضورؑ نے اسی وقت ترکش سے تیر نکال کر اس کی پیشانی پر اس زور سے مارا کہ تا بہ سوفار (۲) گڑ گیا۔ فوراً ہاتھی نے منہ پھیر دیا اور

---

(۱) بے باکی (۲) تیر کا منہ، تیر کی نوک سمیت

جیسا اِس طرف آتا تھا اُس طرف پھر گیا۔اور جو روبہ رو ہوا اس کو مارے غصہ کے کچل ڈالا۔ادھر سے حضور موعودؑ نے بھی معہ اپنی سپاہ کے گھوڑے اٹھا بڑی سرگرمی سے معرکہ میں قدم بڑھایا اور وہ کشت و خون مچایا کہ آخران کو بھجوائے آیت کریمہ

فَهَزَمُوهُم بِإِذْنِ اللّٰهِ قف ......

پس ان کو خدا کے حکم سے بھگا دیا.....

﴿پَارَہ سَیَقُولُ 2 / سُورَۃُ اَلْبَقَرَۃ 2 / آیَہ 251﴾

کے ایسا بھگایا کہ مفرورین سے کسی نے قلعہ پہنچنے تک منہ پھیر کر پیچھے نہ دیکھا۔

جذبۂ الٰہی:

مگر دلپت رائے چند سواروں کے ساتھ حضور موعودؑ سے دوچار ہو گیا۔ وہیں اس نے وار تو کیا مگر حضورؑ تک نہ پہنچا اور گھوڑے کی گردن پر پڑا سو بھی کارگر نہ ہوا۔اور حضرت موعودؑ نے ایک وار ایسا کیا کہ داہنے کندھے پہ پڑ کر بائیں پہلو سے نکل آیا۔اس وار سے دلپت کا دل بھی دو پارہ ہو کر نکل پڑا۔حضور موعودؑ نے اس میں دیکھا تو اس بت کا نقشہ جما ہوا پایا جس کی وہ مدام عبادت کیا کرتا تھا۔اس کے ملاحظہ فرماتے ہی حضور موعودؑ پر ایک اور ہی حالت طاری ہو گئی۔فرمایا جب باطل کا اثر اس قدر ہے تو حق کا اثر کس قدر بڑھ کر ہونا چاہیئے؟ اس ارشاد کے معاً غلبۂ جذبۂ الٰہی نے ایسا مغلوب الحال بنا دیا کہ اس جہاں سے بے خبر ہو گئے۔سلطان کو خبر ہوئی فوراً حاضر ہوا اور نہایت ادب اور تعظیم سے پالکی میں سوار کرا کے مظفر و منصور جون پور آ گیا۔

حساب سے یہ آٹھ سو پچھتر ہجری (875) معلوم ہوتا ہے ۔کیونکہ اکثر سوانح نویسوں کا اس بات پہ اتفاق ہے کہ یہ سانحہ بعد تولد ثانی مہدیؑ کے ہوا ہے اور حضور

موعودؑ بارہ سال تک جذبہ میں رہے ہیں۔ بعد جذبات کے آپؑ نے ہجرت فرمائی ہے۔اور ہجرت فرمانے کے وقت حضور موعودؑ کی عمر چالیس (40) سال کی ثابت ہوتی ہے۔ نیز بعض روایات میں آیا ہے کہ حضور ثانی مہدیؓ ، حضور موعودؑ کی بائیس برس(22) کی عمر میں پیدا ہوے ہیں ۔اور داناپور میں حضور موعودؑ کے اور بی بی الٰہدیتیؓ صاحبہ کے فی مابین جو مکالمت ہوئی تھی اس کو سن کر حضرت ثانی مہدیؓ جذبۂ الٰہی میں غرق ہو گئے تھے۔اور اس وقت آپؓ کی عمر اٹھارہ (18) برس کی بتلاتے ہیں۔پس بائیس (22) اور اٹھارہ (18)، چالیس (40) ثابت ہو گئے۔اب اس میں بارہ (12) سال جذبہ کے منہا کئے جاویں تو اٹھالیس (28) سال رہتے ہیں۔ یعنی جذبہ کی ابتدا کے وقت حضور موعودؑ کی عمر اٹھالیس (28) برس کی تھی۔حضرت مہدی ماعودؑ کا تولد آٹھ سو سینتالیس ہجری (847) میں ہوا تھا۔اس حساب سے 847+28=875 ہوئے۔تب ثابت ہوا کہ یہ آٹھ سو پچھتر ہجری (875) تھا۔

بارہ سال تک جذبہ:

بارہ سال تک آپؑ کو جذبہ رہا ہے۔ جذبہ کے اوائل ہی میں حکم خدا ہو گیا کہ اے سید محمدؐ ہم نے تجھے دنیاوی جاہ و تجمل اور شان و شوکت کے لئے نہیں پیدا کیا تجھ کو تو خاص اپنے لئے بنایا ہے۔

سات برس بالکل بے ہوش:

سات برس تک تو اس قدر بے ہوش تھے کہ دنیا و مافیھا کی کچھ خبر نہ تھی۔ ہاں، بانگ نما (ا) سن کر اتنے ہوش آجاتے تھے کہ فرض و سنت ارکان و آداب کے ساتھ ادا کر لیتے اور پھر وہ ہی حالت طاری ہو جاتی۔

(ا) اذان

لڑائی کے خرچ کا بقایا واپس:

ایک وقت بعد نماز کچھ دیر تک ہوش رہا آپؑ نے جو روپیہ غزا کی تیاریوں کے لئے سلطان حسین نے بھیجا تھا اس کا مابقی واپس کر دیا۔

سات مواضع کا پروانہ:

سلطان نے حضور موعودؑ کی مدد معاش کے لئے سات مواضع کا پروانہ کر کے قاضی محمد علی کے ہاتھ حضور میں بھیج دیا اس کو آپؑ نے پھاڑ ڈالا اور فرمایا۔

رباعی ☆

؎ جسکو تیری معرفت ہے اس کو کیا پروائے جاں؟
کام کیا فرزند سے، کس کے عیال و خانداں؟
کر کے دیوانہ اگر دونوں جہاں بخشے اسے
تیرا دیوانہ بھلا لیتا ہے کب دونوں جہاں؟

روح کی غذا جسم کی بن گئی:

ایک روز بی بی الٰہدیتیؒ صاحبہ نے دریافت کیا کہ خداوندا سال کے سال گذر گئے کچھ خورش (۱) نہیں پہنچتی حال کیا ہوگا؟ فرمایا جو غذا روح کی تھی وہ جسم کی بن گئی۔

☆ آں کس کہ ترا شناخت ، جاں را چہ کند؟
فرزند و عیال و خانماں راشہ کند؟
دیوانہ کنی ، ہر دو جہانش بخشی،
دیوانہ تو ہر دو جہاں چہ را

(۱) غذا

تجلیات ذاتی:

پھرایک روز دریافت کیا کہ کیوں ہر وقت بے ہوشی کا غلبہ رہا کرتا ہے اور کس وجہ سے تحمل نہیں ہوسکتا؟ فرمایا ''تجلیات ذاتی کی اس قدر پیہم بوچھاڑ لگی رہتی ہے کہ اگر اس میں سے ایک قطرہ کے برابر کسی نبی مرسل یا ولی کامل کو پہنچ جائے تو عمر بھر ہوش نہ آئے۔ فرمان الٰہی ہوتا ہے کہ چونکہ ہم نے تجھے ولایتِ خاصۂ محمدیؐ کا خاتم بنایا ہے۔ لہٰذا ہم تجھ سے فرائض مذہبی ادا کرواتے ہیں۔ یہ ہمارا احسان ہے۔

بی بی الہدیتیؓ کی خدمت گذاری:

اس عرصۂ ہفت سالہ میں ذرہ بھر کھانا پانی قالب مبارک میں نہ پہنچا۔ پھر ایک روز حضور موعودؑ نے عشا کے وقت پینے کے لئے پانی مانگا، بی بی الہدیتیؓ صاحبہ اسی وقت پانی لے کر حاضر ہوئیں۔ مگر جب تک پانی لائیں، حضور موعودؑ پھر بیخود ہو گئے۔ بی بیؓ پانی لے کر صبح تک کھڑی رہیں۔ جب وقت نماز ہوا کھڑی دیکھ کر فرمایا اب پانی لائیں۔ فرمایا حضور عشاء کے وقت سے پانی لے کر کھڑی ہوں کہا خیر اب وضو کے لئے پانی لاؤ۔ وہ فوراً لائیں۔ آپؐ نے وضو کر کے دوگانہ شکرانہ ادا کیا اور بی بی کے حق میں دعا کی کہ الٰہی جیسے اس عورت نے مجھے خدمت سے آسودہ کیا ہے ویسے ہی تو اس کو اپنی عنایت اور الطاف سے دیدار دے کر آسودہ فرمائیو۔

بارہ (12) سال میں سترہ سیر خوراک:

اس کے بعد پانچ سال تک کبھی ہوش میں اور گاہے بے ہوش رہا کرتے اس پانچ سال کی مدت میں سب قسم کی کُل سترہ (17) سیر خوراک حضورؑ کے شکم مبارک میں پہنچی۔

علم کتاب اللہ ومراداللہ:

شاہ دلاورؓ سے روایت ہے کہ مہدی علیہ السلام نے فرمایا، جب جون پور میں اول ہی تجلی ذات ہوئی، فرمان ہوا کہ اے سیّد محمد! تجھ کو ہماری کتاب اور ہماری مراد کا علم عطا کیا اور ایمان کے خزانوں کی کنجیاں تیرے ہاتھ میں دیں۔ اور دین محمدی کا حاکم بنایا۔ تیرا انکار ہمارا انکار، اور ہمارا انکار تیرا انکار ہے۔

منزل اول

مقام اول ۔دانا پور

ہماری کتب موالید سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ دانا، پور جون پور سے کس جانب اور کتنی دور ہے۔ مگر نقشۂ ہند سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شہر جون پور سے بجانب مشرق تخمیناً پچاسی (85) کوس دور ہے۔ اِس وقت وہاں ریل اسٹیشن ہے۔ حضور موعودؑ نے بہ فرمان الٰہی جون پور سے کوچ کر کے دانا پور میں مقام کیا۔

یہ کسی مولود سے پایا نہیں جاتا کہ حضور موعودؑ نے کس سنہ اور کس مہینے میں جون پور چھوڑا۔ اسی طرح یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ آپؑ فلاں مقام میں کِس سنہ اور کِس ماہ پہنچے اور کِس قدر مدت قیام فرمایا۔ اگر یہ باتیں ترقیم پائیں ہوتیں تو البتہ کئی فائدے تھے۔ مگر فقط سرسری حالات قلمبند کر لئے گئے ہیں۔ ہم نے جو کہیں کہیں سنہ اور سال لکھا ہے وہ تخمیناً لکھا ہے۔ مگر افسوس کہ تمام مقاموں کے سن کا پتہ نہ لگا۔ خیر اس سے واقعات میں تو کچھ تردد واقع نہیں ہوسکتا۔

ہجرت کے وقت آپؑ کی عمر:

خاتمِ سلیمانی میں ہے کہ حضور موعودؑ چالیس (40) برس کی عمر میں آٹھ سو ستاسی ہجری (877) میں ہجرت فرما ہوئے۔ خیال کرتے ہیں تو یہ بات ٹھیک ہے۔ کیونکہ اس مقام میں جناب سید محمود ثانی مہدیؓ جذبہ حق سے بے ہوش ہو گئے ہیں اور بہ روایاتِ معتبرہ ثابت ہے کہ اس وقت آپؓ کی عمر اٹھارہ (18) سال کی تھی۔ جیسا کہ روائل جذبہ کے حال میں گذرا اور انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب آئے گا۔ اور صحیح روایت

سے ثابت ہے کہ آپ رضؓ کا تولد حضور موعودؑ کی بائیس (22) برس کی عمر میں ہوا ہے پس 18+22=40 ہوتے ہیں اور یہ آٹھ سو ستاسی ہجری (887) ہوتا ہے۔

حکمِ ہجرت:

غرض حضور موعودؑ کو چالیس (40) سال کے بعد بارگاہ الٰہی سے حکم ہوا کہ "اے سیّد محمد! ہماری راہ میں ہجرت کر اور ہماری جانب لوگوں کو بلا۔" حضور موعودؑ نے فی الحال اواخر جمادی الاول میں جون پور چھوڑ کر ہجرت فرمادی۔

نقشہ تبلیغ: بتعاوُن کتاب مقدمۂ سراج الابصار

سلطان کی التماس:

جس وقت یہ خبر سلطان حسین کے سننے میں آئی، خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور التماس کیا کہ یہ سلطنت خدّام عالی کی ہے۔فدوی کو حضور کا غلام سمجھئے۔آپؑ نے فرمایا:

ے ☆دل بند ھیو اس جگہ الٰہی جس سے ہو نجات جاں کماہی
دلبستگی نہ ہو جیو ایسی آ جائے جو جان پہ تباہی

تب سلطان مذکور نے ہمراہی کے لئے عرض کی مگر آپؑ نے ہر طور سمجھا کر وہیں رکھا۔

حضرتؑ کی ہمراہی:

القصہ حضور موعودؑ اپنے کنبے کے سِوا سترہ (17) اشخاص کے ساتھ نکلے اور دانا پور پہنچے۔مِن جُملہ ان کے بندگی شاہ دلاورؓ بھی ہیں، جو صحابہؓ کبار میں پنجم گنے جاتے ہیں۔

بندگی شاہ دلاورؓ:

یہ صاحب دلپت رائے راجۂ گوڑ کے بھانجے ہیں۔اسی لڑائی میں وہ اسیر ہو کر آئے تھے۔اور سلطان نے ان کو اپنی بہن سلیم خاتون کو بخش دیا تھا۔اگر چہ سلیم خاتون ان کو اپنے فرزندوں کی طرح پرورش کرتی تھیں، مگر آپؓ مست اور بیخود رہتے تھے کہتے ہیں کہ حضور موعودؑ کو جذبہ میں دیکھ کر یہ بھی بیخود ہو گئے تھے۔سلیم خاتون نے آخر عاجز آ کر حضور موعودؑ کی خدمت میں براہِ خدا بھیج دیا۔جب آئے اس وقت حضور موعودؑ ظہر کا وضو فرما رہے تھے اور مسح سر تک پہنچے تھے،فرمایا یہ تو شاہ دلاور ہیں۔ان کو ہم نے قبول کیا اور وہ مقبولِ الٰہی ہیں۔

☆الٰہی دل بہ جاے بستہ گردد کزاں دلبستگی جاں رَستہ گردد
مبادا دل بہ جاے بستہ گرد د کزاں دلبستگی جاں خستہ گردد

وضواور نماز سے فارغ ہونے کے بعد ان کو تلقین فرمایا۔اور بیعت کے وقت پہلے ان کا ہاتھ نیچے رکھ کر تین بار فرمایا کہ ''مرید اللہ ہوجاؤ، لا الٰـــہ ہوں نہیں'' پھر ان کے ہاتھ کو اوپر کے کرے فرمایا کہ ''مُر اداللہ ہوجاؤ، اِلّا اللہ توں ہے''۔ان دودم سے شاہؒ کو عرش سے تحت الثریٰ تک ایسا منکشف ہوگیا کہ جیسا ہاتھ میں دانہ رائی کا۔ان حضرت کا مزار مبارک بورکھیڑہ میں ہے۔

بی بی الہدیتیؓ صاحبہ کا معاملہ:

اسی مقام داناپور میں ایک شب بی بی الہدیتیؓ صاحبہ، زوجۂ حضور موعودؑ کو معاملہ میں معلوم ہوا کہ ''ہم نے تمہارے شوہر سیّد محمد کو مہدی موعود کیا۔'' بی بیؓ موصوف نے اسی وقت یہ معاملہ حضور موعودؑ میں گذارش کیا۔حضور موعودؑ نے سن کر ثابت رکھا اور فرمایا کہ ہم کو بھی کئی برس سے حکم ہورہا ہے کہ ''ہم نے تجھے مہدی موعودؑ کیا'' مگر جب اس کا وقت آئیگا، ظہور ہوجائیگا۔

جناب سیّد محمودؓ کو جذبہ اور بشارت:

یہ ساری باتیں آپؑ کے بڑے فرزند جناب سیّد محمودؓ، جن کی عمر اس وقت بقول صحیح اٹھارہ (18) سال کی تھی، خیمے کے پیچھے سے سن رہے تھے۔آپؓ بیخود ہوکر گر پڑے۔حضور موعودؑ تشریف لائے اور اٹھا کر خیمہ کے اندر لے گئے اور فرمایا کہ ''گوشت اور پوست بلکہ بال بال بھائی سیّد محمود کا، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ہوگیا ہے۔پھر بی بیؓ کا ہاتھ پکڑ کر ان کا پنجہ اپنے سینہ پر رکھ کر فرمایا، ''جو کچھ یہاں ڈالا گیا ہے'' پھر پنجہ میاں سیّد محمودؓ صاحب کے سینے پر رکھ کر فرمایا'' وہ ہی یہاں بھی ڈالا گیا ہے'' یعنی جو فیض اقدس عنایت ایزدی سے مجھے عطا ہوا ہے وہ ہی ان کو بھی ملا۔اللہ اللہ! کیا رتبۂ عالی بتلایا گیا ہے۔

بندگی شاہ دلاورؓ کو وجد:

یہ سب باتیں بندگی شاہ دلاورؓ نے بھی سن لیں اور جب حضور موعودؑ نماز ظہر کے لئے باہر تشریف لائے سب عرض کر دیا مگر رفط جوش اور کثرت کشش سے پاؤں نہیں ٹھہرا سکتے تھے۔ غرض شاہ دلاورؓ کو کسی مسجد میں جس کے متولی میاں درّاج تھے، وہیں داناپور میں چھوڑا اور آپؑ روانہ ہو گئے۔ میاں درّاج نے شاہ دلاورؓ کی خوب خدمت کی۔

میاں بھیکھ کا مردہ کو زندہ کرنا:

اثنائے راہ میں کسی موضع کے اندر رئیس گاؤں کا لڑکا مر گیا تھا اور وہاں حضور موعودؑ کا مقام تھا، اور میاں بھیکھ وغیرہ ایک دو صاحب سودا سلف کے لئے گاؤں میں گئے ہوئے تھے۔ دیکھا تو سب لوگ ماتم و بکا میں مشغول ہیں۔ وجہ دریافت کی تو معلوم ہوا کہ رئیسِ دہ کا لڑکا مر گیا ہے۔ انہوں نے کہا ہم بھی دیکھیں تو کہ وہ کس آزار سے مرا ہے۔ لے جا کر دکھلایا تو کہا کہ یہ مرا نہیں اور ہاتھ پکڑ کر کہا کہ اٹھ۔ اسی وقت وہ اٹھ بیٹھا۔ یہ حال دیکھا تو سب پر ایک حیرت چھا گئی اور کلمات نامناسب کہنا شروع کر دیا یعنی "یہ تو آپُ وُ آپُ پرُ مَیشَرُ (۱) ہیں۔ اور آپؑ کے دیدار اور قدمبوسی کے لئے اس قدر ہجوم ہوا کہ آخر ان کو گھبرا کر بھاگنا پڑا۔ سب نے ان کا پیچھا کیا اور فرودگاہ (۲) تک بڑا ہجوم تھا۔ حضور موعودؑ نے یہ شوروغوغا سن کر حال دریافت کیا اور سب کو نکال دیا اور طیب روزے کی نیت کی۔ یعنی تین روز تک پیہم بلا افطار جس کو شرع میں صوم وصال کہتے ہیں، روزہ رکھا اور جناب باری میں بہ عجز وزاری دعا کی کہ الٰہی میرے گروہ کے لوگوں کو کرامت کی آزمائش سے

---

(۱) وہ خود ہی خدا ہیں یعنی اللہ سے جُدا نہیں (۲) ہجرت کے دوران ٹھرنے کا مقام

بچائیو۔ تین شب وروز کے بعد حکم ہوا کہ ہم تیرے تابعوں کو تیرے طفیل سے کرامت کی بلا سے رہائی بخشتے ہیں۔

مقام دوم ۔ کالپی

وہاں سے کوچ درکوچ کالپی میں ورودِ اجلال (۱) ہوا یہ شہر دانا پور سے تخمیناً ایک سو پچاسی کوس (185) جانب مغرب ہے۔اس مقام کوفقط صاحب تاریخ سلیمانی کے سوا اور کوئی ذکر نہیں کرتا۔شاید اس کے ذکر سے ان کی غرض بی بی بھکیاؒ کا حال بیان کرنے سے ہوگی۔مگر یہ تحقیق نہیں ہوا کہ وہ کہاں کے باشندوں میں سے تھیں۔حتیٰ کے خود صاحب تاریخ سلیمانی کو روایت میں تذبذب ہے کہ کبھی کالپی کے راجہ کی بیٹی بتلاتے ہیں،جیسا کہ گلشن چہارم کی دوسری چمن میں ہے اور کبھی کالپی اور چندیری کے درمیان کسی قصبہ کے راجہ کی بیٹی کہتے ہیں جیسا کہ اسی گلشن کے چمن سوم میں ہے اور ایک مخمس جو حضور موعودؒ کی شان میں انہیں صاحب نے لکھا ہے اس میں چندیری کے راجا کی لڑکی کہتے ہیں۔چنانچہ لکھتے ہیں۔

پھر وہاں سے جا چندیری دختر راجا لیا

بادشاہوں کی تاریخیں دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت کالپی اور چندیری کسی میں بھی راجا قائم نہ تھا بلکہ وہاں اسلامی حکومت تھی اور بادشاہ مالوہ کی جانب سے ان دونوں میں مسلمان حاکم تھے۔کالپی میں تو نصیر خان بن عبدالقادر تھا اور چندیری میں شیر خان بن مظفر خان۔غرض کوئی راجہ ان دونوں شہروں میں قائم نہ تھا۔

---

(۱) شان و دبدبے کے ساتھ داخل ہوئے

بی بی بھکیاؓ:

بہرحال بی بی بھکیاؓ اسی قرب وجوار کی یا ان شہروں کے معزول راجاؤں یا ان کی اولاد سے کسی کی بیٹی تھیں جو اس وقت راجہ کہلاتے ہوں گے۔ حاصل یہ کہ وہ کسی رئیس کی لڑکی ہیں۔ ان کو کچھ ایسا آسیب تھا کہ بالکل زردرو ہوگئی تھیں اور رات دن برہنہ رہتی تھیں۔ اہالیان خانہ سے کسی کا مقدور نہ تھا کہ خلاف مرضی کر سکیں۔ ماں باپ اور خادم خدما سب تنگ آ گئے تھے۔ کئی عاملوں کو بھی دکھلایا مگر لکھا ہے کہ جس عامل نے مقابلہ کیا اس کی گردن مروڑ کر رکھ دیتیں۔ اس سے سارے قرب وجوار کے پڑوسی اور اہل خانہ ایسی دہشت کھا گئے تھے کہ نام لینے سے دم نکلتا تھا۔

جب حضور موعودؒ شریف فرما ہوئے اور اس کے والدین کے سننے میں آیا خدمت معلیٰ میں حاضر ہو کر استدعا کی۔ حضور موعودؒ نے گلوری کا پسخوردہ عنایت فرمایا۔ جس کے کھلانے سے وہ بالکل درست ہو گئیں۔ لیکن چونکہ وہ قوم ہنود سے تھیں اس لئے مسلمانوں کا جھوٹا کھانے سے حسبِ مذہب ان کے کام کی نہ رہیں۔ لہٰذا ان کو حضور موعودؒ ہی کی خدمت مبارک میں بھیج دیا۔ آپؑ نے ان کو بی بی الٰہدیتیؓ صاحبہ کی خدمت میں رکھا۔ پھر حسب درخواست بی بی موصوف کے شرف نکاح سے مشرف فرمایا۔ ان بی بی کا مکان مرقد، اور سنہ وماہ رحلت تحقیق نہیں۔ یہ تخمیناً آٹھ سو نواسی (889) معلوم ہوتے ہیں جس کی وجوہات ہم انشاء اللہ مقامِ چندیری میں بتلائیں گے۔

خوشبوئے جسم اقدس کی رہنمائی:

کالپی سے روانہ ہونے کے بعد کسی منزل میں کوئی بزرگ حضور موعودؒ کی قدمبوسی سے شرف اندوز ہوئے اور اپنا ماجرا یوں بیان کیا کہ فدوی تخمیناً تین سوکوس

سے شوق ملازمت میں پویاں بہ رہنمائی مہک جسم اقدس (ا) خدمت مبارک میں حاضر ہوا ہے۔ امید کہ بحضور ملازمان عالی شرف قبولیت سے سر بلند ہوگا اور درگاہ ایزدی تعالیٰ وتقدس سے قیامت کے روز گروہ عالیہ میں بعث فرمانے کا ملتجی ہوں۔
وہاں سے روانہ ہوکر بہ مقام چندیری پہنچے۔

مقام سوم۔چندیری

یہ شہر سرحد مالوہ پہ کالپی سے قریب اسّی (80) کوس کے فاصلہ پر گوشۂ مغرب و جنوب میں ہے۔ آپؑ کا یہاں نہایت شہرہ پھیلا اور ہزار ہا لوگ آپ کا بیان سننے کو مجتمع ہونے لگے۔ تاثیر بیان سے کئی لوگ مست اور جاذب حق ہو جایا کرتے اور کئی لوگ تاثیر پسخوردہ سے۔ جب وہاں کے سجادہ مشائخوں نے، جو اٹھارہ (18) تھے، دیکھا کہ اپنی تو بنی بنائی بگڑتی چلی ہے تب ایک جماعت سپاہیوں کی بھیج کر نکال دینے کا حکم دیا۔ جب دیر ہوئی جبر وتشدد کرنا شروع کیا اور دھمکا کر کہا کہ جلد چلے جاؤ ورنہ عورتوں کی دامنیوں پر دست درازی ہوگی اور غایت (۲) فضیحتی (۳) سے نکالے جاؤ گے۔ آپؑ اسی وقت اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا دیکھئے کس کی عورتوں کی دامنیاں چھینتے ہیں اور کون فضیحت ہوتا ہے۔
آپؑ تو وہاں سے نکل کر روانہ ہوگئے اور قریب ایک کوس کے فاصلہ پر مقام کیا۔ مگر آپؑ کے ہمراہیوں سے دو شخص دھوبی کے یہاں سے کپڑے لینے کے لئے پیچھے رہ گئے تھے۔ رات کو حضور موعودؑ کے مقام سے لوگوں نے آتشزدگی سی روشنی

(ا) جسمِ اقدس کی خُوشبو کی جانب راستہ تلاش کرتے ہوئے (۲) آخر انجام (۳) بے عزّتی: بدنامی

دیکھی اور شور وغوغا کی آواز سنائی دی۔ صبح کو ان دونوں شہر سے آنے والوں سے معلوم ہوا کہ شہر میں کسی جا مجلس تھی جس میں مشائخ اور امراء جمع تھے کسی شراب خوردہ شیخ نے حالت نشہ میں کسی امیرزادہ کے ساتھ منازعت کر کے قتل کر ڈالا امراء نے ہجوم کرے انتقام لینا چاہا۔ وہ بھاگ کر محلّہ میں پناہ پذیر ہوا انہوں نے تعاقب کیا اور محلّہ کو گھیر لیا۔ جب شیخوں نے شیخی جتائی، محلّہ کو آگ لگا کر ان کی عورتوں کی دامنیں چھین لیں اور برہنہ کر کے نہایت رسوائی سے مکانوں سے باہر گھسیٹ نکالا اور مردوں کو بڑی بے رحمی سے قتل کیا۔ سب کی زبان پر یہ ہی کلمہ تھا کہ یہ اس گستاخی کا بدلہ ہے جو بہ نسبت سید ولی کامل آج اُن لوگوں نے کی تھی۔ حضور موعودؑ نے سن کر فرمایا، 'بھائیو، بندگان خدا کسی کی آزار رسانی کے درپے نہیں رہتے اور اس بات کو وہ ہرگز پسند نہیں کرتے یہ تو ان کے افعال قبیحہ کی سزا ہے۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ کسی کسبی کے یہاں جھگڑا ہو کر یہ معاملہ بنا۔

تولد جناب سیّد اجملؓ صاحب:

ہمارے بعض تواریخ نویس لکھتے ہیں کہ جناب سیّد اجملؓ صاحب، چھوٹے حقیقی برادر سیّد محمودؓ، ثانی مہدی، کا تولد یہاں ہوا ہے۔ غور کرتے ہیں تو یہ آٹھ سو نواسی ہجری (889) تحقیق ہوتا ہے کیونکہ اسی سال میں آپؑ کالپی میں رونق بخش تھے۔ اور یہ شہر وہاں سے فقط اسّی (80) کوس ہے۔ اور فی الحقیقت تو بات یہ ہے کہ ہمارے اکثر وقایع نگار اس بات کے مُقِر ہیں کہ ام المومنین بی بی الہدیتؓ صاحبہ کا انتقال چانپانیر میں ہوا ہے اور سیّد اجملؓ صاحب کو تین یا چار مہینے کا چھوڑا ہے۔ اور صاحبزادہ صاحب کا انتقال بہ قول صحیح اٹھارہ (18) مہینہ کی عمر میں ربیع الاول کی تاریخ دوم کو شہر مانڈو میں ہوا ہے۔ اور لکھا دیکھا جاتا ہے کہ چاند بھی اس مہینے کا

وہیں یعنی مانڈو میں دیکھا ہے۔ پس ربیع الاوّل کی چاندرات کو وہیں تھے۔
اور جب حضورؑ چانپانیر پہنچے اس وقت امیر وامراء کا اس قدر جماؤ ہو گیا تھا کہ انہوں نے اپنی اپنی مسجدیں بنالیں تھیں۔ جیسا کہ شاہ نظامؒ کی تصدیق کے حال میں چانپانیر کے مقام میں انشاء اللہ تعالیٰ معلوم ہوگا۔ اور نیز چانپانیر میں حضور موعودؑ کا قیام اٹھارہ مہینے رہنے پر ہمارے سب سوانح نگاروں کا اتفاق ہے۔ اگر ان سب حالات پر نظر کرتے ہیں تو حضور موعودؑ کا اول چانپانیر میں رونق افروز ہونا ثابت ہوتا ہے اور وہیں صاحبزادہؓ کا تولد ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ شاہان گجرات کی تاریخ سے چانپانیر کی فتح آٹھ سو نواسی ہجری (889) میں اور حصار و باغات کی بنا(۱) آٹھ سو نوے (890) میں ہونا ثابت ہے اور ہماری تواریخ سے حضور موعودؑ کی رونق بخشی کے وقت جما ہوا شہر تھا۔ پس معلوم ہوا کہ جناب موعودؑ سن آٹھ سو نوے ہجری (890) کے بعد چانپانیر تشریف فرما ہوئے ہیں۔ اور اگر حضور موعودؑ کے چانپانیر میں قیام فرمانے اور صاحبزادہؓ صاحب کی عمر کی مدت پہ نظر ڈالتے ہیں تب تو آپؑ کا تولد چانپانیر میں ہی ثابت ہوتا ہے اور یہ ہی بات درست معلوم ہوتی ہے۔ پس صاحبزادہؓ صاحب کا تولد چندیری میں پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتا۔ غرض آپؑ نے چندیری سے روانہ ہو کر چانپانیر میں نزول اجلال فرمایا۔

مقام چہارم ۔ چانپانیر

یہ شہر چندیری سے تخمیناً ڈیڑھ سو کوس (150) گوشۂ جنوب و مغرب میں ہے۔ پہلے

(۱) قلعے کی دیواریں اور باغ کی بنیاد

یہ شہر تحت حکومت راجگان تھا۔ حضور موعودؑ جب کالپی میں زیب دہ تھے اس وقت یعنی آٹھ سونواسی ہجری (889) کے ذی قعدہ میں سلطان محمود بیگڑہ نے فتح کیا اور آٹھ سونوے ہجری ((890) کا سال تمام ہونے تک تو یہ شہر بڑا دیار (ا) ہو گیا تھا۔ فتح ہونے سے پہلے ہی اس شہر کے نیچے جامع مسجد بنالی۔ یعنی قلعہ چانپانیر پہاڑی کے اوپر ہے جو اصل چانپانیر ہے اور نہایت مستحکم قلعہ ہے۔ جب محمود بیگڑہ نے اس کا محاصرہ کیا، اس قلعہ والی پہاڑی سے شمال رویہ دیگر پہاڑی کی مشرقی تلیٹی میں جامع مسجد بنوائی۔ اور پھر فتح کے بعد وہیں ایک دوسرے حصار اور باغات کی بنا ڈالی اور سارے امراء کو وہاں منازل بنا لینے کا حکم دیا۔ تھوڑے عرصہ میں اچھا شہر بن گیا اور اس کا نام محمود آباد رکھا۔

سلطان محمود بیگڑہ کا حضور موعودؑ کا حال دریافت کروانا:

حضور موعودؑ کے یہاں آنے کے معاً بڑا چرچا پھیلا اور بیان کے وقت ہزارہا لوگوں کا مجمع اور ہجوم ہونے لگا۔ رفتہ رفتہ محمود بیگڑہ کے حضور میں آپؑ کا چرچا گیا جو اس وقت وہاں تھا۔ اس نے اپنے دو معتمدین سلیم خان اور فرہادالملک کو معہ دیگر علما کے دریافت حال کیلئے بھیجا۔ وہ سب عصر کے بعد بیان قرآن کے وقت حضور معلیٰ میں پہنچے۔ چونکہ آپؑ کے یہاں کسی امیر یا اہل دَوَل (۲) کی تعظیم وتکریم قطعاً منع تھی اور اس وقت ہر شخص بیان سننے میں محو ومستغرق (۳) تھا اس لئے کوئی ان کی جانب ملتفت بھی نہ ہوا چہ جائے تعظیم (۴) اس سے علمائے جاہ طلب کو نہایت گراں گذرا طوعاً وکرہاً (۵) وقت مغرب تک بیٹھے رہے۔ بعد مغرب خدمت سلطان میں حاضر ہوکر، کیفیتِ عدمِ تعظیم (۶) وغیرہ بیان کر کے بصد حیلہ (۷) حضور موعودؑ میں جانے سے سلطان کو رک دیا۔

(ا) گنجان آبادی والا (۲) دولت مند (۳) پوری طرح سے ڈوبا ہوا (۴) تعظیم کرنا تو دور کی بات (۵) مجبوراً
(۶) تعظیم نہ کرنا (۷) سو بہانے

دونوں امیروں کا تصدیق کرنا:

مگر وہ دونوں معتمدین تو بیان سن کر اور اوصاف واخلاق دیکھ کر شیفتہ ہو گئے اور ایسے معتقد بن گئے کہ تصدیق کر کے مرید ہو گئے۔اور جب سرکار محمود شاہی میں گئے، پہلے علما سے مل کر انہوں نے خدمت سلطان میں کیا ظاہر کیا ہے، وہ دریافت کیا۔علما نے کہا، ہم نے سلطان کو سیّد کے پاس جانے سے روک دیا۔ان لوگوں نے کہا کہ حق پوشی کیوں کی؟ خدا کو کیا جواب دو گے؟ علما نے کہا ہم نے خدا تعالی کے لئے جواب تیار کر رکھا ہے کہ الٰہی سیّد محمد کا بیان ترک وتجرد (۱) کا تھا اور وہ بغایت پر تاثیر تھا۔اگر بادشاہ جاتا تو سن کر ضرور ترک کر کے فقیر بن جاتا اور سلطنت سے دست بردار ہو جاتا۔اور جب کہ اطراف گجرات میں مشرکین متمّردین (۲) کی کثرت ہے وہ اسلام کی تخریب کے درپے ہو جاتے ۔پس شرع محمدی ﷺ اور اسلام کی حفاظت کے لئے یوں کیا۔ یہ ماجرا جب حضور موعودؑ کے سمع مبارک میں پہنچا،فرمایا ترک کی توفیق عطائے الٰہی ہے، دیتا یا نہ دیتا مگر آیا ہوتا تو فائدہ اٹھاتا۔

بندگی شاہ نظامؓ کو مژدہ:

خیر سلیم خان نے مکان پر جا کر شاہ نظامؓ صاحب سے کہا کہ جیسا مرشد حضور چاہتے ہیں یہاں خدا نے بھیج دیا ہے آپ مشتاقانہ دوڑے اور ادھر حضور موعودؑ کو حکم الٰہی ہوا کہ ایک ہمارا بندہ ہمارا مشتاق آرہا ہے تم اس کے استقبال کو جاؤ اور اس کو ہم تک پہنچاؤ آپؑ فوراً استقبال کو روانہ ہوئے۔راہ میں جوں ہی دوچار ہوئے، فرمایا:

؎ حسن صورت کچھ نہیں کتنا ہی گو مرغوب ہو
سیرت احسن میسر ہو تو کیا ہی خوب ہو

---

(۱) سب چھوڑ کر تنہائی اختیار کرنا یعنی ترکِ دنیا (۲) باغیوں

میاں شاہ نظامؒ صاحب نے عرض کیا:

جس جا پہ دیکھئے وہیں اس کا ظہور ہے
گر وہ نظر نہ آئے، نگہ کا قصور ہے

پھر اسی جگہ کسی دیوار کے یا اور سایہ میں بیٹھ گئے اور پوچھا میاں نظام، یادالٰہی کروگے؟ عرض کیا، جی، اسی غرض سے تو بیعت کا ارادہ کر کے حاضر خدمت عالی ہوا ہوں۔ تب حضور موعودؑ نے ذکر خفی تلقین کی۔ اسی وقت جذبہ حق میں جاذب اور مدہوش ہو گئے۔ پس ان کو اٹھا کر حجرہ میں لا ڈالا۔

بشارت:

آپؓ کے حق میں حضور موعودؑ نے ارشاد کیا کہ چراغ دان، بتی، تیل، سب تیار لے کر آئے تھے، فقط روشن کرنا باقی تھا، سو بندہ نے شمع ولایت سے روشن کر دیا۔ تین روز تک بیہوش رہے تیسرے روز جب حضور موعودؑ نے پسخوردہ پلایا تب نیم ہوش آیا۔ یہاں تک کہ حضور موعودؑ کو حکم روانگی ہو گیا اور آپؑ تیار ہو کر درِ حجرۂ میاں نظامؒ پر تشریف لائے اور فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ (۱)، تب بالکل ہوش آ گیا۔ پھر آپؓ حضور موعودؑ کے ہمراہ فرہ مبارک تک تھے۔

بندگی شاہ نظامؓ:

یہ حضرت شہر جالیس کے رئیس تھے۔ واللہ اعلم جالیس آپؓ کی جاگیر تھی یا مدد معاش (۲) میں ملا تھا۔ آپؓ شیخ فریدالدین گنج شکرؒ کی اولاد میں ہیں۔ آپؓ کے والد بزرگوار کا نام خداوندؒ ابن سلطان دارینؒ ابن نظام الدینؒ بن شیخ فریدالدین گنج شکرؒ ہے۔ اٹھارہ برس (18) کی عمر میں شوق خداجوئی میں ترک جاگیر اور وطن کر کے

(۱) آپ پر سلامتی ہو (۲) روزگار

بیت اللہ میں پہنچے اور مرشد کامل کی جستجو میں رہے۔ اور کہیں نہ ملا تو وارد ہند ہو کر چانپانیر پہنچے جو اس وقت علما و فضلا و مشایخان کامل کا مسکن تھا۔ اتفاقاً سلیم خان سے ملاقات ہوئی جو محبّ الفقراء اور ملاذ الغربا وطلبا (ا) تھا اور محمود بیگڑہ کی سرکار میں ذیل امرائے معتمدین میں تھا۔ اس نے آپؓ کو اپنی مسجد میں رکھا اور سب طرح خبر گیری کیا کرتا۔ پھر جب حضور موعودؑ سے شرف اندوز ملازمت ہوآیا تو آپؓ کو خبر دی۔

جس وقت شاہ نظامؓ صاحب حضور موعودؑ کی بیعت سے مشرف ہوئے اس وقت آپؓ کی عمر تخمیناً بیس (20) یا اکیس (21) سال کی ہوگی۔ کیونکہ آپؓ کی وفات سن نو سو چالیس ہجری (940) میں بہ عمر اُنہتر (69) برس کے ہوئی۔ اس حساب سے ثابت ہوتا ہے کہ آپؓ کا تولد سن آٹھ سو اکہتر ہجری (871) میں ہوا ہے۔ اُنّیس (19) سال صحبت حضور موعودؑ میں رہے۔ مقام مرقد انودرہ جو قصبۂ کڑی سے دو کوس ہے۔ آپؓ صحابہ کرامؓ میں تیسرے ہیں۔

بی بی الہد یتیؓ کی وفات:

ام المومنین بی بی الٰہد یتیؓ صاحبہ کا انتقال (☆) بھی یہیں ہوا ہے۔ لکھا ہے کہ حضورہ عالیہؓ سیّد اجملؓ صاحب کے تولد کے بعد مرض پرسوت جس کو گجراتی زبان میں سوا روگ کہتے ہیں لاحق ہو گیا تھا۔ اور فی الحقیقت قضائے الٰہی تھی۔ حضورہؓ کا

....

(ا) فقیروں سے محبت کرنے والا اور غریبوں اور مانگنے والوں کا ہمدرد (☆) المومنین بی بی الٰہد یتی صاحبہؓ کی رحلت کے وقت حضور سیدا جملؓ صاحب تین چار مہینے کے تھے، اور حضور موعودؑ کا قیام چانپانیر میں ڈیڑھ سال ہونے پہ تمام ہمارے واقعہ نویس متفق ہیں۔ پس سیّدا جملؓ صاحب کا تولد اسی چانپانیر میں متحقق ہوتا ہے۔ اور نیز معلوم ہوتا ہے کہ حضور موعودؑ اس شہر میں شعبان کے اواخر یا شروع رمضان شریف میں نزول فرما ہوئے ہیں۔ اور جب کہ اس صاحبزادہ کے مانڈو میں رحلت فرمانے پہ ہمارے سب سوانح نگار متفق ہیں، تب معلوم ہوا کہ جیسا جناب عبدالرحمٰن صاحبؓ ابن شاہ نظامؓ لکھتے ہیں، ضرور حضور موعودؑ کا ورود پہلے چانپانیر میں ہوا ہے اور اسی جہت (وجہ) سے فقیر سراپا تقصیر نے بھی اس مقام کو بخلاف اکثر موالید کے پہلے لکھا کہ یہ تحریر صحیح تر معلوم ہوتی ہے۔

انتقال تیسری تاریخ ماہ ذی الحجہ کو ہوا۔لکھا ہے کہ آپؒ کو دامنِ پہاڑی میں مدفون کیا ہے۔ پر یہ پتہ نہیں ملتا کہ کون سی پہاڑی کے کس طرف کے دامن میں مرقد مبارک ہے۔ بی بی موصوفہ کا تولد تخمیناً آٹھ سو پچپن ہجری (855) میں ہوا ہے اور یہ آٹھ سو اکیانوے (891) ہے، پس آپؑ کی رحلت چھتیس (36) سال کی عمر میں ہوئی۔

راجے سون وراجے مراوی مشرف بہ تصدیق:

یہاں کئی امرا و صلحا مشرف بہ تصدیق ہوئے ہیں۔ من جملہ ان کے راجے سون وراجے مرادی، خواہران سلطان محمود بیگڑہ بھی ہیں۔

غرض یہاں سے اواخر صفر آٹھ سو بانوے ہجری (892) میں کوچ کر کے مانڈو میں نزول اجلال فرمایا۔

مقام پنجم ۔ مانڈو

یہ شہر چانپانیر سے پچاس کوس مشرق میں ہے اور اس وقت پایۂ تخت سلاطین مالوہ تھا۔ یہ سلطان غیاث الدین بن سلطان محمود خلجی کا زمانہ تھا۔ یہاں ربیع الاول آٹھ سو بانوے (892) کا چاند دیکھا اور دوسری تاریخ کو حضور رسالتمآب ﷺ کا عرس مبارک بڑی تیاریوں کے ساتھ کیا۔

سانحۂ سیّد اجملؒ:

کھانا پک رہا تھا جب وقت قیلولہ آیا، حضور ماعودؑ میاں سیّد محمودؒ کو کھانا پکوانے کا اہتمام سپرد کر کے سونے کو تشریف لے گئے۔ جناب سیّد محمودؒ صاحب اپنے

چھوٹے برادر سیّد اجملؒ صاحب کو جن کی عمر کچھ اوپر ڈیڑھ سال کی تھی گود میں اٹھائے ہوئے چولہوں کے قریب کھڑے تھے کہ ناگہاں قضائے الٰہی سے سیّد اجمل صاحب ان کے ہاتھ سے چھوٹ کر، چولہے میں، اور بقول لے آبجوش (۱) کی دیگ میں گر کر جان بحق تسلیم ہوئے۔ سیّد محمودؒ صاحب کو اس سانحہ سے اس قدر رنج ہوا کہ درِ حجرہ بند کر کے زاری وسوز سے جگر فگار گرے۔ حضور موعودؑ کو یہ خبر ملی تو آ کر نہایت دلجوئی سے حجرہ کھلوایا اور پاس جا کر سینہ مبارک سے لگایا اور نہایت تسکین دے کر سمجھایا کہ مشیت ایزدی میں کسی بشر کو چارہ نہیں یہ ہمارے ہم مقام تھے۔ منظور الٰہی یوں ہوا کہ دو یک جا نہ رہیں۔ ایک کی عمر کوتاہ کر دی۔ قضائے الٰہی پہ راضی رہو۔

تمام قبرستان کی بخشش:

غرض بہ ہر طور پند و نصائح کر کے تشفی اور تسلی کر دی۔ اور تجہیز و تکفین کر کے مانڈو کے اندر بڑے مقبرے میں دفن کیا جس میں اٹھارہ ہزار قبریں تھیں۔ بعد فارغ ہونے کے فرمایا کہ سیّد اجملؒ منکر ونکیر کو جواب دے کر فوراً تخت رب العالمین کے پاس پہنچے اور عرض کیا کہ الٰہی تیرا حکم ازل ہی میں ہو چکا ہے کہ میدانِ عرصات (۱) میں سیّد اجملؒ کی بھی ایک جماعت ہوگی وہ کہاں ہے؟ فرمان ہوا اس مقبرے کے جتنے مردے عذاب میں گرفتار تھے ان سب کو تیرے طفیل سے نجات دے کر تیری جماعت بناتا ہوں۔ پھر یہ بھی فرمادیا کہ اس مقبرہ میں ساڑھے تین سو حافظ کلام اللہ کو بھی عذابِ خدا ہو رہا تھا وہ بھی بخشے گئے۔ سبحان اللہ! کیسا رتبہ سید اجملؒ ہے۔

---

(۱) اُبلتے پانی (۲) قیامت؛ حشر

سلطان غیاث الدین کا تصدیق سے مشرف ہونا:

چند روز ٹھرنا ہوا آپؑ کے واصاف حمیدہ اور اخلاق برگزیدہ کا چرچا بڑھتے بڑھتے سلطان غیاث الدین فرماں روائے مانڈو کے کان تک پہنچا۔وہ بڑا فقیر دوست، ولی پرست تھا اسی وقت آپؑ کو بلوالیا، اپنی عدم حاضری کا عذر بیان کیا اور کہلایا کہ اگر حضور ماعودؑ قدم رنجہ فرما کر فدوی کے گھر کو منور اور فدوی کو ممنون فرمادیں تو دوراز عنایت مربیانہ نہ ہوگا۔حضور موعودؑ خود تو تشریف نہ لے گئے لیکن اپنے خسر پورہ (۱) سیّد سلام اللہؓ صاحب اور اپنے داماد میاں ابوبکرؓ صاحب کو بھیجا۔بادشاہ نے نہایت تعظیم اور بغایت تکریم سے استقبال کر کے اپنی برابر تخت پر بٹھلایا اور حضور موعودؑ کا حال واخلاق واوصاف استفسار کیئے۔جب معلوم ہوا کہ آپؑ احوال فائقہ (۲) اور اوصاف کاملہ (۳) اور اخلاق فاضلہ (۴) کا مجمع اور خدا رسانی (۵) میں بے نظیر ہیں تو کہہ دیا کہ بس یہ ہی ذات مہدی موعودؑ ہے فدوی تصدیق کرتا ہے اور سیّد محمد خدا بخش سے تین باتیں مانگتا ہے۔اول عاقبت کی خیریت اور ایمان کی سلامتی ،دوم حالت مظلومی میں اتمام عمر اور سوم شہادت کا حصول اور بقولے بہ روزِ قیامت گروہِ موعودؑ میں حشر ونشر کا ہونا۔

رخصت کے وقت دونوں صاحبوں کو تینوں باتیں خدمت معلیٰ میں اظہار فرمانے کے لئے نہایت تمنا جتائی۔جب یہ لوگ واپس آئے وہاں کا سب ماجرا بیان کیا اس میں ان تین باتوں کی بھی درخواست ہونے کا اظہار کیا۔حضورؑ نے سن کر فرمایا تینوں قبول،تینوں قبول،تینوں قبول۔

---

(۱) سسر کا بیٹا یعنی سالا؛ برادرِ نسبتی (۲) بہتر احوال (۳) کمال کی خوبیاں (۴) بہترین عادتوں (۵) خدا تک پہنچے ہوئے

سلطان کی فتوح:

پھر وہ ساٹھ توڑے (۱) اشرفیوں کے اور تسبیح مروارید (۲) جو سلطان غیاث الدین نے پیشکش کی تھی حضورِ ماعودؑ کی خدمت میں پیش کئے۔ آپؑ نے وہ سب ساتھ آنے والے شہر کے لوگوں کو بانٹ دیا اور تسبیح مروارید ایک دفال چی کو دے دیا جو سب کے بعد آیا تھا۔

سیّد سلام اللہؓ صاحب نے ایک توڑہ پوشیدہ رکھ لیا تھا۔ جب ظاہر کیا، تو حضورِ ماعودؑ نے فرمایا، کہ رکھنا مناسب نہ تھا۔ خیر سب بھائیوں کو سویت کر دو۔ کھولا تو وہ توڑہ روپیہ کا تھا۔ عصر کے وقت اکثر لوگ حاضر نہ تھے۔ دریافت ہوا سب کہاں ہیں؟ عرض کرنا پڑا کہ سویت جو ہوئی، سودا سلف لینے گئے ہیں۔ فرمان ہوا، دیکھئے اس کم قدر چیز پہ یہ حال ہوا کہ صحبت بندہ اور ثواب جماعت سے دور پڑ گئے اور کچھ خیال نہ رہا۔ اگر سب ہوتا تو کیا حال ہوتا؟

میاں الہداد حمیدؓ:

میاں الہداد حمیدؓ جو سلطان غیاث الدین کے معتمدین سے تھے یہیں سے ترک دنیا کر کے ہمراہ موعودؑ ہو گئے ہیں۔ یہ صاحب شعر گوئی میں مشاق تھے۔ ان کی تصنیفوں میں حضور موعودؑ کا مرثیہ اور دیوان بے نقط گروہ عالیہ میں بہت مشہور ہیں۔ یہاں سے روانہ ہو کر منزل بہ منزل برہان پور میں جو مانڈو سے قریب ایک سو تیں کوس ہے، نزول کیا اور ایک شب رہ کر دولتاباد میں زینت بخش ہوئے۔

---

(۱) توڑا یعنی ایک ہزار نقد اشرفیوں سے بھری تھیلی؛ اس سے مراد ساٹھ ہزار سونے کے روپے یا سکّے (۲) سچّے موتی

مقام ششم ۔ دولتاباد

سلطان برہان الدینؒ مرشد اور خلیفہ زین الدینؒ:

یہ شہر برہان پور سے نوے کوس جنوب میں کچھ مائل بہ مغرب ہے۔ یہاں بعض اولیا اللہ کے حق میں عمدہ بشارتیں ارشاد ہوئی ہیں۔ چنانچہ سلطان برہان الدینؒ مرشد اور ان کے خلیفہ زین الدینؒ کا تذکرہ آیا۔ آپؑ نے فرمایا، ''وہ دونوں ولی کامل تھے'' اور نیز بعض لوگوں نے ان دونوں کے کلام بیان کئے کہ سلطان برہان الدینؒ اقرار کرتے ہیں کہ برہان غریب اور شیخ زین الدینؒ کہتے ہیں کہ زین الحق، اب دونوں میں کون بڑا؟ فرمایا، کہ غربت کمالیت پہ دلالت کرتی ہے۔

سیّد راجوؒ والد سیّد محمدؒ گیسوراز:

اور سیّد محمدؒ گیسودراز صاحب کے والد بزرگوار سیّد راجو قَدَّسَ اللّٰہُ سِرَّ ہُمَا (ا) بھی وہیں مدفون ہیں۔ کسی نے حضرت موعود علیہ السلام سے سوال کیا کہ ان دونوں میں کس قدر فرق ہے؟ فرمایا، ''جس قدر باپ اور بیٹے میں ہوتا ہے اسی قدر باطن کے درجہ میں بھی فرق ہے۔''

تعظیمِ اولیاء:

سیّد راجوؒ کے روضہ سے سیّد ممنؒ کے روضہ تک حضور موعودؑ اپنے پاؤں کے انگوٹھوں پہ گئے۔ سیّد سلام اللہؓ صاحب نے باعث دریافت کیا، تو فرمایا کہ یہاں

(ا) اللہ ان دونوں کا مرتبہ بلند کرے

تمام خلق اس کی گرویدہ اور معتقد ہو جاتی ،لیکن انہوں نے شہرت ظاہر کو پسند نہ فرمایا اور خمولت (۱) اور گمنامی کو اختیار کیا۔

سیّد ممنؒ:

غرض ان سب کی زیارت کر کے سیّد ممنؒ کے روضۂ مبارک میں رونق بخش ہوئے اور فاتحہ خوانی سے فارغ ہو کر بیٹھ گئے۔ گھنٹہ بھر کے بعد ضحیٰ کا دوگانہ پڑھ کے فرمایا گو یہ جناب سیّد ممنؒ کے نام سے مشہور عام ہو گئے ہیں مگر ان کا نام سیّد محمد عارف ہے۔ پھر اس کنوے پر تشریف لے گئے جو روضۂ متبرکہ کے قریب ہے۔ اس کنوے کا پانی اس وقت شور تھا۔ آپؑ نے مضمضہ ڈالا فوراً شیرین ہو گیا۔ وہاں بیٹھ کر مسواک کیا، وہ انار کا تھا بعد فراغ اس کو زمین میں گاڑ دیا جو جم کر درخت ہو گیا تھا اور تا زمانِ صاحب شـــواہـــد الــولا یـــت موجود تھا اور انہوں نے دیکھا تھا۔ الغرض یہاں آپؑ ایک ہفتہ ٹھہرے۔ پھر کوچ بہ کوچ احمد نگر میں قدوم میمنت لزوم (۲) فرمایا۔

مقام ہفتم ۔ احمد نگر

یہ شہر دولتا باد سے پچتالیس (45) کوس مائل بہ گوشہ جنوب و مغرب ہے۔ جس وقت حضور موعود علیہ السلام وہاں تشریف لائے اس وقت حصار بن رہا تھا۔ سو بعض مولودوں میں تو باغ نظام کا حصار کہا ہے اور بعض میں شہر احمد نگر کا۔ مگر تواریخ کی کتب سے باغ نظام چار پانچ برس پہلے بنا ہوا معلوم ہوتا ہے اور اس وقت شہر احمد

---

(۱) گمنامی کی زندگی (۲) قدوم یعنی سفر، میمنت یعنی برکت والا، لزوم یعنی ضروری مطلب کہ برکت والا ضروری سفر

نگر کا کوئی نام بھی نہ جانتا تھا۔ بعد میں جس وقت احمد نظام شاہ کو برہان پور کی فتح کا خیال ہوا اس وقت اس کو دارالسلطنت سے یہاں آنے میں بڑا فاصلہ پڑتا تھا۔ لہٰذا اس کے قرب میں ایک شہر بسا کر اس کا نام احمد نگر رکھا۔ غرض احمد نگر کے شہر میں نزول ہونے پر خیال کرتے ہیں تو ضرور شہر آٹھ سو ننانوے (899) یا شروع نو سو (900) ہجری میں بنا ہوا ہے تو آپؑ شہر ہی کے حصار کی بنا کے وقت وہاں تشریف فرما ہوئے تھے۔

احمد شاہ نظام کو عطائے فرزند:

الحاصل جب یہاں چرچا پھیلا اور گوش احمد شاہ نظام تک پہنچا فوراً خدمت معلیٰ میں حاضر ہوا کیونکہ اسے فرزند کی خواہش تھی۔ اس وقت آپؑ بیانِ قرآن فرما رہے تھے۔ فارغ ہونے کے بعد بلا سوال پسخوردہ گلوری عنایت فرمایا اور حکم دیا کہ تم کھاؤ اور بی بی کو بھی کھلاؤ اس نے ویسا ہی کیا۔ بعون اللہ اس کے فرزند ہوا جس کا نام برہان نظام الملک رکھا۔ اسی کے زمانہ میں مذہب مہدویہ نے ملک دکن میں اشاعت پائی۔ لیکن تواریخ سے پایا جاتا ہے کہ من بعد مُلّا طاہر کے بہکانے سے احمد نظام اثنا عشری ہو گیا تھا۔

مقام ہشتم - بِدَر

قاسم برید کا خواب:

اس وقت یہاں کا فرماں روا قاسم برید تھا۔ تواریخ دکن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ

شخص آٹھ سو ننیانوے ہجری (899) میں بالِا ستقلال بادشاہ بن گیا تھا۔اس نے اسی قرب میں ایک خواب دیکھا تھا کہ ایک شیر اس شہر کے ایک دروازے سے داخل ہو کر دوسرے سے نکل گیا۔اس خواب کی تعبیر قاسم برید ہر عالم وسجادہ سے دریافت کرتا تھا مگر کوئی نہ بتا سکتا تھا۔آخر شیخ ممن توکلی نے، جو ڑم کے رہنے والے تھے اور مذاق باطنی رکھتے تھے اس کی تعبیر یوں بتلائی کہ ایک ولی کامل، اولاد علی کرم اللہ وجہہ سے جو مثل آپؓ کے شیر خدا ہوگا اس شہر بدر کے ایک دروازہ سے داخل ہو کر دوسرے سے دروازہ سے نکل جاویگا۔اس تعبیر کے مطابق انہیں ایام میں یعنی نو سو ہجری (900) میں حضور موعودؑ نے اس شہر کو یمنِ قدم سے میمنت اندوز (۱) فرمایا۔

شیخ ممّن توکّلی:

آپؑ کے فیض کی تاثیرات کو ملاحظہ کر کے اکثر علمائے متدینین (۲) اور صلحاے حق بین کوظنِ غالب ہوا کہ یہ ہی ذات مہدی موعودؑ ہے اور شیخ ممّنؓ صاحب کو تو یقین بیٹھ گیا کہ اب دوسرا مہدی ہونے والا نہیں۔لہذا ہر وقت حضور موعودؑ کی خدمت میں رہتے تھے اور اس خدمت کو سعادتِ دارین جان کر بسر وچشم بجالاتے تھے۔چنانچہ وضو کرانے کا ذمہ آپؓ ہی نے اٹھا لیا تھا اور اس کا پانی نوش فرما لیا کرتے تھے۔

ایک روز شیخ موصوفؓ نے حضور موعودؑ سے التماس کی کہ اگر فدوی کے کلبہ احزاں (۳) میں قدوم فرما کر منور کیجئے گا تو غریب نوازی اور مسکین پروری سے

---

(۱) قُدوم یعنی سفر، میمنیت یعنی برکت والا، لزوم یعنی ضروری: مطلب کہ برکت والا ضروری سفر (۲) دیندار، نماز روزے کا پابند (۳) کلبہ یعنی حجرہ، احزاں یعنی دکھی؛ یہاں مراد ہے غمگین کا حجرہ

دور نہ ہوگا۔ شیخ موصوفؒ اس وقت ایسی عسرت میں تھے کہ بجز ایک چھری کے دوسری کوئی چیز ان کے پاس موجود نہ تھی اسی کو بیچ کر خوراک اور اسباب سرشوئی خرید لائے اور خدمت مبارک میں آکر عرض کیا کہ اب کرم فرمائیے۔

مُہرِ ولایت:

آپؑ شیخ موصوفؒ کے یہاں تشریف لے گئے۔ کھانے کے بعد گذارش کی کہ گرم پانی تیار ہے اگر حضور کی مرضی نہانے کی ہو تو فدوی نہلانے کی خدمت سے سر بلندی حاصل کرے۔ آپؑ نے اسی وقت گوشے میں جا کر کپڑے اتارے اور غسل کے لئے جا بیٹھے۔

شیخ خدمت میں حاضر تھے۔ پشت مال کے وقت جب ڈہنی کتف (۱) پر نگاہ کی ،مُہرِ ولایت دیکھی جس میں مَقَامًا مَحْمُوداً ط اور آیہ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِی الایہ وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ الآیہ اور قلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِي الآیہ اور بحق قٓ وَالْقُرْآن وبحق حٰمٓ ○ عٓسٓقٓ ○ كٓهٰيٰعٓصٓ ○ ولاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ اور دونوں بازوؤں میں پہلی سطر میں ھُوَ گیارہ گیارہ لفظ اور دوسری سطر میں ھٰذا مہدی تین تین بار اور چہاروں گوشوں پہ ھُوَ الْاَوَّلُ . ھُوَ الْآخِرُ اوپر کے گوشے میں اور ھُوَ الظَّاهِرُ . ھُوَ الْبَاطِنُ نیچے کے گوشوں میں لکھا ہوا تھا اور اس کی شکل برگ تنبول کی سی تھی۔

غرض یہ دیکھتے ہی قدمبوسی کرکے عرض کیا کہ خداوند یہ تمام گستاخی محض اسی وجہ سے ہوئی ہے کہ بندہ کو خیال آیا کہ جب کہ ختم الانبیاءﷺ کے کتف پر مُہرِ نبوت تھی تو ضرور مہدی خاتم الاولیا علیہ السلام کے کندھے پہ بھی مُہرِ ولایت چاہیے۔ سوالحمدللہ

---

(۱) سیدھا کندھا

اس کے معائنہ سے مفتخر (۱) ہوا آپؑ گواہ رہیئے کہ بندہ بصدق دلی آپؑ کی مہدیت کی تصدیق کرتا ہے۔

ان کا قول ہے کہ جب قیامت کے روز اللہ جل شانہ پوچھے گا کہ اے شیخ محمد ہمارے لئے کیا تحفہ لایا ہے؟ عرض کرونگا خداوندا یہ دو آنکھیں جن سے تیرے محبوب خاتم الولی کی مُہرِ ولایت دیکھی ہے۔

قاضی علاؤالدینؒ وغیرہ کا تصدیق کرنا:

قاضی علاؤالدینؒ اور مولانا ضیاء الدینؒ اور شیخ بابوؒ اور قاضی عبدالواحد جونیریؒ نے ہاتف سے آواز سنی کہ مہدی موعودؑ کا ظہور ہو گیا۔ سب اپنا اپنا عہدہ چھوڑ کر ملازمت میں حاضر ہوئے اور تصدیق کر کے مرید ہوئے اور ہمراہ حضور موعودؑ ہجرت اختیار کی۔

کسی بیوی سے نکاح:

مروی ہے کہ یہاں آپؑ نے کسی بیوی سے نکاح کیا تھا۔ جب آپؑ روانہ ہونے لگے ،بیوی نے ساتھ چلنے سے انکار کیا اور اپنے باپ کے گھر چلی گئی۔ حضرت موعود علیہ السلام نے میاں شاہ نظامؒ کو سمجھا کر لانے کے لئے بھیجا اور اختیار دیا کہ اگر نہ آوے تو طلاق دے کر رہا کر دو اور چلے آؤ۔ حسب الارشاد شاہ نظامؒ صاحب نے جا کر بہیتر اسمجھایا مگر کچھ اثر نہ ہوا آخر میں ناچار طلاق دے دی اور آپؒ روانہ ہو گئے۔

دوری وحضوری:

شیخ ممّنؒ نے ہمراہی اختیار کی مگر کبرسِنی (۲) اور ضعیفی الحالی (۳) کے باعث

---

(۱) فخر کرنا (۲) بڑی عمر (۳) کمزوری، غریبی

اور فی الحقیقت بحکم خدا سمجھا کر وہیں کا حکم دیا اور فرمایا، بیت

گر بے منی وپیش منی در یمنی ور با در یمنی پیش منی

یعنی اگر تیرے دل میں میری محبت نہیں اور میرے سامنے ہے تو بھی گویا یمن میں ہے اور اگر تیرے دل میں میری محبت گڑھ گئی ہے اور یمن میں ہے تو بھی میرے پاس ہے۔الٰہی ہم سب مہدویوں کو محبت مہدی میں مخلص بے غش فرمائیو کہ بہ روز قیامت اس کے سامنے شرمندہ نہ جاویں اور اس کے طفیل سے نجات پاویں۔ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔(۱)

مولانا ضیائیؓ :

حضور موعودؑ کے ہمراہ مولانا ضیائیؓ (ضیاء الدینؓ) نے بھی ہجرت اختیار کی تھی ان کے بہت امیر و امراء مرید تھے اور وہ سجادگان نام آوروں میں سے تھے۔ جب ان کے خویش و اقارب اور خادم و موالی نے ان کو نہ دیکھا، تلاش میں نکلے اور دوسری منزل میں حضور موعودؑ کے مقام میں ان کو پایا۔تب خدمت عالی میں آ کر نہایت عجز و انکساری سے التماس کی کہ حضور ہم سب کی معیشت کے حصول کا دار و مدار اسی شخص کی ذات بابرکات پر ہے اگر حضور ہماری واماندگی (۲) اور عاجزی پہ ترحم فرما کر ان کو ہمارے ساتھ کر دیں تب تو البتہ جان بچتی ہے ورنہ بے موت مرجائیں گے۔

حضور موعودؑ نے ان کی عاجزی کی جانب التفات فرما کر مولانا ضیاء کو اجازت دی۔مولانا نے بڑے ادب سے گذارش کی کہ خداوند کو بہ خوبی معلوم ہے کہ حضورؑ

(۱) یعنی ساتھ تیری رحمت کے اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے (۲) گذارش

کے دیدار کے بغیر بندہ کی زندگی مشکل ہے۔ پس مہجوری کیوں کر اختیار کروں؟ حضورِ والا نے خوب دلاسا دے کر اطمینان کر دیا کہ خدا تعالیٰ تم کو ہم سے دور نہ رکھے گا۔ضرور ہمارے پاس لائے گا۔ پر اس وقت بندہ ان کی انکساری پہ نظر کر کے رخصت دیتا ہے۔تم بے عذر چلے جاؤ اور ہم نے جو کچھ کہہ دیا ہے اس پر اطمینان رکھو۔

جب حضور موعودؑ کی زبانی یہ مژدہ سنا بلا تامل ہمراہ ہو گئے۔خادم وغیرہ نہایت خوشی سے پالکی میں سوار کر کے مکان پہ لائے مگر ان کو فراق مرشد کا یارا کہاں تھا؟ جب قلق مجہوریِ مرشد لوگوں کو معلوم ہوا، پھر بھاگ جانے کے خوف سے پابجولان (۱) ایک مکان میں مقفل کر دیا تب تو غم فراق سے آب ودانہ بدمزہ ہو گیا ایک روز عشق کے جوش میں کنواڑوں کو بڑے جوش سے دو تھپڑ مارا۔ بعنایت ایزدی (۲) قفل ٹوٹ کر گر پڑا اور ہاتھ پاؤں کی زنجیریں بھی شکستہ ہو کر نکل پڑیں پھر تو کیا مانع تھا؟ بہ حکم فَفِرُّوْا اِلَی اللہ ط (۳) کے دواں دواں خدمت اقدس میں پہنچے اس وقت بھی خدما گئے مگر اب کی بار حضور موعودؑ نے نہ دیا اور بیجاپور کی جانب نہضت (۴) فرما ہوئے۔

مروّتِ سیّد محمد گیسودرازؒ:

جب دوراہے پر پہنچے روح سیّد محمد گیسو درازؒ قدّس سِرّہ حاضر ہوئی اور کشاں کشاں گلبرگہ کی جانب لے چلے۔جب یاروں نے دیکھا راہ بیجاپور چھٹ گئی اور گلبرگہ جارہے ہیں عرض کیا یا حضور ہم راہِ بیجاپور چھوڑ کر گلبرگہ کو چلے ہیں۔

(۱) پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر (۲) اللہ کے کرم سے (۳) یعنی اللہ کی طرف بھاگ جاؤ
(۴) قصد فرما ہوئے؛ کوچ کا ارادہ فرمایا۔

آپؑ نے فرمایا بندہ بے خبر نہیں پر سیّد محمد گیسودراز صاحبؒ کی مروّت سے جا رہا ہوں۔ پھر شیخ بھیکھؒ سے فرمایا دیکھو کیا حال ہے؟ عرض کیا عنایت حضورؑ سے دیکھتا ہوں کہ سیدّ محمد گیسودراز صاحبؒ شربتی پیرہن در بر اور کلاہ سبز بر سر حضورؑ کے رہوار کی لگام پکڑے ہوئے لئے جاتے ہیں۔

غرض جب قریب گلبرگہ پہنچے اور خدمائے گیسودراز صاحبؒ نے آپؑ کی تشریف آوری کی خبر سنی بڑی تعظیم سے لے گئے۔

مقام نہم ۔ گلبرگہ

یہ شہر بِدرُ سے گوشہ جنوب ومغرب میں پینتیس(35) کوس کے فاصلہ پر ہے گیسودراز صاحبؒ کا روضہ مبارک شہر کے باہر ہے۔وہ بڑا عالیشان مکان ہے۔ حاصل یہ کہ حضور موعودؑ درگاہ کے دروازہ تک تو سوار تشریف لے گئے اور روضہ تک نعلین (۱) پہنے ہوئے تھے آپؑ نے اندر جانے کا ارادہ کیا خادموں نے عرض کی جائے ادب ہے، نعلین اتار ڈالئے ۔حضور موعودؑ نے فرمایا کہ تمہارا کہا مانوں یا تمہارے پیر کا؟

کرامتِ عالی:

لکھا ہے کہ روضہ مقفل تھا مگر جب آپؑ قریب در پہنچے فوراً قفل کھل کر گر پڑا اور دروازہ از خود کھل گیا۔ جوں ہی آپؑ اندر گئے پھر دروازہ بند ہو گیا۔ آپؑ کے سوا

(۱) جوتے

کوئی اندر نہ تھا۔

جوتیاں نہ اتارنے کی وجہ:

آپؑ دو پہر تک اندر رہے۔اس عرصہ میں سارے باہر کے لوگ دو شخصوں کی آواز سنتے تھے وہ دونوں آوازیں صاف علاحدہ معلوم ہوتی تھے۔

جب باہر تشریف فرما ہوئے فرمایا بندہ ادب اولیاء اللہ تہ دل سے کرتا ہے مگر حضور بندہ نواز نے چونکہ چندروز دعوۂ مہدویت کیا تھا اس لئے رفع خجالت (۱)اور عفو تقصیر (۲) کے لئے اپنے مزار پہ خاک پاپوش اندازی کی نہایت کد کے ساتھ استدعا کی تھی اسی وجہ سے جوتیاں پہنے ہوئے اندر گیا تھا۔

میاں ملتو کو عذاب:

پھر جب آپؑ کی نظر میاں ملتو،حضرت بندہ نوازؒ کے پوتے کے مزار پر پڑی تو فرمایا ارے! اس قدر قریب عذاب ہو رہا ہے اور سیّد محمد صاحبؒ کو خبر تک نہیں؟ یہ میاں ملتو حضرت بندہ نوازؒ کے پوتے ہیں وہ کسی کسبی کے یہاں جایا کرتے تھے اس کسبی کی کسی امیر زادہ سے بھی آشنائی تھی ایک روز باہم مل گئے۔ملتو صاحب نشہ میں سرشار تھے۔امیر سے تکرار ہو کر نوبت تلوار تک پہنچی۔امیر زادہ نے ایک ہاتھ میں کام صاف کیا۔حضرت بندہ نوازؒ کو اس سانحہ سے نہایت رنج ہوا اور خدا تعالیٰ سے اس کی بخشش کے خواہاں ہوئے اور معلوم ہونے کے بعد لوگوں کو خبر بھی دے دی تھی۔ بناء براں میاں چاند مہاجرؒ نے التماس کیا کہ جو کچھ ارشاد حضورؑ ہے وہ ہی راست و درست ہے۔مگر حضرت بندہ نواز نے جوان کے بخشے جانے کی خبر دی ہے اس میں کیا سِرّ ہے؟ آپؑ نے فرمایا خدائے تعالیٰ نے ان کو اس وقت آپؒ کی

---

(۱)شرمندگی دور کرنے (۲)غلطی کی معافی

خاطر داری سے آپؒ کی نظروں کے سامنے بلا عذاب کھڑا کروا دیا تھا پر مُصِرّ کبیرہ (۱) کا نجات پانا ناممکن ہے۔

حضرت بندہ نوازؒ کو بشارت:

جناب بندہ نواز رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کے حق میں تجلّی روحی ہونے کی بشارت دی ہے اور نیز حضرت بندہ نوازؒ میں روح رسول اللہ ﷺ ہونے کی اور مرشدِ زمان ہونے کی بھی۔

روضہ شاہ سراج الدینؒ میں قیام:

جب آپؒ کے خادموں اور فرزندوں نے دعوت کے درخواست کی، فرمایا، بندۂ حضرتؒ کی روح سے رخصت ہو چکا ہے، دعوت کی کچھ ضرورت نہیں۔ یہ فرما کر روضہء شاہ سراج الدینؒ میں چلے گئے اور وہاں ایک ہفتہ قیام فرمایا۔ پھر یہاں سے روانہ ہو کر بیجاپور پہنچے۔ اور ایک کنگرہ کی مسجد میں اُترے۔ اور ایک رات رہ کر روانہ ہو گئے۔ بیجاپور گلبرگہ سے گوشۂ مغرب وجنوب میں قریب پچاس (50) کوس ہے۔ شاید یہاں اُس وقت یوسف عادل شاہ بادشاہ تھا۔

اس ملک کے حق میں فرمایا کہ ملک سخت اور آدمی بد بخت ہے۔ اور دکن کی زمین کے بارے میں ارشاد ہوا کہ ملک دکن شوم (۲) ہے۔

یہاں سے روانہ ہو کر قصبہ رائے باغ کو پہنچے اور جامع مسجد میں فروکش ہوئے۔ کہتے ہیں کہ یہاں اعتکاف فرمایا ہے۔ غرض چند روز یہاں رونق بخش رہ کر روانہ ہوئے اور کوچ بہ کوچ بندر ڈابھول پہنچے۔

---

(۱) بار بار گناہِ کبیرہ کرنے والا؛ کبیرہ گناہ پہ اڑ جانے والا (۲) منحوس

مقام دہم ۔ ڈابھول

یہ بندر کوکن میں قریب سو(100) کوس گوشہ مغرب وشمال میں بیجا پور دکن سے ہے شاید یہ بندر اس وقت محمود شاہ بہمنی بادشاہِ بِدَر کے تحتِ حکومت ہوگا اور قیاساً یہ نو سو ہجری(900) کے اواخر یا نوسوایک ہجری(901) کے اوائل کے مہینے ہیں۔

حج کے لئے کشتی پر سوار ہونا:

آپؑ نے دیکھا کہ لوگ حج کو جانے کے لئے بڑی کشمکش کر رہے ہیں تو فرمایا:

حج کو جاتے ہو کہاں، یار نہیں ہے، لوگو، — آیئے آیئے! معشوق یہیں ہے، لوگو،
جستجو اس کی ہے کیوں اتنی ہر ایک جا میں بھلا؟ — وہ تو تم ہی میں ہے، کیا اور کہیں ہے، لوگو؟

پھر جہاز پر سوار ہوئے۔

معجزہ:

موالید سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت آپؑ کے ہمراہ تین سو ساٹھ(360) لوگ تھے۔ان سب کو حکم ہوا کہ زادراہ کچھ مت رکھو یہاں تک کہ پانی کے کوزے بھی خالی کر ڈالو۔سب نے بڑی خوشی سے تعمیل حکم کی۔تین روز تک اہل کشتی کی فتوح قبول فرمائی پھر نہ فرمائی۔جب چندروز فاقہ ہوا ایک کشتی دور سے دکھلائی دی اور تھوڑی دیر میں اسی جہاز کے متصل آ پہنچی اور چند لوگ اس سے جہاز کے اندر آئے اور اہل جہاز سے پوچھنے لگے کہ اس جہاز میں کوئی متوکل لوگ بھی ہیں؟ سب نے حضور موعودؑ اور آپؑ کے مہاجروں کو بتلایا۔تب وہ لوگ آپؑ کے پاس آئے اور گذارش کی کہ جو کچھ کشتی میں ہے وہ آپؑ کو خدا پہنچاتا ہے۔آپؑ نے قبول فرمایا کہ

لے لو یہ حلال طیب ہے۔ کشتی والے سارا اسباب خور و نوش آپؑ کے مہاجرین کے حوالہ کر کے چلے گئے۔ معلوم نہ ہوا کہ وہ کون تھے۔

دوسرا معجزہ:

چند روز تک بسر ہوتا رہا۔ جب جہاز گہرے دریا میں پہنچا صبح سے شام تک اس زور سے طوفان ہوا کہ سارے اہل جہاز گھبرا گئے اور مارے دہشت کے سب کے رنگ فق ہو گئے۔ سیّد سلام اللہؓ حضور اقدسؑ میں پہنچے آپؑ بقولے مراقبہ میں اور بقولے قیلولہ میں تھے غرض سیّد صاحب نے حال بیان کیا آپؑ نے کنارۂ جہاز پر قدم رنجہ فرما کر عکسِ انور دریا میں ڈالا۔ لوگوں نے دیکھا تو مچھلیوں کا مجمع کثیر اور جم غفیر تھا۔ ان میں کی ادنی مچھلی اس قدر بڑی تھی کہ اس کو اس جہاز کا نگل جانا ایک لقمہ کے اتار جانے سے سہل تر تھا۔ جس وقت ان جانوروں نے روئے مبارک دیکھا سب چلی گئیں مگر ایک عظیم الجثہ مچھلی نے وہ پٹخیاں کھائیں کہ قریب پاؤ جسم کے دریا سے ابھر آتا تھا جب حضور موعودؑ نے اس کو پسخوردہ لعاب عنایت کیا وہ بھی چلی گئی اور طوفان برطرف ہو گیا۔ سیّد سلام اللہ صاحبؓ نے دریافت کیا کہ حضور، یہ کیا معاملہ تھا؟ فرمایا ساری مچھلیاں دیدار کی آرزو میں حاضر ہوئی تھیں جب وہ میسر نہ ہوا یہ طوفان مچایا، جب دیکھ لیا چلی گئیں۔ اور وہ جو تین بار پانی سے ابھری وہ ساتویں دریا میں پیدا ہوئی ہے۔ اور یوں بھی مروی ہے کہ یہ وہی ماہی تھی جس نے یونس علیہ السلام کو پیٹ میں رکھا تھا۔ غرض اس کو وعدۂ خدا تھا کہ تجھے خاتمِ ولایتِ محمدی، مہدی آخر الزماں کا دیدار دکھلاؤنگا۔

احرام باندھنا:

پھر بندر عدن میں تین روز جہاز ٹھہرا اور وہاں سے بھی روانہ ہو کر جب میقات پر

پہنچا، یعنی اس جاے پر جہاں سے حج کیلئے احرام باندھتے ہیں، جو ہند کے باشندوں کے لئے یَلَمْلَمْ ہے، آپؑ نے اور سارے لوگوں نے احرام باندھا اور فرمایا، اب کوئی ہمیں حاجی کہو یا غازی۔

جدّہ میں نزول:

یہاں سے روانہ ہو کر جدّہ میں نزول فرمایا۔ لکھا ہے کہ جدہ میں بھی فاقے گزرے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جون پور کا قاضی وہاں تھا۔ اس نے صلاح دی کہ شریف کے پاس جاؤ کچھ دے گا۔ آپؑ نے فرمایا کچھ ضرور نہیں۔ قاضی نے کہا، لا ابدی چیز ہے۔ آپؑ نے فرمایا، ہم کو طلبِ خدا لا ابدی چیز ہے۔ قاضی صاحب کچھ معلوم بھی ہے کہ کیا چیز لابدی (۱) ہے؟ فانی چیز لابدی نہیں، باقی چیز لابدی ہے۔ اور خدا کے سوا کوئی باقی نہیں۔ پس خدا لابدی ہے۔

مکہ معظّمہ میں آپؑ کے گرد کعبہ کا طواف کرنا:

بعد چند روز کے مکہ معظّمہ میں رونق بخش ہوئے جب کعبۃ اللہ پر نظر پڑی شاہ نظامؒ سے پوچھا تم پہلے بھی یہاں آئے ہو کیا دیکھا تھا اور اب کیا دیکھتے ہو؟ عرض کیا پہلے تو خالی گھر کی زیارت کر کے واپس گیا تھا اور اب تو صاحب خانہ کو بھی موجود پاتا ہوں۔ جب حرم محترم میں پہنچے بیٹھ گئے ہمراہیوں نے باہم کہا کہ حضور طواف کیوں نہیں کرتے؟ آپؑ نے شاہ نظامؒ کی طرف دیکھ کر کہا کیا دیکھتے ہو عرض کیا کہ حضور عالی دیکھتا ہوں کہ کعبہ

فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ○

پس بندگی کرو اس گھر کے رب کی۔

---

(۱) ضروری، لازمی

کہتا ہوا آپؑ کے گرد طواف کر رہا ہے تب حضور موعودؑ نے ارشاد کیا کہ خدا تعالی نے تمہیں ایسی آنکھیں اور کان عنایت کئے ہیں کہ جو کچھ دوسرے دیکھتے سنتے نہیں وہ تم دیکھتے سنتے ہو۔ پھر اٹھ کر طواف کعبہ معظّمہ کیا۔

منزل دوم

مکہ معظّمہ سے فرہ مبارک تک کے حالات میں

مقام اوّل ۔مکّہ معظّمہ

دعوۃ مہدیت:

ایک روز رکن اور مقام کے درمیان بلند آواز سے دعوی کیا کہ ''میں مہدی موعودؑ ہوں جس نے میری اتباع کی وہ ہی مومن ہے۔''

بندگی شاہ نظامؓ اور قاضی علاء الدین بِدَریؓ اور کسی اعرابی نے آمَنّا وَ صَدَّقنَا (ا) کہا اور بیعت کی۔ مروی ہے کہ وہ اعرابی حضرت خواجہ خضر علیہ السلام تھے۔ پھر آپؑ نے کہا قاضی کتنے گواہ سے راضی؟ قاضی علاء الدینؓ نے کہا، دو گواہ سے۔ دوسرے اصحاب بیعت کے لئے کھڑے ہو گئے تھے، سب کو منع کر دیا اور فرما دیا کہ ''دو گواہ بس ہیں''۔ پھر فرودگاہ پہ تشریف لائے۔

اہل عرب جو اس وقت وہاں موجود تھے، ان کو اس موقعہ پہ تو کچھ سوال نہ سوجھا۔ پر

(ا) ہم ایمان لائے اور تصدیق کی

پھر باہم لڑنے لگے کہ اس ہندی سیّد نے بہت بڑی بات منہ سے نکالی ہے اب اس سے بحث کرنا لازم ہے۔ بعض نے جواب دیا جب موقع تھا اس وقت تو کسی کو زبان ہلانے کی جرأت نہ ہوئی اب اس سے کیا دلیل کرسکو گے، بس اب موقع گیا۔

تسمیہ اور تامین کا جہر:

شواہد میں ہے کہ ایک روز حنفیوں (امام ابوحنیفہؒ کی پیروی کرنے والے) نے اپنے مصلّے پہ نماز شروع کی اور تسمیہ اور تامین(۱) کا جہر(۲) نہ کیا اور پھر شافعیوں (۳) نے جب اپنے مصلّے پر نماز شروع کی تو ان دونوں کا جہر(۴) کیا تب آپؑ کے جی میں آیا کہ اگر ان کا اِخفا(۵) صحیح ہے تو شافعین کیوں جہر کرتے ہیں؟ اور اگر جہر درست ہے تو حنفیین کیوں اِخفا کرتے ہیں؟ حق تعالیٰ نے روح ابو حنیفہ صاحبؒ اور شافعیؒ صاحب کو حاضر کیا۔ دونوں نے اپنی اپنی سندیں پیش کیں اور عرض کیا اگر کچھ فرق ہے تو روح رسول اللہ ﷺ سے دریافت فرما لیجئے حضور موعودؑ نے دونوں اماموں کے فعل کو درست رکھا۔

انبیاءؑ کی زیارت:

پھر قرب و جوار کے انبیاءؑ کی زیارت کی جب آدم علیٰ نبینا وعلیہ السلام اور بی بی حوّا کی زیارت کو قدم رنجہ فرمایا روح مبارک آدم علیہ السلام نہایت خوش ہوئی اور بی بی حوّا تو مارے خوشی کے مل کر اس قدر روئیں کہ آپ کی کتف مبارک پہ انگرکھا تر ہوگیا تھا۔

---

(۱) نماز میں سورہ فاتحہ سے پہلے جو پڑھتے ہیں (۲) اونچی آواز سے پڑھنا (۳) امام شافعی کی پیروی کرنے والے (۴) اونچی آواز سے پڑھنا (۵) خُفیہ؛ پوشیدہ

فقیروں کو اضطرار:

یہاں بھی حضور موعودؑ کو مع ہمراہیوں کے بہت سے فاقے گذرے ہیں۔ جب بعض لوگ مضطر ہوگئے سیّد سلام اللہ صاحبؒ نے حضور انور میں گذارش کی کہ ایسا اضطرار ہے اگر حکم ہو تو کہیں تلاش کیا جاوے۔ فرمایا، اگر تحمل نہیں ہو سکتا تو جاؤ مگر خبردار الحاف (۱) نہ کرنا۔ وہ بازار میں گئے تو دیکھا کہ شریفِ مکہ کہیں سوار جا رہا ہے۔ سیّد سلام اللہ صاحبؒ نے نزدیک جا کر کہا کہ اتنے لوگ اس عرصہ سے فاقہ میں ہے کچھ حق اللہ تمہارے پاس ہے؟ کہا، ہاں ہے۔ اور ایک سو پچیس اور ایک روایت سے پانچ سو ابراہیمی جو اس زمانہ کا سکہ تھا دیں۔ وہ صاحب لے کر حضور میں آئے اور عرض کیا کہ لیجئے خدا نے دیا ہے آپؑ نے فرمایا، ''خدا نے دیا ہے، مت کہو، خدا سے مانگ لایا ہوں'' کہو۔ بعدہ اناج لا کر آش (۲) تیار کی کیونکہ متواتر زیادہ فاقے گذرنے کے باعث لوگوں کے حلق خشک ہوگئے تھے سیّد سلام اللہ صاحبؒ نے حضور موعودؑ سے عرض کیا کہ حضور کو بہت روز سے غذا نہیں پہنچی اگر ارشاد ہو کچھ لاؤں۔ فرمایا، تمہیں اضطرار ہے، بندہ کو نہیں۔ جب زیادہ کد کی، ارشاد ہوا کہ بندہ کو دعویٰ توکّل ہے، لہٰذا ایسی چیزیں بندہ کے لئے مباح (۳) نہیں۔ یہ تو تم کو مباح ہے۔ دیکھو مایحتاج (۴) انسانی کی بندہ کو کچھ بھی حاجت نظر آتی ہے؟ خوراک نہ پہنچنے سے بندہ کے اندر ذرہ بھی تغیر یا عجز یا نیازمندی پائی جاتی ہے؟ بندہ جو مایحتاج بشری کو صرف میں لاتا ہے، وہ محض پاس شریعت کی وجہ سے لاتا ہے۔ ورنہ بندہ ان کا نیازمند نہیں۔

---

(۱) گڑگڑا کر یا منّت کر کے مانگنا (۲) شوربا؛ پتلی غذا (۳) وہ جائز و حلال چیزیں جن میں نہ ثواب ہے نہ گناہ (۴) زندگی کی حفاظت کی چیزیں۔

اماناؑ کی بے نیازی:

لکھا ہے کہ سارے مہارجرین کو سات آٹھ فاقے گذر چکے تھے اور آپؑ کی قوت اورافعال ورنگ وجسامت میں کچھ بھی فرق نہ پڑا تھا گویا آپؑ کو کچھ فاقہ ہی نہیں گذرا۔

مدینہ منورہ کا ارادہ:

بعداس کے آپؑ نے مدینہ منورہ جانے کا ارادہ مصمم کرلیا اور کرایہ ٹھرا کے بیعانہ بھی دے دیا۔ آپؑ تیاری کر رہے تھے اس اثناء میں روح مبارک رسالت پناہ ﷺ سے ملاقات ہوئی ارشاد کیا کہ ہم تمہارے پاس ہر وقت موجود ہیں پس مدینہ جانے کی کچھ ضرورت نہیں، اب تمہارے مؤکد دعویٰ کا وقت قریب آ گیا ہے جلد گجرات جاؤ۔ وہی تمہارے دعویٰ کی جگہ ہے۔ <u>بنا براں</u> (۱) شتر بانوں (۲) کو جو بیعانہ دیا تھا وہ واپس لے کر جہاز کے کرایہ میں دے دیا۔

مکّہ مکرمہ کا قیام:

تواریخ میں مکّہ کے قیام کی مدت میں اختلاف ہے بعض میں تین مہینے بعض میں سات اور بعض میں نو مہینے تک قیام فرما ہونے کا لکھا ہے۔

سمندر میں شیریں پانی:

دریا کے سفر میں دوبار شیریں پانی آنے کی خبر دے کر ارشاد کیا کہ جس کی خواہش ہو بھر لے۔

....

(۱) اُس وجہ سے، اِس لئے (۲) اونٹ والوں

فقیروں کو پھر اضطرار:

اس سفر میں بھی آپ کے مہاجرین پہ مارے فاقہ کے اضطرار ہجوم آور (۱) ہو گیا تھا۔اور سیّد سلام اللہ صاحبؓ نے بہ اجازت حضور موعودؑ لنگر شاہی سے کچھ آش لے کر فاقہ شکنی کی تھی۔اور یہاں بھی سیّد صاحبؓ موصوف نے حضور موعودؑ سے کد کی ہے۔یہاں یوں جواب ملا ہے کہ جو بندہ کی خوراک ہے وہ پہنچ رہی ہے۔بندہ کو ایسی چیزیں نہ کھانا چاہیئے۔

اولیاء کی ہمراہی:

نقل ہے کہ کسی صحابی کے جی میں آیا کہ فلاں ولی کی زیارت پیچھے رہ گئی اب کہاں میسر ہوگی؟ حضور موعودؑ کو فوراً اُس خطرہ پر اطلاع ہوگئی۔لہٰذا اس کی جانب نگاہ رحمت سے دیکھا۔اسی وقت اس کو کشف ہو گیا۔پس کیا دیکھتا ہے کہ کُل اولیاء اللہ ہندوغیرہ حاضر ہیں اور آپؑ کے جہاز کی رسیاں پکڑے ہوئے ہیں (۲)

سمندر میں طوفان:

غرض جب بندر چند روز کے فاصلہ پر رہا، یکا یک اس قدر باد تند چلی کہ جہاز ڈانوا ڈول ہو گیا اور اہل جہاز ہراسان ہو گئے اور غرق ہو جانے کا خوف مُستَوْلی (۳) ہو گیا۔ اس وقت بھی حضور موعودؑ سوئے تھے یا مراقبہ میں تھے سیّد سلام اللہؓ صاحب سرسیمہ دوڑے اور آپؑ کو اس حالت میں دیکھا، پھر بھی رہا نہ گیا۔ بازو ہلا کر ہشیار کیا اور صورت حال بیان کی آپؑ نے فرمایا، میں کیا کرسکتا ہوں، جو مجھ سے کہتے ہو؟ کیا میں نے کسی وقت بھی کسی سے کہا ہے کہ مجھے ارادہ ایزدی میں کچھ داخل ہے؟ عرض کیا،

---

(۱) بے چینی بڑھنا (۲) یہ نقل بعض کتب موالید میں ڈابھول اور مکہ معظّمہ کے درمیان سفرِ دریا میں مرقوم ہے (۳) بڑھ گیا

حضور، یہ تو درست ہے مگر آپؑ حلفاً کہہ سکتے ہیں کہ آپؑ کے ہاتھ میں خزانۂ غیب کی کنجیاں ہیں؟ آپؑ نے فرمایا کہ گو ہوں، مگر یہ تو خیال کرو کہ کنجی دار مالک کی مرضی کے خلاف خزانہ کھول کر تصرف کر سکتا ہے؟ پھر اٹھ کر جہاز کے کنارہ پہ رونق افرز ہوئے اور ہر شش جہت کی طرف نگاہ ڈال کر اپنے بستر پر آ بیٹھے۔ ہوا سُست اور طوفان برطرف ہو گیا پھر حضور موعودؑ نے فرمایا کہ اگر تم کو میرے بارہ میں اس قدر اعتقاد تھا تو یہ کیوں نہ سوجھی کہ ایسے ذی قدرت کے جہاز میں موجود رہتے ڈوب کیوں کر جائے گا؟ ہوا کو حکم الٰہی تھا کہ میرے بندے نے چند روز سے بجز دو بار آب شیریں نوش کر لینے کے کچھ آب و غذا کھایا پیا نہیں۔ اور اس چال سے تو جہاز بندر پہ چند روز میں پہنچ سکے گا، پس چند گھنٹے میں پہنچا دے۔ اس لئے تیز ہوا چلی تھی اگر صبر کیا ہوتا تو دیکھ لیتے۔ پھر بھی بندر تو قریب آ گیا اہل کشتی پریشان تھے کیونکہ انکے پاس کا زاد بسر ہو گیا تھا۔ لیکن فضل الٰہی سے حسب الارشاد اسی روز جہاز بندر کے کنارے جا لگا سب اہل جہاز اور ہمراہیاں حضورؑ خیر و خوبی بندر دیو میں اتر آئے۔

مقام دوم۔ دِیُو

یہاں کئی روز قیام کا اتفاق ہوا اور کئی لوگ مرید بھی ہوئے۔

شرابی سردار:

حجت المنصفی میں میاں ولی یوسف لکھتے ہیں کہ دیو کے اندر ایک سردار

شراب خور تھا اور اس سے وہ اس قدر مانوس تھا کہ خواہ کسی بزرگ کی خدمت میں کیوں نہ جاتا ہو شراب کی سراحی اس کے ساتھ ضرور رہتی۔ حسب عادت حضور معلّٰی میں اسی طرح آیا، گرچہ اس کے بعض مصاحبوں نے اس کو اس بات سے منع بھی کیا کہ ایسے بزرگوں کی خدمت میں اس گستاخی اور بے شرمی سے جانا مناسب نہیں، مگر ایک کی نہ سنی۔ اور جواب دیا کہ اگر حضورؑ مجھے منع کریں گے، میں شراب نوشی ہی چھوڑ دوں گا۔

غرض جب وہ خدمت مبارک میں آیا اس وقت آپؑ اس آیت

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○

اے مومنو! بے شک شراب اور جوا اور بت اور تیروں سے غیب جاننا یہ سب ناپاک اور شیطانی عملوں میں سے ہیں پس انہیں چھوڑ دو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

﴿ پَارَہ وَاِذَاسَمِعُوْا 7 / سُوْرَةُ الْمَآئِدَةِ 5 / آیہ 90 ﴾

کا بیان فرما رہے تھے۔ اس نے وہ بیان بڑے غور اور نہایت توجہ سے سنا اور فرط لذت سے زار زار روتا رہا۔ جب بیان تمام ہوا اس کے خادموں میں سے کسی نے حضور موعودؑ کے گوش مبارک میں کہا کہ یہ شخص گھر سے کہہ کر نکلا ہے کہ اگر حضورؑ اپنی زبان مبارک سے مجھے منع فرماوینگے تو باز آجاؤنگا، ورنہ نہ چھوڑوں گا۔ حضور موعودؑ نے فرمایا کہ خدا تعالی نے مجھے منع کرنے کو نہیں بھیجا، پہنچا دینے کو بھیجا ہے۔ سو بندہ نے اپنا کام کرلیا۔ جو کوئی کلام اللہ کے منع کو نہیں مانتا وہ میری کب سنے گا؟

وہ تو گھر گیا اور خادم نے جو ماجرہ گذرا تھا کہہ سنایا تب بھی وہ ہی جواب دیا۔
لیکن حضورؑ کا بیان سننے ہر روز جایا کرتا۔ ایک روز گھر میں جو بطہ سر بہ مُہر رکھی تھی اس کو کھولا تو اندر سے سڑا ہوا چوہا نکل۔ اس کو معہ شراب پھکوادیا اور کہا ایسے معجزوں سے کیا ہوتا ہے؟ جب تک زبان سے منع نہ فرماویں گے، بندہ نہ چھوڑے گا۔ پھر اس بط کو صاف کروا کے نئی شراب بھروا کر اسی طرح سر بہ مہر رکھوادیا۔ وہ شراب پھٹ کر خراب ہوگئی۔ سوم بار بھی اسی طرح صاف کر کے اور شراب بھروا کر اسی طرح سر بہ مہر رکھا۔ جب کھولا شراب اچھی نکلی۔ نہایت خوش ہو کر پینے لگا۔ ایک ہی جام میں اس زور سے شکم میں درد اٹھا کہ لوٹنے لگا۔ جوں جوں معالجہ ہوتا تھا درد شدت پکڑتا جاتا تھا۔ آخر اس قدر دست ہوئے کہ قریب المرگ ہوگیا۔ ناچار کہا کہ مجھے حضور اقدسؑ میں لے چلو۔ وہاں گیا تو نہایت عجز سے پسخوردہ لیا جس سے فوراً شفا ہوگئی اور سب معاصی (۱) سے تائب (۲) اور نادم ہوگیا۔

دیوہی میں کسی سوداگر کے مکان کے سامنے سے میاں سیّد سلام اللہ صاحبؒ کا گذر ہوا اور اس نے حضور موعودؑ کو اسی ہزار تنکے (۱) براہ خدا بھیجے آپؑ نے قبول نہ فرمایا اور واپس بھیج دئے۔ سیّد سلام اللہ صاحبؒ نے دریافت کیا۔ کہ خداوند! خدا نے بھیجا تھا وہ قبول کیوں نہ ہوا؟ فرمایا اگر خدا نے دیا تھا تو تم ساتھ کیوں لائے؟ اس نے اپنے آدمیوں کے ساتھ کیوں نہ بھیجا؟ یہ حلال تھا مگر حلال طیب نہ تھا۔

یہاں سے بقولے کھنبات ہو کر اور بقولے سیدھے احمد آباد زیب افزا ہوئے۔

---

(۱) گناہ (۲) توبہ کرنے والا)

مقام سوم۔ احمدآباد

یہ شہر گجرات کا پایۂ تخت ہے اور بندر دیو سے تخمیناً ایک سو پانچ کوس ہے۔ یہاں آکر آپؒ تاج خان سالار کی مسجد میں جو قریب دروازۂ جمال پور کے ہے فروکش (۱) ہوے۔

بشارات:

ملک گجرات کو معدنِ عشق (۲) اور مُہرِ انگشتری (انگوٹھی کا نگینہ) فرمایا اور احمدآباد کی رونق اور آبادی ملاحظہ فرما کر کہا یہ شہر ''جَنَّتُ الْحِمَار''، یعنی طالبان دنیا کی جنت ہے، جو گدھے ہیں۔

بیان کا اعجاز اور تاثیر:

یہاں آپؒ کا اس قدر شہرہ ہوا کہ بیان کے وقت ہزار ہا لوگوں کا مجمع ہو جایا کرتا تھا۔ حتیٰ کہ جب مسجد میں گنجایش نہ ہوتی تو دیواروں اور درختوں پر چڑھ کر سنا کرتے۔ آپؒ کے بیان میں یہ اعجاز ظاہر تھا۔ کہ ہر قریب و دور کے کان میں آپؒ کی آواز یکساں سنائی دیتی تھی۔ آپؒ کے بیان میں اللہ تعالیٰ نے وہ تاثیر بخشی تھی کہ معاصی اور گنہ سے دل متنفر (۳) اور اخلاق جمیلہ (۴) کے اکتساب (۵) کا شوق دل میں جاگزین (۶) ہو جاتا تھا۔

چنانچہ ایک روز آپؒ

---

(۱) قیام کیا (۲) عشق کی کان (۳) نفرت کرنے والا؛ بیزار (۴) بہترین اخلاق (۵) اپنانا؛ حاصلکرنا (۶) پیدا؛ قائم

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۵ط .....
جہاں تک تم اپنی محبت کی چیزوں کو خرچ نہ کروگے وہاں تک نیکی کو نہ پہنچو گے..
﴿پارہ لَنْ تَنَالُوا 4 / سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرٰن 3 / آیہ 92﴾
کا بیان فرمارہے تھے اور یہاں آپؑ نے بِرَّ سے اشارہ ذات خدا کی طرف رکھا اور کہا کہ تب تک خدا کی ذات کو نہ پہنچو گے۔

بندگی ملک برہان الدینؒ:

بندگی ملک برہان الدینؒ جو عالم فاضل اور بیانوی سیّد تھے، یہ سن کر گھوڑا اور تلوار جو لاثانی اور نہایت خوب اور آپؑ کو بھی دل پسند اور بہت محبوب تھے، حضور موعودؑ میں پیش کر کے عرض کیا خداوندان چیزوں کو فدوی برائے خدا دیتا ہے کہ یہ ہی مطلوب خاطر اور مرغوب دل ہیں آپؑ نے قبول نہ فرمایا۔ اور دریافت کیا کہ ان سے تم کو کس لئے محبت ہے؟ عرض کیا، کہ جان کے بچاؤ کے واسطے۔ آپؑ نے فرمایا بندہ کچھ تلواریں اور گھوڑے جمع کرنے کو نہیں آیا۔ بندہ تو اللہ کے دیدار کی دعوت اور اس کے حکم پہنچانے کو آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری جان مانگتا ہے، جو دنیا اور مافیہا سے تم کو پیاری ہے۔ اس کلام کے سنتے ہی جذبہ حق میں مستغرق ہو گئے اور اسی وقت ترک دنیا کر کے آپؑ کی صحبت اختیار کر لی۔

ان کے حق میں حضور موعودؑ نے بہت سی بشارتیں فرمائی ہیں۔ اس مختصر میں ان کا استیفا(۱) مناسب نہیں یہ حضرت اثناء عشر مبشرہ میں تیسرے یا چھٹے ہیں آپؓ کا مدفن موضع اچیر موٹیرہ میں ہے جو احمد آباد گجرات سے دو تین کوس گوشۂ مشرق وشمال میں ہے۔

(۱) پورا کرنا، ختم کر لینا

بندگی ملک گوہرؓ:

اسی طرح بندگی ملک گوہرؓ بھی متاثر ہوکر مہاجرین میں داخل ہوئے۔ان کے حق میں بھی بشارتیں ملی ہیں۔ان صاحب کے پاس اکسیر (۱) کا حقہ تھا۔چنانچہ مقام ٹھٹھہ میں وہ ظاہر ہوا اور دائرہ سے نکال دئے گئے۔اور حسب الارشاد اس کو کنوے میں ڈال دینے سے توبہ قبول ہوئی اور قصور معاف ہوا۔

مہدیؑ روے زمین کا بادشاہ:

آپؓ نے حضور موعودؑ سے سوال کیا تھا کہ علماء کہتے ہیں کہ مہدی بادشاہ روے زمین ہوگا کیا یہ بات درست ہے؟ یوں ہی ہوگا؟ آپؑ نے فرمایا مہدی کے بادشاہِ روے زمین ہونے میں تو کچھ تردد نہیں، مگر گھوڑوں کی لید کشی نہ کرے گا (۲) اس کی بادشاہی تو خاتم الرسل محمد مصطفیٰ ﷺ اور دوسرے انبیاء اور اولوالعزم (علیہم السلام) کی سی ہوگی۔یعنی اس کے عدل اور حسنِ اخلاق سے اہل آسمان و زمین راضی ہونگے۔جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔

الحدیث: وَيَرْضٰى عَنْهُ سَاكِنِ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ.

یعنی آسمان اور زمین کے رہنے والے اس سے راضی ہوں گے۔

تمام اہلیانِ زمین پر اس کی تصدیق فرض اور اطاعت واجب ہے۔اور اس کی کُل عالم پہ دعوت فرض ہے۔اس کی تصدیق کرنے والے رستگار اور اس کا انکار کرنے والے عذاب الٰہی میں گرفتار ہوجائیں گے۔مہدی کے تمام عالم کے بادشاہ ہونے کے یہ ہی معنی ہیں۔

---

(۱) نہایت اثر کرنے والی دوا؛ ایسا کیمیا جس سے کسی بھی چیز کو سونا بنا سکتے ہیں (۲) یعنی اُن کے پاس گھوڑوں کے لشکر نہ ہونگے بلکہ وہ روحانی بادشاہ ہونگے۔

یہ صاحب کس کی اولاد میں اور کس قوم سے ہیں یہ دریافت نہیں ہوتا۔ البتہ بادشاہ بنگالہ کے جامہ دار یا داروغۂ خدمتگاران تھے، یہ ثابت ہے۔ بارہ مبشر میں آپؑ کو چوتھے یا ساتویں گنتے ہیں آپؑ کی قبر مبارک بھی بندگی ملک برہان الدینؒ کے پاس اچیئر موٹیڑہ میں ہے۔

بیگڑہ کا بھانجا:

اسی طرح ایک روز علی الصباح حضور موعودؑ کسی باعث سانبھرمتی ندی کے کنارے پر تشریف لے گئے تھے کہ سلطان محمود بیگڑہ کا بھانجا بھی آ گیا، جو بڑا اوباش تھا۔ وہ اس شب کو اپنی داشتہ کسبی کے یہاں شب باش تھا۔ مگر اتفاقاً ان کے مابین ناسازی ہوگئی اور تڑکے ہی وہ اپنی تلوار لے کر غضبناک چل نکلا۔ کنارہ سانبھرمتی پر پہنچا تو حضور موعودؑ سے دوچار ہوا اس نے پوچھا تم کون ہو اور یہاں کیوں کھڑے ہو؟ حضور موعودؑ نے فرمایا جو کوئی اپنے محبوب سے رنجیدہ ہوگیا ہو وہ ہماری ہدایت سے راہ پر آجاتا ہے اور درست بن جاتا ہے۔

اس سخن نے اس کے اندر اس قدر تاثیر کی کہ ایک نعرہ مار کر بے ہوش ہوگیا۔ جب ہوش آیا فوراً توبہ نصوح کر کے ترک و تجرد اختیار کرلیا (☆)۔

آپؑ کے بیان کی تاثیر پر اہل تواریخ کی گواہی:

حضور موعودؑ کے، بلکہ اس گروہ کے بزرگوں کے، بیان کی تاثیر کے اکثر مخالفین اہل تواریخ بھی قائل ہیں۔ مثلاً صاحب طبقات اکبری اور فرشتہ اور عالمگیری اور منتخب التواریخ بداؤنی اور مرأت سکندری اور مرأت احمدی وغیرہ۔ ایمان دادِ خدا ہے۔ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے۔

(☆) صاحب مرأتِ سکندری نے محمود بیگڑہ کے آخر حال میں یہ نقل بیانی کی ہے۔

اَمْ لَمْ یَعْرِفُوْا رَسُوْلَھُمْ فَھُمْ لَهٗ مُنْکِرُوْنَ ○

کیا وہ اپنے رسول کو نہیں پہچانتے ہیں جو وہ اس کا انکار کرتے ہیں۔

﴿پَارَہ قَدْ اَفْلَحَ 18 / سُوْرَۃُ اَلْمُؤْمِنُوْن 23 / آیہ 69﴾

یہ استفہام (ا) انکاری ہے، یعنی وہ جان بوجھ کر رسول کا انکار کرتے ہیں۔ ویسے ہی اکثر لوگ مہدیؑ کو صاحب تاثیر سمجھتے ہیں مگر ایمان نہیں لاتے۔

میاں حاجی مالیؓ:

حضرت مہدی موعودؑ کے بیان اور تعلیم کی تاثیر کی ایک اچھی مثال میاں حاجی مالیؓ ہیں جو مرید ہوتے ہی جاذب ہوگئے تھے۔ وہ ساکنین احمد اباد سے کسی ہندو مالی کے لڑکے تھے۔ ان کی خوردسالی میں ان کے والدین انتقال کر گئے تھے ان کا چچا ان کی پرورش کا متکفل تھا۔ ایک روز کسی برہمن کا انتقال ہوا تھا اور اس کی عورت ستی ہونے کو ہمراہ تھی اس کی تماش بینی کے شوق میں آپ بھی اس کے ساتھ ہوگئے۔ جب لاش کو گود میں لے کر اُس کی زندہ بیوی مرگھٹ میں بیٹھ گئی۔ لوگوں نے چتا چُن کر آگ لگادی۔ زور سے باجے بجنے لگے۔ اس عرصہ میں ایک شخص بہ صورت برہمن ان کو نظر پڑا۔ کہتے ہیں کہ وہ خواجہ خضرؑ تھے۔ اس نے ان کے قریب آکر کہا ''الٰہی! مجھے توفیق دے کہ میں تیری محبت میں اپنے جان وتن پہ کھیل جاؤں اور تیرے عشق کی آگ میں جل کر فنا ہو جاؤں۔ الٰہی اس بندہ کو اس عورت سے کم ہمت نہ کرنا، جس نے اپنی پیاری جان عشق مجازی میں کھپا دی اور خود کو مجازی خاوند پہ فدا کر دیا۔ بلکہ مجھ کو ایسی ہمت بخش دے کہ تیری طلب میں جان وتن کو فنا کردوں کہ کُل چیز کا خالق اور مالک اور کُل زندوں کا رازق تو ہی ہے۔ افسوس ہم کیسے

(ا) پوچھنا

غفلت میں گرفتار ہو گئے ہیں کہ اس عورت سے بھی کم تر بن گئے ۔ ہائے افسوس!'' یہ کہہ کر وہ صاحب تو غائب ہو گئے مگر اس تقریر نے مالی بچہ کے دل میں خمِ شرابِ دوآتشہ (۱) کا اثر کر دیا۔اسی وقت سے وہ ایسے مست اور مجذوب ہو گئے کہ ان کو اپنے تن وجان کا اور اس عالم کا ہوش نہ رہا۔ازل ہی سے ان کی سرنوشت یہ ہی تھی۔

غرض ان کو اس قدر مستی لاحق ہوگئی تھی کہ وہ کسی مصرف کے نہ رہے تھے۔اس وجہ سے ان کے چچا کے دنیوی امورات میں جوان کے متعلق ہوتے بالکل خلل رہتا، بلکہ کچھ بھی نہ بنتی۔لہٰذا انہوں نے بہیترا سمجھایا، دھمکایا، پر کچھ کام نہ آیا۔آخر عاجز ہوکر نکال دیا۔ان کی تو دلی خواہش یہ ہی تھی کہ کسی طرح اس بندے سے رہائی پاؤں۔ جب امید بر آئی طلب دیدار الٰہی میں مُتکَہّف (۲) اور پویاں (۳) ہوئے۔ ہر کس وناکس سے یہ ہی سوال تھا، کہ کوئی دیدار خدا دکھلاتا ہے؟اسی تگ ودو میں کہیں سے سن لیا کہ کعبۃ اللہ خانہ خدا ہے،جس کی زیارت کو ہر سال لکھوکھا مسلمان مکہ معظّمہ کو جایا کرتے ہیں ۔پس آپ کو خیال ہوا کہ وہاں خدا کا دیدار ہوگا۔، کیونکہ گھر کا مالک گھر میں ہونا چاہئے۔پس آپ نے حج بیت اللہ کا ارادہ مصمم کرلیا۔اسی کی تیاریوں میں تھے کہ پھر وہ ہی صاحب جن کے طفیل سے شوق اورولولہ دیدارخدا پیدا ہوا تھا اسی اگلی صورت سے ملے۔حسب دستوران سے بھی وہ ہی خدانمائی کر سکنے کا سوال کیا۔آپ نے فرمایا، آؤ دکھلاؤں۔وہ تو طالب صادق تھے نہایت خوشی سے ہمراہ ہوگئے ۔دریا کنارے لے جا کر غسل اور وضو وغیرہ طہارت کروا کے کلمہ پیش کیا۔انہوں نے جواب دیا یہ تو ہمارے آبا واجداد

(۱) اللہ کے دیدار کے نشہ کی طلب دوگنی (۲) غمگین (۳) تلاش میں گھومتے ہوئے

کا دستور نہیں۔ میں کیونکر کہوں، آپ نے کہا اگر دیدار خدا کی طلب ہے تو پڑھو۔ وہ تو طلب میں سچے تھے، فوراً پڑھ لیا۔ پھر ان کو اصول اسلام سے واقف کیا اور کہا ان پر عمل کیا کرو خدا مل جائے گا۔ انہوں نے آپ کا دامن پکڑ لیا، کہ اب جانے کب دیتا ہوں؟ پہلے تو کہا کہ آؤ دکھلاؤں اور اب فرماتے ہو کہ دیکھ لو گے! یہ کہہ کر آپ کو خوب تنگ کیا۔ تب عاجز ہو کر فرمایا سنو میرا تو مقدور نہیں کہ دیدار خدا دکھلاؤں۔ ہاں مگر اس شہر میں تاج خان سالار کی مسجد میں سیّد محمد خدا بخش فروکش ہیں ان کے پاس جاؤ وہ بے شک دکھلا دیں گے۔ یہ مژدہ سننے کے معاً ان کو تو چھوڑ دیا اور خوش خوش شہر میں آ کر پھول خرید کر کے دو ہار، دو حمائل (۱) اور دو سہرے تیار کر کے خدمت اقدس میں روانہ ہوئے۔ ادھر حضور موعودؑ کو حکمِ خدا پہنچا کہ ’’اے سیّد محمد! ہمارے دیدار کا طلب گار ایک ہمارا بندہ تیری خدمت میں بہ شوق تمام آ رہا ہے۔ تو اس کا استقبال کر کے لے آ اور ہمارے حضور میں پہنچا۔

آپؑ نے چند قدم استقبال کیا۔ جب حاجی مالی کی نظر حضور انورؑ پہ پڑی دوڑ کر قدموں پہ گر پڑے۔ آپؑ اٹھا کر مسجد میں لائے اور کشش دم سے واقف کر کے ذکر خفی بتلائی۔ جوں ہی لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہ کا دم اندر کھینچا بے پردہ دیدار پرورد گار سے بہرہ ور ہو گئے۔ اور ایسے مدہوش ہو گئے کہ تیسرے روز جان بحق تسلیم کر دی۔ وہ سہرے اور ہار اور حمائل سے ایک ایک تو آپؑ نے پہنا اور ایک ایک ان کو پہنایا۔ جو پھول فاتحہ کے وقت ان کی قبر پہ رکھے گئے تھے وہ چالیسویں تک ویسے ہی سرسبز تھے۔ ان کے حق میں فرمان ہوا کہ ان کو میاں حاجیؒ کہو کہ ان کی حج یہیں قبول ہو گئی۔ یہ بھی فرمایا ہے کہ برتن چھوٹا تھا، گنجائش نہ کر سکا۔ اور یوں بھی ارشاد ہوا کہ یہ مرد طالبِ صادق تھا جلد مقصد پہ پہنچ گیا۔ جب پھولوں کے تر و تازہ رہنے کی

---

(۱) ہار

خبر حضور موعودؑ کے گوش زد ہوئی۔ فرمایا، جاؤ میاں حاجیؒ کی قبر ہموار کر دو ایسا نہ ہو کہ کہیں لوگ پرستش کرنے لگیں۔ میاں حاجیؒ کی پیٹھ قبر سے لگی بھی نہیں اور فرشتوں نے ان کو اپنے مقام پر پہنچا دیا۔ اور چونکہ پھولوں سے انہیں اُنسیت تھی۔ لہٰذا تر و تازہ رہے۔ آپؑ کی زبان مبارک سے قبر کو ہموار کر ڈالنے کا جو نکل گیا تھا، لہذا بعد چند روز کے بارش ہو کر سیلاب نے قبر کو ہموار کر دیا۔ بعد اس کے اس قبر کا پتہ نہیں ملتا۔

شاہ دلاورؒ کا حضور اقدسؑ میں پہنچنا:

بندگی شاہ دلاورؒ جن کو غلبۂ سُکر (۱) کے باعث دانا پور کی مسجد میں چھوڑا تھا۔ سولہ سال کے بعد خدمت اقدس میں یہاں پہنچے (☆)

لکھا ہے کہ اس قدر مدت ایک جا پر بیٹھے رہنے سے آپؒ کے پاؤں باہم چپک گئے تھے۔ جب حضور موعودؑ احمد اباد پہنچے، ایک روز ناگہاں نکہت جسم (۲) مبارک صبا نے لے جا کر ان کی ناک میں پہنچا دی فوراً ہوش آ گیا، پاؤں کھل گئے اور اسی وقت حضور موعودؑ کی جانب روانہ ہوئے۔ میاں دراجؒ، متولی مسجد بھی، جن کی نگرانی میں انہیں سونپا تھا، ہمراہ ہو گئے۔ فرطِ شوقِ لقا (۳) میں بادِ صبا (۴) سے سریع السیری مستعار (۵) لی اور سر سے قدم بنا کر گیارہ روز میں احمد آباد آ پہنچے۔ دانا پور سے احمد اباد تخمیناً دو سو ڈھائی سو کوس ہوگا مگر آپؒ نے مارے شوق کے اس عرصۂ قلیل میں طول مسافت کو طے کر ڈالا۔ جب میاں دراجؒ نہ پہنچنے لگے آپؒ نے فرمایا، میرے قدم پہ قدم رکھو، ورنہ رہ جاؤ گے۔

---

(۱) مستی یا بے ہوشی کا چھا جانا (۲) بدن کی خوشبو (۳) ملنا؛ دیکھنا (۴) ہَوا (۵) تیز چلنے کی طاقت اُدھار لی (☆) اگر چہ ہماری موو الید میں سات برس بعد آملنا مرقوم ہے، پر احمد آباد گجرات میں حضور اقدسؑ میں پہنچنے پر سب متفق ہیں۔ اور یہ نو سو تین ہجری (903) ہے۔ اور دانا پور میں رونق بخشی آٹھ سو ستاسی ہجری (887) میں ثابت ہے، چنانچہ اسی مقام میں گذرا۔ پس حساب سے بے شک سولہ ہوئے، نہ کہ سات۔

بندگی شاہ دلاورؓ صحابہ کبار میں پنجم گنے جاتے ہیں آپؓ کا حال اور مکان مرقد مقام دانا پور میں گذار آپؓ یہاں شرف اندوز ملازمت ہو کر پھر ہمیشہ ہمراہ رہے ہیں۔

بندگی شاہ عبدالمجید نورنوشؓ:

میاں عبدالمجید نورنوشؓ، میاں امین محمدؓ اور میاں ابو محمدؓ، ہر سہ برادر بھی یہیں ملازمت میں بہرہ اندوز ہوئے۔ ترک وتصدیق سے سرفراز ان صاحبوں کا نسل نامہ حضرت شیخ فرید شکر گنج سے ہوکر امیر المومنین عمرؓ بن الخطاب سے جا ملتا ہے۔

میاں عبدالمجید خانوادۂ چشت کے سجادہ تھے۔ آپؓ کے آباواجداد عربستان سے توران میں اور وہاں سے دہلی شاہ جہاں آباد میں آبسے تھے۔ یہاں بہت سے امراء اور غربا ان کے خاندان میں مرید ہو گئے تھے۔ ان تینوں کے والد، شاہ سعد اللہ صاحب کسی وجہ سے دہلی چھوڑ کر احمد اباد کے شیخ پورہ میں جو سا نبر متی کے پار تھا، آبسے تھے یہاں بھی بہت سے امراء وخوانین آپ کے حلقۂ ارادت (۱) میں آ گئے تھے اور میاں عبدالمجید صاحب ہی سجادہ تھے۔ حضور موعودؑ کی سفر کی تیاریوں کے ایام میں یہ تینوں بھائی شرف اندوز ملازمت ہوئے اور تصدیق اور ترک کر کے ہمراہ ہو گئے اور ہمیشہ ساتھ رہے۔ عبدالمجید نورنوشؓ صاحب کا مزار احمد آباد میں نین پورہ میں ہے جو اس وقت ویران ہے اور آسٹوڑیہ دروازہ کے قریب ہے۔ وہیں بی بی بونجی صاحبہؓ کا مقبرہ بھی ہے۔

بندگی شاہ امین محمدؓ:

میاں امین محمدؓ، عبدالمجید صاحبؓ کے چھوٹے بھائی ہیں اور بارہ مبشر حضور موعودؑ میں بارہویں ہیں ان کو مہدی علیہ السلام نے ٹھنڈی سہاگن (۲) کی بشارت دی

---

(۱) عقیدت کے دائرے (۲) اللہ سے ملے ہوئے لوگ

ہےاورفرمایا کہ ''میاں امین محمدؓ تم کو میرے بعد سیر ہوگی اور اصحاب کہف (☆) پر گذر ہوگا ان کو بیدار کر کے تصدیق کروانا۔'' چنانچہ ویسا ہی ہوا۔ان کا مزار دولتاباد 'دکن' میں بندگی میراں سیّد یعقوبؓ کے مقبرہ کے متصل ہے۔

بندگی میاں یوسفؓ:

بندگی میاں یوسفؓ جو اس شہر کے رہنے والے اور عالم فاضل تھے نیز حضورِ انورؑ میں یہیں فائز ہوئے اور تجرد اختیار کر کے ہمراہ ہو گئے تھے۔ یہ حضرتؓ بڑے قابل تھے اور حضور موعودؑ نے عمدہ عمدہ بشارتیں ان کے حق میں ارشاد فرمائی ہیں۔ ان کا مدفن چندولا تالاب پہ نواح احمد آباد میں شاہ عالمؒ کے قریب ہے۔

دعوۂ مہدیت اور مدت قیام:

حضور موعودؑ اس شہر احمد آباد میں بھی ڈیڑھ برس قیام فرمارہے ہیں اور بحکم پروردگار دعویٰ مہدیت کیا ہے یہ سنہ نوسو تین ہجری (903) تھا۔

اولیاء کے حق میں بشارتیں:

آپؑ نے یہاں کے اولیاءاللہ کے حق میں کچھ کچھ فرمایا ہے۔

شیخ احمد کھٹوؒ:

چنانچہ شیخ احمد کھٹوؒ سرخیز والوں کو فرمایا کہ رو پیٹ کے چِپڑی چوندھلی بینائی لے گئے۔ یعنی رو پیٹ کر ذرہ سی بینائی حاصل کی۔

شاہ عالمؒ:

اور شاہ عالم صاحبؒ کے حق میں ارشاد ہوا کہ ''بھائی منجھلے عاشق اللہ ہیں۔''

(☆) اصحابِ کہف کا ذکر قران میں سُورَۃُ الْکَھَف (18) میں ہے، کہف یعنی غار

حضرت شاہ عالم کا نام سیّد محمد اور کنیت ابوالبرکات (۱) اور لقب شاہ عالم اور عُرف میاں منجھلے ہے۔

ایک سپاہی کا ماجرا:

ایک روز حضور موعودؑ تنہا کنارہ سانبھرمتی پر غسل فرمانے کے ارادہ سے تشریف لے گئے۔ وہاں کوئی سپاہی کپڑے دھو رہا تھا اس سے کہا ہماری پیٹھ مَل دے۔ اِس نے مَل دی۔ پھر آپؑ نے فرمایا، ٹھہر بھائی، اب ہم تیری پیٹھ مَل دیں۔ اس نے ہر چند عذر کئے پر آپؑ نے نہ مانا۔ اور جوں ہی اس کی پشت پر ہاتھ رکھا، عرش سے تحت الثریٰ (۲) تک سب کُھل گیا۔ یہ آپؑ کے ہاتھ کی تاثیر تھی۔

مشائخ کی نالش:

جس وقت حضور موعودؑ کی جانب اکثر امراء وفضلا لوگوں کا میلان پایا، علماء ومشائخ نے، بہ خوف زوال نعمت وجاہ دنیوی، بادشاہ محمود بیگڑہ سے، جو چانپانیر میں تھا، نالش کی کہ یہاں سید محمدؐ آئے ہیں اور دعویٰ مہدیت کرتے ہیں اور سپاہ وامراء ان کی جانب مائل اور راغب ہوتے چلے ہیں۔ نیز وہ بیانِ حقایق کرتے ہیں اور یہ دونوں امور سلطنت کو مضرت بخش (۳) اور زوال رساں (۴) ہیں۔ لہٰذا ان کو یہاں سے اخراج کر دینا مناسب ہے۔ بادشاہ نے اس حال کے سنتے ہی زوال سلطنت کے خوف کے مارے اعتماد خان کو اخراج کا حکم دے کر بجانب احمد آباد روانہ کیا۔

حضور موعودؑ بھی تہیہ سفر فرما رہے تھے مگر حکم اخراج سن فرمایا، کہ تیرے بادشاہ کا حکم تجھ پہ ہے اور ہمارے بادشاہ کا حکم ہم پہ ہے۔ پر بھلا یہ تو بتلاؤ کہ کس جرم سے یہ حکم نکلا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ خداوند! ملّاؤں اور علما نے آپؑ کی نہایت شکایت کی ہے۔

---

(۱) بہت بابرکت (۲) زمین کا سب سے نیچے کا طبق؛ پاتال (۳) نقصان دہ (۴) گھاٹا پہنچانے والی

منجملہ اس کے حقایق کا بیان کرنا بھی بتلا کے کہا ہے کہ یہ بات سلطنت اور سلطان کو مضرت بخش ہے۔ آپؑ نے فرمایا، اور تو خیر مگر نادانوں کو یہ بھی خبر ہے کہ حقایق کیا ہے اور شرائع کیا؟ بندہ جو کچھ بیان کرتا ہے وہ سراسر شریعت مصطفیٰ ہے۔ بندہ تابع شریعت ہے جہاں حضور مصطفیٰ ﷺ کا قدم پڑا ہے اس کھوج پہ بندہ قدم رکھتا ہے۔ کہیں حقایق بھی قابل بیان ہیں؟ اور اگر حقایق بیان کروں تو تم سب جل جاؤ۔

راجے سون اور راجے مرادی کی محبت:

مقام چانپانیر میں گذرا کہ راجے سون اور راجے مرادی خواہران محمود بیگڑہ حضور موعودؑ کی مرید ہوگئی تھیں۔ ان کو حضور موعودؑ سے اس قدر الفت اور محبت ہوگئی تھی کہ حضورؑ کے ساتھ جانے کو تیار ہوئیں۔ مگر سلطان محمود نے بہ پاس عزت نہ جانے دیا اور مقید رکھا۔ جب حضورؑ کو احمداباد سے روانہ ہوتے سنا، جوش محبت سے نہ رہا گیا۔ لیکن بہ ناچاری دھوپ گرم ہو جانے کے وقت سے آفتاب ٹھنڈا ہو جانے تک مہتابی میں دھوپ کے اندر اس خیال سے بیٹھا کرتیں کہ اس وقت ہمارے مرشد اس دھوپ میں سفر فرماتے ہیں ہوں گے۔ پس ہم کو سایہ میں آرام لینا بعید از محبت اور خلاف مروت ہے۔ زہے محبت!

مقام چہارم۔ سانتیج

یہ موضع احمداباد سے بجانب شمال مائل بہ مغرب تین کوس ہے۔ یہاں بھی دولتاباد کی طرح آپؑ کے کلی ڈالنے سے کھاری باؤلی (۱) کا پانی شیریں ہوگیا۔

---

(۱) سیڑھیوں والا کنواں

میاں شاہ نعمتؓ:

میاں شاہ نعمتؓ، چوتھے صحابہ کرام آپؑ کی خدمت مبارک میں یہیں مستفیض (۱) ہوئے ہیں۔

یہ صاحب مَلِک بڑے نامی امیر کبیر بادشاہ کے فرزند ہیں۔لکھا ہے کہ شاہ نعمتؓ قوم بیانی سے ہیں اور اپنے والد کے انتقال کے بعد منصب پدری پہ منصوب ہوئے تھے۔ واللہ اعلم کس باعث سے کسی حبشی غلام شاہی کے لڑکے کو قتل کر کے خوف آبرو سے مفرور ہو گئے تھے۔ یہ صاحب بڑے جری اور متہور (۲) تھے۔ان کو گرفتار کر کے لانے کے لئے سات سو سوار جرّار کے تھانے جا بجا مقرر کئے تھے۔آپؓ پچیس سواروں کے ساتھ ڈاکہ زنی کرتے تھے اور قرب و جوار کے دیہات میں شور مچا رکھا تھا۔ ہر روز ایک گاؤں غارت کرتے تھے۔سواران شاہی کو کہیں ان کا پتہ نہیں ملتا تھا۔ایک روز اُن سوارانِ سراغ جو کو برابر پتہ لگ گیا۔انہوں نے نہایت عجلت اور بڑے جوش سے ان کا تعاقب کیا۔وہ بھی بے قرار بھاگے چلے جاتے تھے۔سانچ کے قریب ظہر کا وقت آ گیا تھا۔وضو کے لئے اترے اور پانی منہ میں لیا تو بخلاف ماضی اسے شیرین و باذائقہ پایا۔حیرت میں تھے کہ اذان کی آواز کان میں آئی۔دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ سیّد محمد جون پوریؑ جنہوں نے کعبہ شریف اور احمد آباد میں بحکم خدا دعویٰ مہدیت کیا ہے، یہاں فروکش ہیں۔تب ہمراہیوں سے کہا ٹھہرو، نماز پڑھ لے کر چلیں انہوں نے کہا اب کہاں نماز پڑھنے کا وقت ہے! اگر ہم نے اتنی دیر کی، گرفتار ہوئے سمجھو۔میاں نعمتؓ نے نہ سنی اور نماز میں مشغول ہو گئے۔ ہمراہی آپؓ کو چھوڑ کر خوف کے مارے بھاگ نکلے۔اتنے میں شاہی

---

(۱) فیض یاب (۲) بے باک

سوار بھی آ پہنچے۔میاں نعمتؒ کو نماز پڑھتے اور گھوڑا کو کھڑا دیکھا، مگر کسی نے ان کو نہ پہچانا اور کھوج دیکھا تو کئی سواروں کا تازہ سراغ معلوم ہوا۔ان کے تعاقب میں گھوڑے اٹھائے اور شاہ نعمتؒ کو چھوڑ دیا۔وہ نماز سے فارغ ہو کر حضور موعودؑ کی خدمت میں گئے۔حضورؑ اس وقت خیمہ میں تشریف رکھتے تھے۔کسی کے ساتھ کہلا دیا کہ غلام بڑے شوق سے قدم بوسی کو حاضر ہے۔آپؑ فوراً باہر تشریف لائے اور فرمایا آؤ میاں نعمتؒ۔وہ دوڑ کر قدموں پہ گر پڑے۔آپؑ نے ان کا سر اٹھا کر فرمایا، میاں نعمتؒ پُر نعمت ہیں اور بہ ذکر خفی تلقین کیا۔اسی وقت ترک دنیا کر کے طالب مولیٰ بن گئے۔اور عرض کیا کہ خداوند، فدوی کے برابر کوئی بھی شوم اور پُر معاصی (۱) نہ ہوگا۔معلوم نہیں کہ اس قدر جرائم کیوں کر معاف ہوں گے؟ حضور موعودؑ فرمایا، کچھ خوف نہیں۔خدا غَفُوۡرُالرَّحِیۡم (۲) ہے۔وہ اپنے حقوق معاف فرمادیگا۔مگر حقوق العباد اُن سے معاف کروانا چاہئے۔میاں نعمت نے اسی وقت اجازت چاہی کہ اگر حضورؑ حکم فرمادیں جن جن کے حقوق فدوی کے ذمہ ہیں معاف کروا آوے۔آپؑ نے رخصت دی تو یہ سیدھے اسی حبشی کے مکان پر پہنچے اور اس کو آواز دے کر باہر بلایا۔

اس نے آ کر دیکھا تو وہ ہی خونخوار نعمتؒ ہے۔مگر نہ وہ صولت (۳) ہے نہ وہ غضب۔نرم دل، اور ندامت عصیان بال بال میں بھری ہے جگر کباب اور آنکھیں پر آب ہیں۔منہ زرد، دل میں عجیب درد ہے۔جوں ہی حبشی کو دیکھا، بعجز وانکسار کہا، صاحب آپ کے فرزند کا قاتل حاضر ہے۔اگر قصاص (۴) منظور ہے،

؎ تیغ موجود ہے حاضر ہے گلا، بسم اللہ

---

(۱) گناہوں سے بھرپور (۲) بخشنے والا مہربان (۳) غصّہ (۴) قتل کا بدلہ

اور اگر سزا دینا ہے جو جی میں آئے دیجئے اور مجھ کو خدا کے یہاں اس کے عذاب سے رستگاری (۱) بخشئے۔

اس کو خیال آیا، یاالٰہی! نعمتؒ جیسا متہوّر خونخوار (۲)، اور اس قدر منکسر اور زار و نزار! ہو نہ ہو ضرور اس کو کوئی کامل بندہ پروردگار مل گیا ہے۔ جواب دیا کہ جناب اب آپؒ وہ نعمت نہیں جو پہلے تھے۔ اب تو خاصے ذی نعمت انسان بن گئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپؒ کو کوئی استاد کامِل ہاتھ آ گیا۔ پس جب تک آپؒ مجھ کو اس صاحب کمال سے نہ ملاؤ گے خون معاف نہ ہوگا۔ آپؒ نے اقرار کیا کہ ضرور۔ لیکن تمہارے سوا اور لوگوں کے بھی حقوق میرے ذمہ عائد ان سے معافی خواہ ہونا لابد (۳) ہے سو ان کے وہاں ہو کر حاضر ہوتا ہوں۔ اُس کو اِس قدر انتظار بھی نہایت ناگوار گذرا۔ کہا، بندہ کو انتظار کی تاب کہاں؟ بندہ بھی ہمراہ چلے گا۔ غرض سب سے معاف صاف کروا کے حضور موعودؑ سے آ ملے اور صحبت مبارک میں مدام ہمدم رہے۔ بندگی شاہ نعمتؒ صحابہ کرامؓ میں تیسرے یا چوتھے ہیں حضور موعودؑ نے آپؒ کے حق میں بھی بہت سی بشارتیں دی ہیں۔

آپؒ کا مزار مبارک لوہ گڈھ کے قریب ہے، جو پونہ سے مغرب میں ہے، آپؒ کے مناقب عالیہ پنج فضائل وغیرہ کتب موالید میں مرقوم ہیں۔ یہاں سے منزل بہ منزل شہر پٹن نہر والہ میں رونق بخش ہوئے۔

---

(۱) معافی (۲) بہت غصّہ والا (۳) ضروری

مقام پنجم۔ پٹن

جب دور سے پٹن کے درخت نظر آئے، دریافت فرمایا یہ کون سا شہر ہے کہ عشق کی بو یہاں آ کر شہر کے باہر خان سرور کے جنوبی کنارہ پر قاضی قادن کے روضہ میں فروکش ہوئے۔ بعض روایات میں ہے کہ آپؑ یہاں ایک ہفتہ ٹھہرے ہیں اور بعد میں شہر کے اندر کسی پرانی خالی مسجد میں زینت بخش رہے۔ اور بعض سے اسی جا پندرہ(15) یا اٹھارہ(18) مہینے قیام رہنا ثابت ہے۔ بہر حال بندگی میاں سیّد خوندمیر صدیق ولایتؓ کا اسی جا شرف اندوز ملازمت ہونا ثابت ہے۔

بندگیمیاں سیّد خوندمیرؓ:

کہتے ہیں کہ جب بندگی میاںؓ بالغ ہوگئے، آپؓ کے چچا نانا ملک نصیر☆ مبارز الملک کے اشارہ سے ملک بخّنؓ آپؓ کو سجادہ شیخ احمد کھٹوؒ کے پاس سرکھیج میں لے گئے۔ باڑیوال اسی خاندان کے مرید و معتقد تھے۔ سجادہ کی حضور میں پہنچ کر ملک بخّن نے التماس کی کہ انہیں مرید کیجیے۔ کہا بہت اچھا، اور آپؓ کا ہاتھ پکڑ کر روضۂ متبرکہ میں لے گیا اور آپؓ کو بیٹھلا کر وہ تو کچھ لکھنے لگا۔ بندگی میاں سیّد خوندمیرؓ نے سجادہ سے دریافت کیا، کیا کرتے ہو؟ کہا، تم کو شجرہ لکھ دیتا ہوں اور قبر شیخ صاحبؒ سے مرید کروا دیتا ہوں۔ آپؓ نے فرمایا، پیر تو زندہ چاہیئے تا کہ اگر کوئی مشکل آن

☆ ملک نصیر الدین مبارز الملک یعقوب باڑیوال (مُبَشِّر بہ اَمَرَت بیل از زبان مبارک حضرت مہدی موعودؑ) کے بیٹے تھے آپ کے آٹھ بھائی تھے۔ ان میں سے ملک احمد کے چہار بیٹے تھے، (۱) ملک برخوردار عرف ملک بخّنؓ (۲) ملک الہدادؓ (۳) ملک حماد اور (۴) ملک خدا بخش یا منجو، یہ چوتھے پسر خورد سالی ہی میں رحلت کر گئے تھے۔ ملک نصیر الدین کے دوسرے بھائی ملک مودود شہ کے لڑکا نہ تھا، چار لڑکیاں تھیں ان میں بوا تاجؒ بندگی میاں سید خوندمیر کی ماں ہیں اس طرح بندگی میاںؓ کے حقیقی ماموں نہ تھا اُو دِرِی یعنی چچازاد ماموں تھے، جن میں ملک بخّنؓ بھی ایک تھے۔

پڑے تو حل کر سکیں۔قبر سے کیا ہوگا؟

یہ کہہ کر باہر آئے اور سوار ہو کر گھر کی راہ لی۔ ملک بخّن نے جانا کہ باہر استنجا وغیرہ کسی کام کو گئے ہیں۔ جب دیر تک نہ آئے تو دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ تو پٹن کو چلے گئے۔ملک موصوف کو خجالت ہوئی پر کسی طرح اس سجادہ کو عذر و معذور بتلا کر آپ بھی چلے گئے۔ جب آپؒ سے پوچھا تو فرمایا، کہ کہیں قبر کے بھی مرید ہوا کرتے ہیں؟

پھر ملاّ مودود چشتی کے پاس لے گئے۔ یہ اس وقت شہر پٹن میں نامور عابد پرہیز گار تھا۔اس نے پوچھا، آج سَیّدَ نُ کیوں تشریف لائے ہیں؟ ملک برخوردارؒ نے کہا مرید ہونے کو آئے ہیں۔اس نے کہا، اچھا کل جمعہ بھی ہے اور ان کے نانا مبارز الملک جو دوش میں گئے ہیں وہ بھی آجائینگے ان سے پوچھ کر مرید کرونگا۔ یہ سننے کے معاً آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ مجھے یہاں کیوں لائے؟ کہ یہ تو نانا کو پوچھ کر مرید کرتے ہیں تو شاید کل قیامت کو بھی انہی سے دریافت کی حاجت رہے! ایسی پیری مریدی تو بندہ پسند نہیں کرتا۔ یہ کہہ کر رخصت ہو گئے۔

پھر شیخ الاسلام شیخ ماہ سے مرید کرانے لے گئے۔وہ بندگی میاںؒ کو دیکھ کر خوش ہوا اور کہا کہ بادشاہ سے کہہ کر ان کے والد کا منصب ان کو دلوا دونگا۔اس کلام سے آپؒ کو زیادہ تر گرانی گذری اور گھر کی راہ لی۔ملک بخّن صاحب نے پوچھا تو فرمایا کہ جہاں دنیا جی میں سما گئی ہے وہاں خدا طلبی کی بو باس کہاں؟ اور پیری مُریدی خدا رسانی کا ذریعہ ہے۔

پھر تو جہاں کسی بزرگ یا عالم سے سابقہ ہوا یہ ہی دریافت فرمایا کہ خدا کا دیدار کیسے

ہو؟اسی عرصہ میں حضورموعودؑ نے تشریف ارزانی فرما کر خان سرور پر نزول فرمایا۔

بندگی ملک بخّن:

لکھا ہے کہ بندگی ملک بخّن جو بندگی میاںؓ کی ماں کے چچازاد بھائی یعنی آپؓ کے ماموں تھے، کی پیاری بیوی کا انتقال اسی قرب میں ہو گیا تھا۔ وہ فاتحہ خوانی کو، اور بقول بعضے قبر بنوا رہے تھے اس وجہ سے ہر روز قاضی قادن کی خانقاہ کے پاس قبرستان جایا کرتے تھے۔ جس روز حضور موعودؑ تشریف لاکر روضۂ قاضی قادن میں اترے اس شام کو بھی ملک موصوف حسب معمول بگھی پر سوار ہو کر وہاں گئے۔ دیکھا تو اس مقبرہ میں ایک مجمع فقرا فروکش نظر آیا جن کی جبین مبارک سے زہد وتقوی وتوکل ونور ایماں مترشح (ا) تھا۔ اسی وقت خادمان شاہ رکن الدینؒ کو دیکھا کہ خوانچے اور ٹوکریاں اٹھائے واپس جا رہے ہیں۔ ان سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ان لوگوں کے لئے شاہ صاحبؒ نے مہمانی بھیجی تھی۔ ملک موصوفؓ کو یقین ہو گیا کہ جب شاہ صاحبؒ کے یہاں سے مہمانی بھیجی گئی ہے تو ضرور یہ ولی کامل ہیں چلو دیکھیں تو سہی۔ آ کر دیکھا تو خیال سے بڑھ کر پایا۔

حضرتؑ نے آپؓ کو اصلی نام سے پکارا:

جوں ہی آپؑ کی نظر ملک موصوف پہ پڑی، فرمایا ''آئے ملک برخوردار!'' ملک کو بڑا تعجب ہوا کہ یہ نام میرے گھر کے سوا کسی کو معلوم نہیں، ان کو کہاں سے معلوم ہوا؟ (☆)

(ا) ٹپک رہا تھا (☆) حضور موعودؑ کو ہر ایک نو وارد شخص کا اصلی نام درگاہِ صمدی سے معلوم ہو جایا کرتا تھا۔ چنانچہ میاں شاہ نظامؓ اور شاہ دلاورؓ وغیرہ کا نام بتلانا گذرا ہے

ملک بخشن مرید ہوئے:

ملکؒ موصوف نے جب بیان سنا تو بالکل والہ اورشیدا بن گئے اور مرید ہو کر حضورؑ سے رخصت لی اور مبہم فرمایا کہ ''فدوی کسی کو خدمی معلیٰ میں لانے جا تا ہے۔'' حضور ماعودؑ نے فرمایا، ''بندہ اسی کے لئے آیا ہے۔''

بندگی میاںؒ کو مژدہ:

غرض مکان میں آتے ہی بندگی میاںؒ سے کہا،''مژدہ باد! جیسے مرشد کی آپؒ کو تلاش تھی ویسا ہی خدا نے بھیج دیا ہے۔ میں مِل آیا ہوں۔ چلو، بیٹھے کیا ہو۔''اس وقت میاںؒ بلبل اور بٹیر بازی میں مشغول تھے مگر سننے کے معاً اٹھ کر گھر میں گئے اور دو اشرفیاں نذر گذرانے کو لے کر روانہ ہوئے۔ راہ میں ہمراہیوں کو کہدیا کہ ''خبردار! وہاں کوئی میرے حسب ونسب یا نام کا ذکر نہ کرنا۔ سنتا ہوں آپؑ اصلی نام اور حسب ونسب ملاقات ہوتے ہی بتلاتے ہیں۔ دیکھیں یہ بات راست (۱) ہے یا دروغ (۲)۔''

بے ہوش ملاقات اور بشارت:

آپؒ عصر سے پہلے وہاں پہنچ گئے جوں ہی حضور موعودؑ خیمہ سے باہر تشریف لائے اور بندگی میاںؒ کی نظر آپؑ کے چہرہ مبارک پر پڑی بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ آپؑ میاںؒ کے قریب گئے اور فرمایا بھائی سیّد خوندمیر بے ہوشی کی روش آپ کے خاندان کی نہیں ہوشیار ہو جاؤ۔ اور یہ بھی کہدیا کہ ہم اور بھائی سیّد خوندمیر ایک جدی حسینی ہیں۔ اور نیز فرمایا، ''ہمارے بھائی سیّد خوندمیرؒ صدیق ہیں جی۔''

---

(۱) سچ (۲) جھوٹ

تلقین اور معاملہ:

اس کے بعد ان کا سر اٹھا کر اپنی گود میں رکھ لیا اور ناک سے ناک ملا کر دم خفی سے تلقین فرمایا اور پسخوردہ برگ تنبول (۱) عنایت کیا۔ اسی وقت سیّد خوندمیرؓ نے معاملہ میں دیکھا کہ چار فرشتے آرہ لے کر آئے اور آپؓ کے سر پہ رکھ کر آپؓ کو دو شق کر دیا۔ دہنی شق سے خوبصورت نورانی شکل بنائی اور دوسری شق سے صورت بشری بنا کر حق تعالی نے فرمایا، ''دیکھ اے سیّد خوندمیرؓ، ہم نے کتنی کثافت (۲) تجھ سے دور کر کے کیسی عمدہ صورت نورانی تیری بنادی۔ یہ تجھ پہ ہمارا احسان ہے۔ اب اس کے شکر یہ میں ہماری درگاہ میں کیا تحفہ پیش کرتا ہے؟'' تب نہایت عجز و انکساری سے عرض کی، ''خدایا یہ بندہ نہ تو عورت رکھتا ہے نہ فرزند جو تیری درگاہ میں پیش کرتا'' فرمان آیا، ''اے سیّد خوندمیر جو کوئی سر سے کھیل جاتا ہے وہ ہی ہماری درگاہ میں بار پاتا ہے'' بندگی میاںؓ نے عرض کیا، ''ایک سر تو کیا اگر سو سر ہوں تب بھی بندہ نثار اور قربان کرنے کو تیار ہے۔''

ہدیہ مقبول:

پھر جناب باری نے اپنے دست قدرت سے آپؓ کا سر مبارک تن سے جدا کیا اور عصر سے عشا تک تن پہ نہ رکھا۔ چنانچہ ان تینوں نمازوں کو بے سر ادا کیا۔ بعد ادائے نماز عشاء پھر دوسری بار سرِ مبارک بندگی میاںؓ کے تن پر رکھ دیا۔ اور حکم دیا کہ یہ ہدیہ تمہارا ہماری درگاہ میں مقبول ہے۔ اب اس کو امانتاً رکھ لو اور جب ہم فرمان دیں اس وقت ہماری راہ میں فدا کر دینا۔ پھر ارشاد ہوا کہ ''کچھ مانگنا ہو تو مانگو۔'' آپؓ نے نہایت انکساری سے عرض کیا ''بارخدا، تیری ذات کے سوا اور کسی

(۱) تنبول کا پتہ (۲) گندگی

بھی چیز کی خواہش نہیں۔''

میں نے تو اپنے خدا کو دیکھا:

پھر جس وقت حضور موعودؑ سلامِ رخصت کے لئے خیمہ سے باہر تشریف لائے ،تب حسب دستور کُل مہاجر وغیرہ حاضر تھے۔سب کے روبرو فرمایا'' بھائی سید خوندمیرؓ جو کچھ معاملہ پیش آیا ہے، بیان کرو۔'' عرض کی حضورؑ سے کوئی بات پوشیدہ نہیں۔'' ارشاد ہوا،'' اپنی زبان سے کہو تا کہ سب سنیں'' عرض کیا،'' پھوٹیں یہ آنکھیں جو میں نے حضورؑ کو دیکھا ہو میں نے تو اپنے خدا کو دیکھا۔'' پھر سب حال کہہ سنایا۔آپؑ نے سب کو ثابت رکھا۔اور ارشاد کیا،'' جو کچھ دیکھا وہ تحقیق اور درست ہے۔'' اور'' خدا ہو وہ خدا کو دیکھے۔'' اور نیز فرمایا،'' تخم ریزی کر کے کھیت سب تیار تھا۔فقط آب رسانی درکار تھی سو بندے نے دریائے ولایت سے پانی دے دیا۔کھیت لہلہا گیا۔'' پھر بہت سی بشارتیں ان کے حق میں فرمائیں۔

قید:

سیّد خوندمیرؓ اپنے مرشد کے والہ اور شیفتہ تھے۔یہ بات مبارز الملک کو بھی معلوم ہوگئی۔پس حضور موعودؑ کے ہمراہ چلے جانے کے خوف سے آپؓ کو بالا خانہ پہ نظر بند کر دیا۔مگر صادقوں کو قید کیا روک سکتی ہے؟ آخر مرشد کی خدمت میں پہنچے۔چنانچہ انشاءاللہ تعالیٰ آگے معلوم ہوگا۔

صدیق ولایت:

آپؓ صحابہ کرام میں دوسرے ہیں اور حضور موعودؑ کی زبانی آپؓ کو'' صِدّیقِ ولایت'' کا خطاب ملا۔اُس وقت آپؓ کی عمر اٹھارہ سال تھی۔آپؓ کا تولد آٹھ سو

چھیاسی ہجری(886) میں ہوا ہے، کیوں کہ یہ نوسو چار ہجری(904) ہے۔

مدفن:

آپؒ فوج مظفر شاہی کے ساتھ جنگ کر کے نو سو تیس ہجری (930) میں، سدراسن ملکِ کا کرتج میں شہید ہوئے۔ آپؒ کا مدفن تین جگہ ہے سدراسن میں تن مبارک ہے، اور سر کی ہڈیاں پٹن میں اور پوستِ سرِ مبارک چانپانیر میں ہے۔

شاہ رکن الدین مجذوبؒ:

شاہ رکن الدین مجذوبؒ کی حضور موعودؑ سے پٹن میں ورود مسعود کے معاً ملاقات ہوئی ہے۔ یہ حضرت غلبۂ سُکر کے باعث برہنہ رہا کرتے تھے اور گجراتی زبان بولا کرتے تھے۔ ایک روز یکا یک فرمایا، آلـو رے مــارو جھـولـڑو، شـریـعـت نو دھنی، شریعت نو رکھوال آویو ۔(یعنی میرا پیرہن مجھے دو کہ مالک اور محافظِ شریعت آ گیا) یہ کہہ کر جھٹ کپڑے پہن لئے۔ سارے حاضرین کو تعجب تھا کہ آج خلاف عادت کیوں کارروائی ہوئی ! جب حضور موعودؑ پہنچے آپ باہر دوڑے گئے اور نظر چار ہوتے ہی نہایت گڑ گڑا کر گذارش کی کہ ''اے دین کے پہلوان، خیر مقدم ! مرحبا! صفائی لائے! تمام عاشق بے قرار اور پریشان تھے۔ اور فدوی تو بھاگ کر گوشہ میں چھپ گیا تھا۔'' یہ کہہ کر قدموں پہ گر پڑے اور استدعا کی کہ ''فدوی کو اپنے گروہ میں شمار کیجئے۔'' حضور موعودؑ نے گوشہ چشم سے التفات فرمایا اور زبان سے کچھ نہ کہا اور اشارہ سے رخصت فرما دیا۔ انہوں نے مکان پر آ کے کئی خوان روٹیوں کے اور چند ٹوکریاں کیلوں کی خدمت اقدس میں بھیج دیں۔ میاں بابنؒ سویت کرتے تھے ان کو خیال ہوا کہ سب کو گن کر پھر حصّہ کروں۔ حضور موعودؑ نے فرمایا ''ایک ایک روٹی اور دو دو کیلے دے دو۔'' انہوں نے

ویسا ہی کیا تو برابر پہنچ گئیں، کچھ کم وبیش نہ ہوئیں۔میاں بابنؓ نے کہا،''گویا شاہ رکن الدینؓ نے گِن کر بھیجا تھا!'' حضور موعودؑ نے ارشاد کیا،''ان کی روح چھ میل استقبال کو آئی تھی۔سب کو گِن لئے تھے۔''

میاں یوسف سُہیتؓ اور میاں تاج محمدؓ:

اس شہر میں بہت سے علما وفضلا ومشائخ وغیرہ، بیانی اور باڑیوال لوگ، امیر وغریب آپؑ کے مرید اور مصدق ہوئے ہیں۔من جملہ ان کے میاں یوسف سہیتؓ اور میاں تاج محمدؓ، دونوں برادر بھی ہیں۔یہ دونوں مُلّا بڑے کے بیٹے ہیں۔میاں یوسفؓ علمائے ماہرین میں سے تھے۔انہوں نے جب سنا کہ یہاں ایک جون پوری سیّد صاحب تشریف لائے ہیں، جن کا نام سیّد محمدؑ ہے اور جو مکہ معظّمہ میں اور احمداباد میں دعوۂ مہدیت کر چکے ہیں، تو شوق ہوا کہ چلو دیکھیں، کیا حال ہے۔خدمت اقدسؑ میں آ کر دیکھا تو با کمال پایا۔کچھ دریافت کا خیال آیا تو حضور موعودؑ ہاتھ پکڑ کر حجرہ مبارکہ میں لے گئے اور مہدیت کے بارے میں ظہر تک سوال وجواب ہوتے رہے۔بلکہ تین روز متواتر ایسا ہی ہوتا رہا۔جب میاں مذکور کو کوئی سوال باقی نہ رہا خیال کیا کہ اب کیا دریافت کروں؟ اتنے میں یاد آ گیا کہ میرے والد نے کسی مجذوب کی زبانی سنا تھا کہ آج مهدی جَنمِیا، آج مهدی جَنمِیا (یعنی آج مہدی پیدا ہوئے، آج مہدی پیدا ہوئے) اور اس کی تاریخ، روز، ماہ اور سنہ کسی پرشہ پر لکھ رکھی ہے۔بھلا اس سے تو مطابقت دے کر دیکھوں۔یہ سوچ کر حضورؑ سے دریافت کیا کہ آپؑ کا تولد کس سنہ اور کس ماہ اور کس تاریخ کو کون سے روز ہوا ہے؟ جب آپؑ سے جواب سنا، رخصت لے کر مکان پر آئے اور اس پرچہ کو تین روز تک تلاش کیا مگر نہ ملا۔آخر متفکر حضور اقدسؑ میں پہنچے۔جب حضورِ موعودؑ نے ان کو متفکر

پایا، باعث تفکر اور غیر حاضری کا دریافت کیا۔ آپؓ نے حال کہہ سنایا۔ حضور موعودؑ نے فرمایا، وہ پرچہ تمہارے مکان کی فلاں جانب کی طاق میں فلاں کتاب کے فلاں عدد کے ورق میں ہے۔ انہوں نے جا کر تلاش کیا تو اسی پتہ مقررہ سے ہاتھ آیا اور مطابق کیا تو برابر تھا۔ آپؑ کو پورا یقین ہو گیا اور دلی تصدیق سے مرید ہو گئے۔ چند روز کے بعد کہا کہ حضورؑ کے صدقہ سے فدوی کو غیب سے ہاتف (۱) آواز دیتا ہے کہ تیرے مرشد کو مہدی موعود کیا ہے، جا، تصدیق کر۔

آپؑ نے فرمایا بے شک ویسا ہی ہے۔ پر وقت پر موقوف ہے۔ میاں مذکور نے التماس کی کہ حضور، اب تو جناب کے مہدی موعودؑ ہونے میں کچھ تردد نہیں رہا، فقط مہر ولایت سے آنکھیں روشن کرنا باقی ہے وہ کر دیجئے۔ پس حضور موعودؑ میاں یوسفؓ کا ہاتھ پکڑ کر خلوت (۲) میں لے گئے اور پیرہن سرکا کر داہنے کندھے پہ مہر ولایت دکھلا دی۔ دیکھا تو بیضہ (۳) کے برابر سرخ رنگ مُہر ہے اور اس پر بہت خوش خط حروف سے آیات وکلمات لکھے ہوئے ہیں۔ چنانچہ مقام بدر میں شیخ ممّن توکلیؒ کے حال میں گذرا ہے۔ میاں یوسفؓ نے اس کو بڑی تعظیم سے بوسہ دیا۔ بوسہ کے دیتے ہی مست وجاذب حق ہو کر بیخود بن گئے اور بڑے جوش سے عرض کی کہ اب تو فدوی کسی طرح تحمل نہیں کر سکتا۔ علما اور فضلا، مشائخ وامرا کی مجالس اور دروازوں پر جا جا کر صدا دے گا کہ جناب سید محمدؐ سچے مہدی موعودؑ ہیں ، اٰمَـنَّـا وَصَـدَّقْـنَـا۔ حضور موعودؑ نے فرمایا میاں یوسفؓ، صبر کرو اب تو تھوڑی ہی دیر ہے۔ کہا، اب کیا دیر ہے؟ بندہ تو خاموش نہیں رہ سکتا۔ فرمایا اگر تم چپ نہ رہو گے تو خدا تمہاری زبان بند کر دے گا۔ اس فرمان کے معاً ان کے منہ میں زبان متورّم (۴) ہو گئی اور چند روز میں سُکر اور جذبہ کے استغراق میں جان بحق تسلیم ہوئے۔

---

(۱) فرشتہ (۲) اکیلے میں (۳) انڈا (۴) ورم یا سوجن آنا

مُہرِ نبُوّت:

جیسے مُہرِ نبُوّت بُحیرہ راہب (۱) نے دیکھی تھی، چنانچہ معارج النبوت کے دوسرے رکن کے پانچوں باب کے واقعۂ اوّل ذکر بحیرہ راہب میں ہے اور تتمہ میں باب دوم کے اندر معجزۂ ظہر میں اس کی شکل اور کلمات کی تفصیل ہے، ویسا ہی یہاں بھی ہوا ہے۔

حضرت ثانی مہدیؓ اور نوکری:

میاں سیّد محمودؓ ابن حضور موعودؑ اسی پٹن سے نوکری کی تلاش میں خدمت عالی سے رخصت طلب ہوئے ہیں۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ایک روز حضور محمودؓ نے خدمتِ والدؑ میں استفساراً عرض کیا کہ'' خداوند! مادر زاد فقیر اور اہل ثروت کے ترک دنیا کچھ میں فرق ہے؟'' فرمایا،'' زمین وآسمان کا فرق ہے۔ جس قدر چھوڑے گا، اسی قدر پائیگا۔'' دَہ در دنیا، ستّر در آخرت (۲) مثل مشہور ہے۔

آپؓ فوراً مکان میں گئے اور کمر اور تلوار باندھ کر حاضر ہوئے۔ اس وقت حضور موعودؑ ظہر کا وضو فرمارہے تھے۔ بلاعرض رخصت دی اور ارشاد کیا،''سِد ھارو، جہاں رہو یادِ خدا میں رہو۔ پھر ملاقات کرادینا خدا کے نزدیک کوئی بڑی بات نہیں۔''

آپؓ قدمبوس ہوکر روانہ ہوئے۔ راہ میں کوئی چانپانیر کا قافلہ مل گیا قافلہ سالار آپؓ کو خدمت کرتا، ہوا لے گیا۔ جب چانپانیر کے قریب پہنچے، ملک عثمان کو خبر ہوئی۔ یہ سلطان محمود کے امرا سے تھے۔ انہوں نے سیّد محمودؓ کا استقبال کر کے اپنے باغ میں مقام دیا، اور بادشاہ سے ملاقات کرا کے منصب چہل ہزاری دلوایا۔

---

(۱) عیسائی تارک دنیا (۲) یعنی دنیا کی دس نیکیوں کا آخرت میں ستّر کے برابر اجر ملے گا

بائی خوب کلا:

لکھا ہے کہ ملک عثمان باڑیوال سیّد ہیں اور حضور موعودؑ کے خاص معتقد تھے۔ بندگی میراں سیّد محمودؓ کی اب تک کتخدائی نہ ہوئی تھی۔ہاں حضور موعودؑ نے ایک باندی بائی خوب کلا نامی عنایت کی تھی اور یہ بائی آپؓ پہ اس قدر فدا اور آپؓ سے ایسی مانوس تھیں کہ دم بھر کی فرقت گوارا نہ ہوتی تھی۔

ایک روز بقولے احمدآباد میں مُلّا عبدالواحد کے یہاں حضور موعودؑ کے ارشاد سے دعوت میں گئے تھے اور بقولے یہاں پٹن میں شکار کو تشریف لے گئے تھے۔ بہ ہر صورت بائی موصوفہ سے وعدہ تھا کہ میں عشا کے وقت گھر کو آجاؤں گا۔ پر بصورت اوّل مُلّا مذکور کے بجد ہونے اور بقول دوم شکار سے واپس آتے کسی دوست کے اصرار سے شب باشی کا اتفاق ہوگیا۔ یہاں بعد عشا کے وہ قلق واضطراب (۱) درد فراق (۲) سے اٹھا کہ حالت بے تابی میں صبح ہوتے ہوتے جان قابض ارواح کے حوالہ کردی۔ جب آپؓ مکان پہ آئے حال سن کر نہایت الم ہوا اور ٹھان لی کہ شادی نہ کروں گا۔

نسبت کی تجویز:

یہ حال چانپانیر کے دوستوں کو معلوم ہوا نہوں نے ہر طرح سمجھا کر ازدواج کرنے کو قبول کرایا۔ آپؓ نے دودایوں کو بلوا کر دس اشرفیاں انعام دے کر کہا کہ ہمارے لئے نسبت کی تجویز کرو۔ مگر عالی خاندان ہو اور لڑکی بارہ پندرہ برس کی، خوبصورت، خوش رنگ، نیک سیرت ہو۔ شادی ہوجانے کے بعد ہی تم مستحق انعام سمجھی جاؤ گی اگر کچھ سِر موفرق آیا تو آبرو گنماؤ گی۔ اگرچہ انہوں نے خوب تلاش

(۱) رنج وبیقراری (۲) دوری کا دکھ

اور تجویز کی مگر ان صفتوں کی لڑکی کا کہیں پتہ نہ لگا۔

شادی:

ایک روز ملک عثمان موصوف کے مکان کی طرف جانکلیں۔ان کی بیوی بی بی مریم نے ان کو سوچ میں پا کر حال دریافت کیا۔انہوں نے مقصد دلی بیان کیا۔ملک عثمان کی بیوی نے دوسرے روز صلاح دینے کے وعدہ پہ انہیں رخصت کیا۔اور رات کو ملک عثمان سے اپنی لڑکی کی نسبت کی بات کر لی۔دوسرے روز جب وہ آئیں،ان سے کہا،ہمارے گھر میں لڑکی ہے اس کی نسبت کرادو تو جو وعدہ سیّد محمودؒ نے تم کو دیا ہے اس سے دو چند سہ چند دینگے۔انہوں نے کہا یہ تو درست ہے مگر وہ لڑکی سیاہ چردہ ہے۔اگر پسند نہ آوے تو رسوائی کا خوف ہے۔بی بی مریم نے ملک عثمان کو بھی بلوالیا اور دونوں نے انہیں سمجھا دلا کر خوش کر دیا۔انہوں نے جا کر تعریف کی تو آپؒ نے نسبت قبول کر لی۔نکاح کے بعد مکان پہ لا کر خلوت میں گئے تب دیکھا تو سیاہ فام پایا۔رنجیدہ ہو کر دایوں پہ غضبناک ہو گئے اور بیوی سے منہ پھیر کر سو گئے۔

بیوی کے والدین نے بتاکید تمام سمجھا دیا تھا کہ ہم تم کو خدمت گذاری کے لئے حضور میراںؒ میں پیش کرتے ہیں خبردار، خدمت میں سرِ مو فرق نہ آئے اور کسی طرح ان کا دل نہ کڑھائے، ورنہ تیرا منہ نہ دیکھیں گے۔پس بیوی نے جب روگرداں سوتے پایا جھٹ اٹھ کر پاؤں دبانے لگیں۔حضورؒ نے پوچھا، یہ کیا کرتی ہو؟ جواب دیا لونڈیوں کا اور کیا کام ہوا کرتا ہے؟ یہ کلام آپؒ کو نہایت خوش معلوم ہوا اور ان کی الفت دل میں اثر کر گئی اور سونے کا حکم دیا۔

اُم المؤمنین بی بی ملکانؓ کے والد:

یہاں یعنی مقام پٹن میں حضور موعودؑ نے بی بی ملکانؓ سے تزوج (۱) فرمایا۔ یہ بیوی بیانیوں کے قبیلہ سے تھیں۔ان کے والد میاں لاڑ نو تولہ افیون کھاتے تھے جس وقت حضور موعودؑ سے ظاہر ہوا پسخوردہ عنایت کر کے عادت مذمومہ سے ایسا آزاد کیا کہ پھر کبھی یاد بھی نہ آیا۔

مُلّا معین الدین:

اس شہر پٹن میں مُلّا معین الدین بڑا مشہور عالم تھا۔اس کو حضور موعودؑ سے ایک گونہ حسد تھا۔کسی جمعہ کی نماز کو جاتے ہوئے حضور موعودؑ کا اس کے گھر کے سامنے سے گذر ہوا اور لوگوں نے اس کے مکان کو حضور موعودؑ کو بتلایا۔ بیان قرآن آپؑ اس توڑ جوڑ سے فرماتے تھے کہ لوگ سن کر دنگ ہو جاتے تھے۔اسی وجہ سے جس شہر میں آپؑ پہنچتے آپؑ کے بیان کا بڑا شہرہ ہو جایا کرتا تھا۔حسب دستور یہاں بھی چرچا ہوا۔مُلّا معین الدین نے بھی اپنے شاگردوں کو طرز بیان سننے کو بھیجا۔انہوں نے بیان سن کے مُلّا کے پاس جا کر بہت تعریف کی۔پھر مُلّا نے چند سوالات سکھا کر بھیجا جو بِلا دریافت حل ہو گئے۔آخر پچیس شاگردان فائق کو اشکالات دقیقہ (۲) لکھوا کر بھیجا۔ان دنوں حضور موعودؑ سُــوْرَۃُالْبَـقَـرَۃِ کا بیان فرما رہے تھے اور "الف لام میم "جو شروع سورہ میں حروف مقطعات یعنی جدا جدا ہیں ان کو اس تمام سورہ کا اصل ٹھرا کے اور تمام سورہ کے تین حصے کر کے فرمایا کہ یہ تمام سورہ ان تین حرفوں کی تفسیر ہے۔

غرض شام تک وہ بیان اس ڈھب چھب سے ہوا کہ وہ سب شاگرد سن کر لوٹا

---

(۱) شادی (۱) مشکل سوال

مان گئے اور استاد کے پاس آ کر کہا کہ ''واللہ! ہم تو ہمارے علم کو ان کے سامنے بازیچہ طفلاں (۱) سمجھتے ہیں۔

البتہ آپ کے سننے کے قابل ہے۔'' ملا نے کہا ''میں پہلے ہی سے جان گیا ہوں کہ وہ یکتائے زمان ہیں۔ مگر ان کے پاس جا کر کیا کروں کہ وہ تو تعین (۲) کو نص قرآن (۳) سے لعین (۴) اور طلب دنیا کو کفر ثابت کرتے ہیں، اور یہ دونوں چیزیں ہمارے یہاں معمول ہیں۔ پس ان کے پاس جا کر اپنے آپ کو کافر ملعون (۵) بنانا کون سی دانائی کی بات ہے؟'' پھر تو اس نے اپنے لڑکے کے ساتھ دعوت دی پر آپؒ نے قبول نہ فرمائی۔

انگلی مَل کر تفسیر لکھنا:

ایک روز بیان کے اندر کسی آیت کی تفسیر میں کوئی عمدہ وجہ بتلائی۔ ایک مُلّا بیٹھا سنتا تھا۔ اس کے جی میں آیا بے شک عمدہ وجہ تو ہے، پر وَاللّٰہ اَعۡلَمۡ کہاں سے کہتے ہیں۔ بعد فارغ ہونے کے اس سے دریافت کیا کہ کیوں مُلّا جی! یہ کیسی وجہ ہے؟ اس نے کہا، وجہ تو اچھی ہے، پر کسی تفسیر میں بھی تو چاہیئے۔ آپؒ نے فرمایا، تمہارے پاس کون کون سی تفسیریں ہیں؟

اس نے اول نام تفسیر احمدی کا لیا۔ آپؒ نے فرمایا، وہ ہی لاؤ۔ اس نے کہا اس میں یہ وجہ نہیں۔ فرمایا، لاؤ تو سہی۔ وہ لایا تو آپؒ نے فرمایا، وہ جائے نکال کر دیکھو۔ اس نے نکال کر دیکھا تو نہ تھا۔ جب کتاب آپؒ کے سامنے رکھی گئی آپؒ نے ہاتھ بڑھا کر حاشیہ میں انگلی مَل دی۔ فوراً وہ ہی وجہ لکھا گئی۔ اس نے کہا یہ تو اب لکھی گئی۔

---

(۱) بچوں کا کھیل (۲) مقرر (۳) قرآن کی وہ آیات جو قطعی حکم ہوں (۴) گناہ (۵) بدبخت؛ جہنّمی

حکم اِخراج:

جب علما نے دیکھا کہ حضور موعودؑ کے یہاں زیادہ ٹھرنے سے ہماری آبرو میں دھبہ لگتا جاتا ہے۔ جھٹ چاپانیر بادشاہ کے پاس پہنچے اور فرمان اِخراج چالان کروایا۔ جب وہ فرمان مبارز الملک نصیر، جو اس وقت صوبہ دار پٹن تھے کے پاس آیا فوراً دکھانے کو تیار ہو گئے۔ بندگی میاں سیّد خوندمیرؓ نے منع کیا کہ کیوں دکھلاتے ہو؟ حضور موعودؑ تو خود جانے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ ملک نے کہا، "فرمان بادشاہ ہے اسے کیسے چھپا سکتا ہوں؟ تم بچے ہو ان معاملوں کو تم کیا سمجھو؟" آپؓ نے کہا اگر نہیں مانتے اور دکھلاؤ گے ہی تو میں کبھی آپ کا منہ نہ دیکھوں گا، نہ اپنا دکھلاؤں گا۔" لیکن انہوں نے فرمان آستین میں رکھ لیا اور خدمت مقدسؑ میں حاضر ہوئے۔ ہنوز دم نہ لیا تھا کہ حضور موعودؑ نے فرمایا، "آچھے جی، آچھے" (یعنی اچھا جی اچھا) انہوں نے عرض کیا فرمان بادشاہ ہے، پڑھ لیجئے۔ ارشاد ہوا ہمارے بادشاہ کا فرمان ہم پہ اور تمہارے بادشاہ کا فرمان تم پہ۔ ہمیں حکم ہو چکا ہے کہ یہاں سے آگے بڑھو۔ اور یہ بھی ارشاد ہوا کہ "گو ہمارا چلنا ٹھرنا حکم خدا سے ہوا کرتا ہے، پر اِخراج کرنے کرانے والوں کو ضرور سیاہ روئی ہے۔" اور یوں بھی فرمان ہوا کہ "بندہ کو جب حکم خدا ہو گیا تھا یوں بھی چلا جاتا مگر یہ اخراج کا سوبھاگ یعنی خوش قسمتی ملک نصیر کے حصہ میں آئی۔"

مدت قیام:

دو تین روز کے بعد یہاں سے روانہ ہو کر تین کوس بڑلی میں جا مقام کیا۔ صحیح حساب سے یہاں (پٹن میں) چودہ مہینے کا قیام ثابت ہوتا ہے۔ کیوں کہ پٹن کا مقام ڈیڑھ سال کا دریافت ہوتا ہے اس میں چار مہینے بڑلی کا قیام داخل ہے۔

مقام ششم۔ بڑلی

یہ موضع پٹن سے بجانب مغرب ہے۔ایسا بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپؑ وہاں پیر کے روز گاؤں کے باہر ایک ویران مسجد میں نزول فرما ہوے۔

بندگی میاںؓ کی تشریف آوری:

یہاں پہنچنے کے بعد پندرھویں روز یعنی پیر کے دن دس گھڑی دن چڑھے کھرنی کے درخت کے تلے حضور موعودؑ بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگہاں کسی نے کہا سیّد خوندمیرؓ آرہے ہیں۔آپؑ نے استقبال کر کے فرمایا ''بہت اچھا ہوا کہ تم آ گئے۔تمہاری ذات ولایتِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کی سلطان النصیر یعنی غالب مددگار ہے۔''

دعوۂ مؤکّدہ:

بندگی میاں سیّد خوندمیرؓ کے قدوم کے بعد حضورِ ماعودؑ کے چہرہ کا رنگ متغیر (۱) ہوگیا۔منہ زرد اور مغموم نظر آنے لگا۔تھوڑی دیر کے بعد مشائخ کبار اور فضلاے روزگار و علماے نامدار اور صلحاے ابرار و امرائے ذی افتخار و خوانین و تجار شہر و دیار اور فقرائے طالب پروردگار کے مجمع عام میں سب سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ

''اے صاحبو، اب تو بندہ کو فرمان خدا بہ ترہیب (۲) و تہدید (۳) ہوگیا ہے کہ ہم نے تجھے مہدی موعودؑ، خاتم ولایت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کر دیا ہے۔سو دعویٰ کر اور خلق میں اظہار کر دے ورنہ ظالموں میں داخل کردوں گا۔ پس بندہ کو بندگی کے سوا چارہ نہیں ناچار سر تسلیم خم کرتا ہوں اور گردن اطاعت جھکا دیتا ہوں اور بہ موجب فرمانِ

(۱) تبدیل (۲) دہشت (۲) جھڑکی

واجب الاذعان (۱) کے جو خواب (۲) یا واقعہ (۳) یا معاملہ (۴) یا ہاتف (۵) یا الہام (۶) و کشف (۷) کے طور سے نہیں ہوا، بلکہ بلا واسطہ ہوا ہے بکمال صحت وعقل اور بے نیازی وہوشیاری کے ساتھ بلا جنون اور بغیر احتیاج اور بے نشہ کے دعوی کرتا ہوں کہ میں مہدی موعودؑ خاتم ولایت محمدی ﷺ ہوں اللہ کا خلیفہ اور محمد رسول اللہ ﷺ کا تابع ہوں جس نے میری اطاعت کی وہ مومن ہے اور جس نے میرا انکار کیا وہ کافر۔“

بندگی میاں سیّد خوندمیرؓ اور دیگر صحابہ اور مہاجرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے آمَنَّا وَصَدَّقْنَا کہہ کر بیعت کی۔

پھر حضور موعودؑ نے

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ط اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ط وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ج فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ق اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○

آیا (کیا؟) پس وہ شخص جو اپنے رب سے دلیل روشن پہ ہے اور آجائے اُس کے ساتھ ایک گواہ بھی اللہ کی طرف سے اور اس سے پہلے موسیٰؑ کی کتاب، رہنمائی اور رحمت کے لیے (آ چکی تھی کیا ایسے لوگ قرآن کا انکار کر سکتے ہیں، نہیں بلکہ) یہ

---

(۱) جسکا قبول کرنا ضروری ہے (۲) وہ جو نیند کی حالت میں دیکھا جاوے (۳) وہ جو اچانک بطور وہم کے نظر آجائے (۴) وہ کہ کچھ غنودگی کی حالت میں وارد ہو (۵) فرشتہ کی آواز (۶) ہوشیاری کی حالت میں اللہ کی جانب سے القا ہونا (۷) دل کی آنکھیں کھل جانا اور باطن کا دیکھنا

تو ایمان لائیں گے اس پر اور جو انکار کرے گا گروہوں میں سے تو آگ ٹھکانا ہے اُس کا۔ پس نہ پڑ نا تم کسی شک میں اس کے بارے میں .یقیناً یہ حق ہے تمھارے رب کی طرف لیکن (پھر بھی) بہت سے انسان ایمان نہیں لاتے۔

﴿پَارَہ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ 12/ سُوْرَةُ هُوْد11/ آیه 17﴾

آخر آیہ تک خدا کے حکم سے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پڑھ کر بیان کر سنایا۔ لکھا ہے کہ اس سے پیشتر بھی ہر وقت حکم خدا ہوا کرتا تھا، مگر آپؑ اس کو پی جایا کرتے تھے۔ انتخاب المو الید میں بہ حوالۂ مطلع الولایت اور شواہد الولایت اور دوسرے تمام مولودوں کے مرقوم ہے کہ "اٹھارہ سال سے پیہم ہر وقت حکم ہوتا رہا، کہ ہم نے تجھے مہدیؑ موعود کیا، دعویٰ کر۔ مگر بندہ اپنے نفس پہ تسویلات (۱) کی تہمت رکھ کر پی جایا کرتا تھا۔ اب فرمان بعتاب (۲) ہونے سے ناچار دعویٰ کیا۔"

سال دعوۂ مؤکدہ اور حضورؑ کی عمر:

اس سے ثابت ہوا کہ ضرور حضور موعودؑ نے چالیس برس کی عمر میں ہجرت کی ہے۔ کیونکہ جب آپؑ کے تولد پہ جو جمہور کے نزدیک متفق علیہ ہے، نظر کرتے ہیں تو اس دعوہ مؤکدہ کے وقت حضور موعودؑ کی عمر اٹھاون برس کی متحقق ہوتی ہے۔ کس وجہ سے کہ اس دعوے کا سال نوسو پانچ ہجری (905) ہونے پہ بھی جمہور کا اتفاق ہے۔

موالید کے اختلاف کی تحقیق:

اگرچہ موالید کے اندر شروع جذبہ سے اٹھارہ سال تک لکھا ہوا ہے، مگر یہ بات حساب کے طور سے صحیح نہیں ٹھہرتی۔ کیوں کہ حضور موعودؑ کو بارہ برس جذبہ رہنے میں کسی کو انکار نہیں اور اس صورت میں یہ زمانہ مدت حکم ہونے میں داخل ہوتا ہے

---

(۱) نفس کی شیطانی، وہم یا فریب سمجھ کر (۲) غصّے سے

اور سُکر کی حالت میں دعویٰ قابل التفات نہیں ہوتا۔ پس حالتِ جذبہ میں تو بے شبہ دعوے کا حکم نہیں ہوسکتا ہے، کس لئے کہ اس وقت کا حکم عبس ٹھہرتا ہے، ہاں آپؑ کے درجے کی البتہ اطلاع ہوئی ہے۔

یعنی فرمان ربّ العزّت حالت جذبہ میں بھی یوں ضرور صادر ہوا ہے کہ ''ہم نے تجھے مہدی ماعود بنایا۔'' تب ثابت ہوا کہ یہ جو دعوے کا حکم ہوا وہ بعد جذبات کے ہوا۔ اور نو سو پانچ ہجری (905) تک اٹھارہ (18) سال گنتے ہیں تو آٹھ سو ستاسی ہجری (887) سے شروع ہوتے ہیں۔ اور اس وقت حضور موعودؑ کی عمر ٹھیک چالیس سال کی ثابت ہوتی ہے۔ فَتَدَبَّرْ فَاِنَّہٗ بَیِّنٌ''. (۱)

اگر مدت جذبات بھی دعوے کے حکم میں داخل سمجھی جاوے تو آپؑ کی چالیس (40) سال کی عمر میں اوّل جذبہ ثبوت کو پہنچتا ہے۔ اور حالت جذبہ میں جون پور ہی میں قیام رہنے پہ اتفاق جمہور ہونے کی جانب ملتفت ہوتے ہیں، تو آپؑ کی عمر باون (52) برس کی ہو جانے کے بعد ہجرت میں نکلنا ثابت ہوتا ہے، اور یہ بات کئی واقعات صحیحہ کے خلاف ہوتی ہے۔ مثلاً حضور ثانی مہدی صاحبؓ کا اوّل تصدیق کے وقت اٹھارہ (18) سال کا ہونا اور مدت صحبت، اور میاں نظامؓ کی سن وسال اور مدت صحبت وغیرہ۔ علاوہ اس کے آپؑ کی مدت ہجرت فقط گیارہ (11) سال کی ثابت ہوتی ہے جو خلاف درایت و روایت ہے۔

اور نیز حضور موعودؑ کے فرمان سے بھی آپؑ کا چالیس (40) کے سال میں ہجرت فرمانا ثابت اور متحقق ہوتا ہے جیسا کہ مُلاّ محمد گلؒ وغیرہ نے فرہ میں حضور موعودؑ سے دریافت فرمایا کہ مہدی کی دعوت کی مدت تیئیس (23) برس کی بھی حدیث سے پائی جاتی ہے؟ آپؑ نے جواب دیا ''بندہ کو اٹھارہ سال تک حکم ہوتا رہا کہ دعوت کر

---

(۱) یعنی بیان کے مطابق سمجھ لیں

مگر بندہ ہضم کرتا رہا۔ جب بعتاب حکم ہوا، بنا چاری دعویٰ کیا۔'' اس سے تیئیس (23) برس تک دعوی کرنا ثابت ہے اور دعویٰ کر کے ہجرت کرنا موالید سے ثابت ہے۔ تو تحقیق ہوا کہ جذبہ کے سوا اٹھارہ (18) سال تک دعوے کا حکم ہوتا رہا ہے۔ پس جو جذبہ کے شروع سے لکھا ہے وہ خواہ کاتبوں کی بھول ہے یا ہمارے واقعہ نویسوں کی خطا ہے۔

مُلاّ معین الدین کو اطلاع:

بعض وقائع نویس لکھتے ہیں کہ اس دعوے کے بعد آپؑ پٹن میں مُلاّ معین الدین کے یہاں تشریف لے گئے اور اس کے کسی ملازم کے ساتھ خبر کہلائی کہ ''اب بندہ نے دعوۂ مہدیت مؤکد کیا ہے۔ آؤ جو کچھ خدشہ اور شبہ ہو حل کو لو اور جو کچھ دریافت کرنا ہو، دلائل شرعیہ (۱) اور نصوص علمیہ (۲) سے دریافت کر لو۔ اگر بندہ قرآن اور احادیث سے اپنے دعوے کی راستی ثابت کر دے تو قبول کرنا۔ ورنہ ایک دو سال قید کرنا۔ اگر اس سے نہ مانوں اور باز آ کر رجوع نہ کروں اور اسی طرح اپنے دعوے پہ اصرار کروں اور اڑا رہوں تو قتل کر ڈالنا۔ تم اور تمام مسلمانوں پہ واجب ہے کہ جامع مسجد میں جمع ہو کر بندہ کو بلاؤ اور میرے دعوے کے بارے میں انصاف اور دیانت سے خوب تفتیش اور تحقیق کرو۔ اور کلام اللہ اور اتباع رسول اللہ ﷺ سے میرے افعال اور احوال کو ملا کر دیکھو اور جو کچھ میری سہو یا غلطی دیکھو اس کی مجھے اطلاع دو۔ اگر نہ سنوں تو واجب القتل سمجھا جاؤں۔ اور اگر بندہ اپنے دعوے کو فی الحقیقت راست اور درست ثابت کر دکھلا وے تو دین حق کی یاری و مددگاری میں کسی کو عذر نہ ہونا چاہئے۔ میری دعوت کو اٰمَنَّا وَ صَدَّقْنَا کر لیں۔

---

(۱) اسلامی قانون کے مطابق دلیلیں (۲) قرآن کی ایسی آیات جن میں صاف وواضح احکام ہوں کا علم

ہم دونوں فریق سے جو کوئی کتاب خدا اور فرمان رسول اللہ ﷺ سے مخالفت کرے اس کو سزا کے قابل سمجھنا ضرور ہوگا۔

یہ سب تقریر مُلّا کے ملازم نے اندر سے جا کر سنا دی۔ مُلّا معین الدین نے سن کر دیوار پہ سوار ہو کر موضع رامن کی جانب منہ کر کے کہلوا دیا کہ مُلّا تو موضع رامن کی جانب سوار ہو گئے ہیں۔ حضور مہدی علیہ السلام نے جواب دیا کہ خاتم ولایت محمدیؐ پہ جب خدائے تعالیٰ نے عرش سے تحت الثریٰ تک منکشف کر دیا ہے تو ایک دیوار کی اوٹ میں ایسے حیلے کب پوشیدہ اور مخفی رکھے گا؟ مُلّا ایسی سواری پہ سوار ہے کہ منزل پہ پہنچنا سخت دشوار ہے۔ یہ کہہ کر بڑلی کو واپس تشریف فرما ہوے۔ اور سفر کی نیت سے جو فرض کی دو رکعتیں ادا فرماتے تھے اب اقامت کی نیت کر چہار گانی ادا فرمانے لگے۔

سلطان بیگڑھ کو خط:

اور خط سلطان محمود بیگڑھ بادشاہ گجرات کو بہ ایں مضمون لکھا کہ ''میں نے کہ سیّد محمد ابن سیّد عبداللہ ہوں بہ کمال تندرستی اور عقل و ہوشیاری، کے کچھ بھی سُکر اور سہو و غلطی اور اضطرار کے بغیر اللہ تعالیٰ کے فرمان سے مہدیت کا دعوی کیا۔ اور اس کا ثبوت کلام اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی پیروی سے دیتا ہوں جس کا جی چاہے مجھ سے بحث کر کے اپنے شکوک وشبہات کو دفع کر لے۔''

''اب خصوص بادشاہوں پہ واجب اور لازم ہے کہ علما و فضلا اور صلحا اور امرا اور وزرا کو جمع کر کے اس کے ثبوت کی تلاش کریں اور بڑے غور سے تحقیق فرماویں کہ بندہ کا یہ دعویٰ باضابطہ ہے یا خلاف قانون شرعیہ۔ اگر شرعیہ قوانین کے مطابق درست ٹھہرتا ہے، تب تو بندہ کی تصدیق اور حق بات کی جانبداری اور اعانت واجب

ہو گی۔ ورنہ دلائل قطعیہ سے سمجھاویں اگر بندہ نہ سمجھے اور روگردانی کرے تو ایک دو سال تک محبوس رکھیں۔ اور اس پر بھی بلا دلیل اور بے سند اپنی بات کی پچ (۱) کرتا جاوے تو قتل کر ڈالیں۔ کیونکہ جہاں جاؤنگا اپنی حقیت پہ دعویٰ کروں گا اور خلق کو گمراہ۔ پس پہ ہر دو وجہ عالموں اور حاکموں کی گردنوں پہ بار اور ان ہی کی روسیاہی کا باعث ہوگا۔ کیونکہ سچے کی تصدیق کرنا اور اس کو بہ ہر وجہ اعانت (۲) دینا، اور جھوٹے کو سزائے واجبی دینا حاکموں اور عالموں کا کام ہے۔'' فقط۔

اس رقعہ کے ارسال کے بعد تین چار مہینے تک جواب کی انتظاری میں قیام فرما رہے، پر کچھ جواب نہ آیا۔

ہمارے واقعہ نویسوں کی تحریر سے دریافت ہوتا ہے کہ حضور موعودؑ کے مُلّا معین الدین کے یہاں جا آنے کے بعد اُس نے پٹن، احمد آباد وغیرہ شہروں کے علماء کو جامع مسجد میں جمع کر کے سوالات کا ایک بند تیار کیا جس میں پندرہ سوال تھے۔ بعض علماء کی یہ رائے ہوئی کہ یہ سوالات شاہ رکن الدینؒ کو بھی دکھلا کر دستخط کروالینا مناسب ہے۔ جب شاہ جیؒ کے حضور میں گئے غضبناک ہوکر فرمایا، ''سَرُوے اُوُندرُڑے مَلِی هَارُ گُو نّتِهیُو چهے پَنُڑُ مِنَاڑِي نِی کوٹے گهال شے کونُٹر؟'' اور یه بهی فرمایا که،'' سَیَّدُ نو کَٹَارو اِیُوُو لَانُبُو چهے که تَلا تِهي گهالُ شے تو اوپر تهی کاڈه شے.'' یعنی تمام چوہوں نے مل کر ہار بنایا تو ہے لیکن بلی کی گردن پہ کون پہنا سکے گا؟ اور سیّد کا کٹارا اس قدر دراز ہے کہ نیچے سے گھسیڑا تو اوپر سے نکلے گا۔'' یہ کہہ کر کہا کہ حق سے مقابلہ مت کرو ورنہ قہر میں گرفتار ہو جاؤ گے۔

---

(۱) اصرار (۲) مدد

اگرچہ وہ لوگ وہاں سے خوار و خجل واپس آئے مگر دو تین روز بعد حضور موعودؑ میں وہ سوال پیش کر ہی دئے۔

سوال اوّل: آپ اپنے تئیں مہدی موعود کہلاتے ہو؟

جواب: بندہ اپنی جانب سے نہیں کہتا، مگر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے کہ تو مہدی موعود ہے، مہدیت کا دعویٰ کر۔

سوال دوم: مہدی کے باپ کا نام بہ موجب حدیث کے عبداللہ ہونا چاہئے اور آپؑ کے باپ کا نام تو سیّد خان ہے؟

جواب : خدا سے کہو کہ سیّد خان کے بیٹے کو مہدی کیوں کیا؟ خدا قادر ہے، جو چاہے وہ کرتا ہے (کسی وقت یوں بھی کہا ہے ''محمد رسول اللہ ﷺ کے والد مشرک تھے، وہ عبداللہ کیوں کر ہو سکتے ہیں؟ فی الواقع تو ''عبداللہ'' محمد رسول اللہ ﷺ ہیں، تو مہدی بھی ''عبداللہ ہوگا'' ''ابن'' کاتب کی غلط خیالی ٹھہرا۔)

(یہاں لوگوں کو خیال ہوگا کہ ہمارے حضور موعود علیہ السلام کے والد کا نام سیّد خان ہوگا۔ مگر واقعی ایسا نہیں ہے۔ آپؑ کے والد کا نام عبداللہ ہے اور سیّد خان آپ کا عرف یا خطاب ہے اور لقب ہو تب بھی ممکن ہے۔ بہر حال آپؑ کا نام تو سیّد عبداللہ ہی ہے پر یہ دوسرا نام مشہور تر تھا پس علما نے تجاہل عارفانہ کر کے یہ سوال کیا تھا۔ اس کا جواب آپؑ نے کیا عمدہ دیا'' کہ خدا سے کہو، سیّد خان کے بیٹے کو مہدی کیوں بنایا؟ اس میں دو باتوں کی دلالت پائی جاتی ہے۔ ایک تو یہ کہ حدیثوں میں مرقومہ مہدی کی ساری کی ساری علامتوں کا تحقیق لازم اور ضروری نہیں کیونکہ جس قدر احادیث ہیں ان کے متن اور معانی اور دلالات میں اختلافِ کثیر ہے۔ جس سے وہ بات ظناً تو علامت مہدی بن سکتی ہے لیکن اس کے واقعی علامت مہدی ٹھہر

سکنے کا یقین نہیں ہوسکتا۔اور یہ توسب کے نزدیک مُسلّمات سے ہے کہ ظنّی علامتوں کے ثبوت سے مہدی کا ثبوت یقینی نہیں ہوسکتا۔اس کے علاوہ اور وجوہات بھی ہیں جن کے باعث احادیث کے اندر مرقومہ علاماتِ مہدی مہدی کے قطعی ثبوت میں کارآمد نہیں ہوسکتیں۔یہ بحث مؤلف کے رسالہ نتیجہء جهدِي فـي اثبات مهدي میں بشارات مہدی کے عنوان کے تحت تنبیہ میں مشرح مرقوم ہے۔پس اس بنا پر اگران مُلاّ ؤں کی پیش کردہ حدیث میں مرقومہ والد کے نام کی مطابقت نہ پائی جاوے تب بھی کیا مضائقہ ہوگا؟)

(دوم یہ دلالت ہے کہ میرے والد کا نام عبداللہ ہونا ،اور اس صورت میں حدیث کا میرے مطابق ہونا تم کو بہ خوبی معلوم ہے۔کیوں کہ مدت دراز تک ہم تمہارے شہر میں ٹھرے ہیں اورتم ہمارے آباو اجداد کے نام دریافت کر کے ہمارے حسب ونسب سے واقف ہوگئے ہو اور اسی وجہ سے میرے والد کا نام سیّد خان بتلاتے ہو۔سو اگر جان بوجھ کر پوچھتے ہو تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ خدا قادر ہے جو چاہے کرسکتا ہے اور یہ بھی جواب دے سکتے ہیں کہ فی الحقیقت عبداللہ تو رسول اللہ ﷺ ہیں اور اس بنا پر مہدی بھی عبداللہ ہونا چاہے اور اس صورت میں ابن لکھنا کاتب کی سہو ثابت ہوتی ہے)

(ہمارے ناظرین یادرکھیں کہ یہ سوال کئی بار ہوا ہے چنانچہ ہماری موالید کی طرز سے مستنبط ہوتا ہے۔یہ بھی یادرہے کہ یہ سوالات وہ لوگ مُلاّ معین الدین کے پاس جمع ہوکر بہ اتفاق لکھ کرلائے تھے پس سہو کاتب سے ان ہی لوگوں کی بھول سمجھنا چاہئے نہ حدیث کے اندر) **فَفَهُمْ فَانَّهُ بَيِّنٌ** (۱)

تیسرا سوال: مہدی پرتمام جہان ایمان لائیگا اور کوئی باقی نہ رہیگا۔

(۱) جیسا کہ بیان کیا گیا ہے اس کے مطابق سمجھ لیا جائے

جواب: ''مومن ایمان لائینگے یا کافر؟'' علما نے کہا، مومن۔ حضور موعودؑ نے فرمایا کہ مومن تو ایمان لا چکے اور اطاعت کر چکے۔

چوتھا سوال: بطور امتحان کے پوچھا کہ

وَمَا تَشَاءُوْنَ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ .....

جو خدا چاہتا ہے وہ ہی تم چاہتے ہو۔۔۔۔

﴿پَارَہ عَمَّہ 30/ سُوْرَۃُ التَّکْوِیْر81/ آیَہ 29﴾

اس بنا پر چاہئے کہ بندہ جو کچھ چاہے وہ ہی ہو جاوے حالانکہ اکثر بندہ کی خواہش کے مطابق نہیں ہوتا۔ وہ کیا ہے؟

جواب: جو کوئی کچھ بھی علم سے بہرہ ور ہوگا وہ تو کبھی اس قسم کا سوال نہ کریگا۔ کیوں کہ اس آیہ کا مطلب فقط یہ ہی ہے کہ جس طرح بندوں کے افعال اوقوال بہ تقدیر ایزدی ہیں ویسے ہی اس کے خواطر اور آرزوئیں بھی مشیت الٰہی کے مطابق ہیں۔ پس اس سے تو فقط اسی قدر ثابت ہوتا ہے کہ بندوں کی چاہت خدا کی چاہت کے تابع ہے۔

(یہاں کوئی ایسا نہ سمجھے کہ خدا کے چاہنے کے ساتھ سب چیزیں بن جایا کرتی ہیں۔ کیوں کہ جب کس چیز کا نہ بننا چاہا، تو چاہنا تو ہوا پر وہ کبھی نہ بنے گی۔ اسی طرح ہمارے دل میں خواہشوں اور ارادوں کا پیدا ہونا چاہیگا تو وہ پیدا ہو جاوینگے۔ مگر جن چیزوں کے وجود یا عدم کا ارادہ ہوگا ان کا موجود اور معدوم ہو جانا جب تک خدا اس کے ارادہ کے پیدا ہونے کے ساتھ یا کسی عرصہ کے بعد نہ چاہے گا وہاں تک موجود یا معدوم نہیں ہو سکتیں۔ پس یہ بندہ کا چاہنا خدا کے چاہنے سے تو ہوا مگر اس کا ہو جانا اس چاہت کے معاً کیوں کر مان لیا جائے گا؟)

پانچواں سوال: آپ تو ولایت کو نبوت سے بڑھ کر بتلاتے ہیں؟

جواب: بندہ بتلاتا ہے یا محمد رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں؟ کہ

الوِلایَة اَفُضَلَ مِنُ النبُوَة۔ یعنی ولایت نبوت سے افضل ہے۔

علما نے عرض کیا کہ نبی کی ولایت نبوت سے بڑھ کر ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ میں نے کب کہا کہ میری ولایت نبی کی نبوت سے بڑھ کر ہے؟ یا مجھے نبی پر فضیلت ہے؟ یا کسی ولی کو نبی پر فضیلت ہے؟ لوگو! تم کو نبوت اور ولایت کے معنی بھی معلوم ہیں؟

چھٹا سوال: آپ کہتے ہیں کہ ایمان بڑھتا گھٹتا ہے، اور امام اعظم کہتے ہیں کہ نہ وہ بڑھتا ہے نہ گھٹتا ہے۔

جواب : اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَاِذَا تُلِیَتُ عَلَیُهِمُ اٰیٰتُه زَادَتُهُمُ اِیُمَاناً وَّعَلٰی رَبِّهِمُ یَتَوَكَّلُوُنَ ○

اور جب ان پر اس کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تب ان کا ایمان زیادہ ہوتا ہے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔

﴿پَارَہ قَالَ المَلَاُ 9 / سُوُرَۃُ اَلاَنُفَال 8 / آیہ 2﴾

اس آیت سے ایمان کا زائد ہونا صاف ثابت ہے۔ امام اعظمؒ صاحب نے اپنے ایمان کی خبر دی ہے جو کمال پہ پہنچا ہوا تھا اور کمال کے بعد نہ تو ایمان بڑھتا ہے نہ گھٹتا ہے۔

ساتواں سوال: آپ کسب کو حرام فرماتے ہیں؟

جواب: مومن کو کسب حلال ہے۔ مومن ہونا چاہیئے۔ اور قرآن مجید میں غور کرنا چاہیئے کہ وہ مومن کس کو کہہ رہا ہے؟

آٹھواں سوال: آپ علم کی تحصیل کو بھی منع کرتے ہیں؟

جواب: بندہ محمد رسول اللہ ﷺ کے تابع ہے جس بات کو رسول اللہ ﷺ منع نہیں فرماتے اس بات کو بندہ کیوں کر منع کر سکتا ہے؟ پر ہاں، بندہ بہ حکم خدا، اور حسب فرمانِ کتابِ خدا، ذِکر اللہ کو فرضِ دائمی (۱) کہتا ہے۔

پس جو کچھ ذکر اللہ کا مانع ہو اس کو بے شبہ منع کرتا ہے خواہ وہ تحصیل علم ہو یا کسب ہو۔ جو کچھ غفلت کا سبب ہو وہ حرام ہے۔ اور یہ بھی ارشاد کیا کہ مومن اگر اس کی شرائط کی کماہی (۲) نگہبانی کر سکتا ہو تو اس کو علم سیکھنا اور کسب کرنا حلال ہے۔ کلام اللہ میں خوب غور کرو کہ اس بارے میں کیا کیا شرائط ہیں۔

نواں سوال: آپ کہتے ہیں کہ خدا کا دیدار اس دنیائے فانی میں بھی بہ چشم سر دیکھ سکتے ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَمَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی وَاَضَلُّ سَبِیْلًا ○

جو شخص یہاں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہے اور بالکل گمراہ ہے۔

﴿پَارَہ سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ 15/ سُوْرَةُ بَنِیْۤ اِسْرَآئِیل 17/ آیہ 72﴾

علماء نے کہا کہ اہل سنت کا اتفاق ہے کہ اس آیت سے اللہ تعالیٰ کا دیدار آخرت میں دیکھنے سے مراد ہے نہ کہ یہاں۔ آپؑ نے فرمایا خدائے تعالیٰ کا وعدہ مطلق ہے اس لئے میں اس کے معنی مطلق لیتا ہوں، مقید نہیں کرتا۔ دیکھو کہیں بھی اہلسنت

---

(۱) ہمیشہ (۲) ہمت کے ساتھ

کے یہاں دیدار خدا کو ناجائز اور غیر ممکن تو نہیں کہتے ہیں؟ ذرا ان کے کلام کو بڑے غور و تامل سے دیکھو اور سمجھو۔

دسواں سوال: آپ رحمت ورجا(۱) کی آیات بہت کم بیان کرتے ہیں اور قہر و خوف کی زیادہ۔

جواب: حدیث میں وارد ہے کہ تیرا بھائی وہ ہی ہے جو تجھے خوف دلاوے نہ کہ وہ جو تجھے غرور میں ڈالے۔

سوال گیارھواں: آپؒ سے ہم کیا بحث کریں کہ ہم تو امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مذہب کے مقلد ہیں اور آپ مذاہب اربعہ☆ کی پابندی سے آزاد۔ جو کچھ فرماتے ہیں فقط قرآن مجید سے کہتے ہیں جس کے سمجھنے سے ہم قاصر ہیں۔

جواب: گو مذاہب اربعہ سے بندہ کسی بھی مذہب کا پابند نہ ہو، پر کلام اللہ اور رسولؐ کے فرمانوں کا تو مُتّبع (۲) ہے؟ پھر دریافت فرمایا کہ بھلا یہ تو بتلاؤ کہ امام اعظمؒ صاحب کے سوا اور کسی امام کے مذہب کے پابند پہ کیا حکم ہوسکتا ہے؟ نادان کیا جانیں کہ مذہب کے معنی کیا ہے امام اعظمؒ صاحب کا مذہب ان کی زبانی گفتار نہیں بلکہ ان کا چلن اور رفتار ہے۔ اور پیغمبرﷺ کی سنت آپؐ کا عمل ہے نہ فرمان۔

بارھواں سوال: آپ مسلمانوں کو کافر کہتے ہو اور فرماتے ہو کہ مومن بن جاؤ۔

جواب: بندہ خدا تعالی کی کتاب پیش کر کے کہتا ہے۔ جس کو اللہ کی کتاب کافر کہتی ہے اسی کو بندہ بھی کافر کہتا ہے، اپنی جانب سے نہیں کہتا۔ بندہ تابع کتاب اللہ ہے۔ اور یہ جو بندہ خلق اللہ باری اور عبادت الٰہی کی جانب دعوت کرتا ہے وہ بھی کتاب اللہ ہی سے کرتا ہے۔ اور درگاہ صمدی سے بندہ اسی امر پر مامور اور

---

(۱) مہربانی اور اُمّید (☆) یعنی چاروں اماموں کا مذہب یعنی؛ امام اعظم ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور امام مالکؒ (۲) پابند

مبعوث ہے۔

تیرھواں سوال: ہمیں آپؑ کی مہدیت میں تذبذب ہے، اس لئے قبول نہیں کرتے۔

جواب: اس وقت آپؑ نے یہ آیت پڑھی۔

.....وَاِنْ یَّکُ کَاذِباً فَعَلَیْهِ کَذِبُه‘ ج وَاِنْ یَّکُ صَادِقاً یُّصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ ط

.....اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کا جھوٹ اس پر ہے اور اگر سچا ہے تو تم کو وہ مصیبت پہنچے گی جس کا وہ وعدہ دیتا ہے....

﴿پَارَہ فَمَنْ اَظْلَمُ 24 / سُوْرَةُ اَلْمُؤمِن 40 / آیہ 28﴾

علماء نے کہا خوف یہ ہے کہ اگر فی الحقیقت حضور مہدی موعود نہ ہوں اور ہم تصدیق کرلیں تو کہیں خدا کے یہاں گرفتار نہ ہوجاویں۔ حضور موعودؑ نے فرمایا کہ لوگو! کیا ہم کو تمہارے اُتنا بھی خدا کا خوف نہیں کہ تم تو غیر مہدی کو مہدی ماننے سے ڈرو اور ہم خدا کی جانب سے تو مہدی نہ ہوں اور دعویٰ کر بیٹھیں کہ ہم کو خدا نے مہدی بنایا ہے؟ پھر یہ آیہ پڑھی

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَیٰ عَلَی اللّٰهِ کَذِبًا.......

جو شخص خدا تعالیٰ پہ جھوٹا بہتان باندھے اس بڑھ کر کون ظالم ہوگا؟.....

﴿پَارَہ یَعْتَذِرُوْنَ11 / سُوْرَةُ یُوْنُس 10 / آیہ 17﴾

(حضور موعودؑ کے اس آیہ کو پڑھنے سے صاف واضح ہے کہ آپؑ کا دعوی فی الحقیقت بہ حکم خدا تھا۔)

چودھواں سوال: مہدی کی علامات کے من جملہ یہ بھی ہے کہ اس پر تلوار

کارگر نہ ہو۔

جواب: تلوار کا کام کاٹنے کا ہے البتہ یہ بات ہے کہ نبی ﷺ اور مہدی علیہ السلام پہ کوئی شخص غالب نہ ہو سکے گا۔ اور یہ بھی فرمادیا کہ تم کو بندہ کی مہدیت میں تو شک ہے پر خدا کی وحدانیت میں تو شک نہیں؟ قولہ تعالیٰ

...اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط

کیا خدا کے وجود میں بھی شک ہے جو آسمان اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے؟

﴿پَارَہ وَمَا اُبَرِّئُ 13 / سُوْرَۃُ اِبْرٰهِيم 14/ آیَہ 10﴾

تب مہدی کا نام درمیان سے اٹھا لے کر حسب ضابطہ عبادت الٰہی میں مشغول ہو جاؤ خود بہ خود اللہ تعالیٰ تم پر میری مہدیت روشن اور ہویدا (۱) فرمادیگا۔

پندرھواں سوال: آپ کے پاس جو لوگ جمع ہوئے ہیں وہ بڑے بے ادب اور بدرویہ ہیں۔ یہ بھی کوئی بات ہے کہ اپنے قدیم پیروں اور مرشدوں سے برگشتہ (۲) ہو کر اوروں کے قلادۂ اطاعت میں گردن ڈالی ہے (۳) بلکہ ان سے بیزار ہو کر عیب جوئی کیا کرتے ہیں؟

جواب: تمہیں شرعی مسئلہ بھی یاد نہ آیا کہ جب کسی نے اپنی لڑکی کا کسی مستور الحال سے نکاح کر دیا اور بعد چند روز کے تحقیق ہو گیا کہ وہ عِنّی (۴) ہے تو کیا اب بھی شرع اس کی تفریق (۵) کا حکم نہیں دیتا۔ اسی طرح اگر کسی نے کچھ اسباب خریدا اور بعد اس کے اس میں کوئی شرعی عیب ظاہر ہوا تو اب اس شخص کو اس کی تردید (٦) کا استحقاق (۷) حاصل ہے یا نہیں؟ بھلا خیال تو کرو۔ دنیاوی امورات میں تو یہ تفریق اور تردید جائز ہو، تو کیا دینی اموراس سے بھی کم تر ٹھہرے

---

(۱) ظاہر (۲) چھوڑ کر (۳) تابع داری کرنا (۴) نامرد؛ ہجڑا (۵) الگ کرنا (٦) رد کرنا (۷) حق

جو جائز نہ سمجھا جاوے؟ افسوس کہ دینداری کی اب ایسی ہی وقعت رہی ہے! واہ رے خدا طلبی! اسی کو تو خوفِ خدا کہتے ہیں!

غرض بڑی دیر تک بحث ہوتی رہی۔ آپؑ دلائل قاطعہ (۱) سے سمجھاتے رہے۔ پھر چندروز بعد حکمِ خدا ہوا کہ اے سیّد محمد! یہاں سے آگے بڑھ اور خراسان کی جانب جا۔ پس حضور موعودؑ کوچ کر کے تھرادا اور سانچور سے گذرتے ہوئے جالور پہنچے۔

مقام ہفتم۔ جالور

یہ قصبہ پٹن سے ستر کوس بجانب شمال مائل بہ مشرق ہے۔ یہاں حضور موعودؑ نے جامع مسجد میں قیام فرمایا۔ اس وقت یہاں کے حاکم اور والی ملک عثمان نوحانی (لوہانی) پٹھان تھے ان کا خطاب زبدۃ الملک تھا جو عوام میں ''جُبُدَل'' مشہور ہو گیا ہے۔ جب ملک عثمان نے آپؑ کے کمال کا شہرہ سنا خلوص محبت سے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور دلی صدق سے مشرف بہ تصدیق ہو کر مرید ہو گئے۔ اور مکان پہ آکر پہلے تو بڑی تیاریوں سے دعوتیں کھلائیں اور بعد اپنے سارے لشکر کو حکم فرمایا کہ بندہ تو مہدی موعودؑ کی تصدیق کر کے مرید ہو گیا ہے پس اب جس کو ہمارے نان و نمک کی غرض ہو وہ بھی آپؑ کی تصدیق سے مشرف ہو ورنہ جہاں جی چاہے چلا جاے۔ ہم اس کو ہمارے یہاں نوکر نہیں رکھیں گے۔ یہ سن کر تمام لشکر اور رعیت (۲) نے تصدیق کی اور مرید ہو گئے۔ پھر حکم دیا کہ اب تمہارے اگلے پیروں کے شجرے اور ٹوپیاں سوندرڑے (۳) تالاب میں ڈبودو۔ پس دو اونٹ بھر کر ڈبودئے۔

---

(۱) ایسی ٹھوس دلیلیں جس کے بعد کسی دلیل کی ضرورت نہ رہے (۱) علاقے کی عوام جو وہاں کے حاکم کے ماتحت ہوں

(۲) اُس زمانے کے جالور کے ایک تالاب کا نام

موتی جل جانا:

ایک روز کسی نادان نے عین بیان کے وقت دریافت کیا کہ حضورؑ پہ سب کچھ منکشف اورعیاں ہے۔پس میرا موتی جوگم ہوگیا ہے وہ کہاں ہے؟ آپؑ نے فرمایا یہ لوگ کیسے بے وقوف ہیں اس وقت بھی کہیں ایسے تذکروں کا موقع تھا؟ جل جاؤ وہ موتی اور گھر جہاں وہ موتی ہے۔ یہ کہنا تھا کہ جس گھر میں موتی تھا معہ موتی کے جل کر خاک سیاہ ہوگیا۔

مسواک تروتازہ:

ایک روز شاہ نظامؒ نے حضور موعودؑ کو مسواک کرانے کے دوران دریافت کیا کہ بندہ نے حدیث میں دیکھا ہے کہ مہدی خشک درختوں کو سرسبز اور تازہ بنا دیگا۔آپؑ نے اسی وقت وہ مسواک زمین میں گاڑ دیا اور وہ فوراتروتازہ ہوگیا پھر اس کو زمین سے اکھاڑ لے کر بہ دستور مسواک کرنے لگے۔اور فرمایا کہ یہ کام تو بازیگر اور ساحر بھی کر سکتے ہیں۔رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی یہ مراد ہے کہ لوگوں کے دلوں میں جو درخت عشق خشک ہوگیا ہے،مہدی اس کو سرسبز اور لہلاتا کر دیگا۔

قطروں کی گواہی:

ایک روز شاہ دلاورؒ نے وضو کراتے ہوئے عرض کیا کہ حضور، جو قطرہ گرتا ہے وہ گواہی دیتا ہے کہ یہ مہدی موعودؑ خلیفۃ اللہ ہے۔آپؑ نے فرمایا اس پہ کیا موقوف ہے؟ بندہ جہاں کہیں جاتا ہے وہاں ہر درو دیوار اور درخت وسنگ بلکہ ہر ایک ذرہ سے یہ آواز آرہی ہے پر ایسے گوش شنوا(۱) کہاں ہیں کہ سنیں؟ تم کو خدا تعالی نے ایسے کان عطا فرمائے ہیں جو سنتے ہو۔

---

(۱) سننے والے کان

اعتکاف:

اوراسی مسجد میں آپؑ اواخر رمضان شریف میں اعتکاف بیٹھے ہیں۔

بندگی میاںؓ کا آپہنچنا:

بندگی میاں سیّد خوندمیرؓ باصح روایت یہیں حضور موعودؑ کی خدمت میں شرف اندوز ہوئے ہیں۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ مبارز الملک ملک نصیر نے جناب بندگی میاںؓ کو حویلی پہ قید رکھا تھا۔ جیسا کہ پہلے گذرا پھر جس وقت حضور موعودؑ بڑلی سے آگے تشریف فرما ہوئے، شہر میں پھرنے کی اجازت ملی۔ مگر دوری مرشد سے آپؓ نہایت پریشان خاطر رہا کرتے تھے ملک نصیر کو خیال ہوا کہ اگر ان کا نکاح ہو جاوے تو دل جمعی ہو جائے گی۔ پس بندگی ملک میاں جیؓ کی دختر بی بی عائشہؓ سے شادی کردی۔ بندگی ملک میاں جیؓ، بیانی ملک ہیں اور ان کی بیوی بندگی میاں سیّد خوندمیرؓ کی خالہ ہیں۔

اگر چہ شادی ہوئی مگر دلجمعی نہ ہوئی (انتخاب المو الید) اسی قرب میں ملک نصیر کو مہم دانتی واڑھ پہ چڑھ جانے کو حکم شاہی صادر ہوا۔ بندگی میاں سیّد خوندمیرؓ کو بھی بھاگ جانے کے خوف سے ہمراہ لیا، مگر جب کہ اس مہم کے سر کرنے میں عرصۂ دراز لگا تو ملک نصیر کے رفقا اور جلیسوں (ا) نے مکانوں کی رخصت لی۔ بندگی میاںؓ نے بھی اجازت چاہی۔ ملک سمجھے کہ شاید ان کو مکان کا خیال ہوا۔ خوش خرم رخصت کر دیا اور عطر ولباس فاخرہ اور رہوار خوش قدم اور خرچ راہ دے کر روانہ کر دیا اور کہہ دیا کہ جب تک جی چاہے تب تک تم کو مکان پہ رہنے کی اجازت

(ا) ساتھیوں

ہے بندگی میاںؒ کنوارہ کلیانہ کے موضع تک جوانوں کے ہمراہ آئے۔ یہاں جوانوں کو کہا کہ ہم تو یہاں ٹھہریں گے تم اپنے اپنے مکانوں کو جاؤاور ہمارے گھر میں خبر دے دینا۔ جب وہ چلے گئے تو موضع مذکور کے پٹیل کو بلوا کر گھوڑا وغیرہ اسباب جو ملک نصیر کا تھا سپرد کر دیا اور کہہ دیا کہ یہ سب اسباب ملک نصیر کو پہنچا دینا۔ اگر کچھ فرق رہا تو تم ذمہ دار ہو۔ جب ملک پوچھیں تو کہہ دینا کہ وہ تو اپنے مرشد کے پاس چلے گئے۔

اسباب سپرد کر کے آپؒ نے تو چل دیا اور منازل طے کرتے ہوئے جالور میں آ ملے۔ بعض موالید میں آپؒ کی شادی کا حال مختلف طور سے اور ملنے کی جائے دوسری بھی بیان کرتے ہیں، لیکن میاں سید فضل اللہؒ نے اپنے بزرگوں سے یوں ہی تحقیق کیا ہے جیسے صدر میں مرقوم ہے۔

مقام ہشتم ۔ ناگور

یہ شہر مارواڑ کے نامی شہروں میں ہے اور جالور سے پچاسی کوس بہ جانب شمال مائل بہ مشرق ہے۔

شہزادۂ لاہوت:

جب آپؒ یہاں تشریف فرما ہوئے اور آپؒ کے اوصاف عالیہ یہاں کے مغل حاکم میاں ملک جیوؒ کے گوش زد ہوئے۔ وہ علما اور مشائخ کو جمع کر کے ہمراہ لے کر بحث مہدیت کے لئے حضور موعودؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جوں ہی چار نظر ہوئے فوراً گھوڑے سے کود کر قدموں پہ جا گرے۔ حضور موعودؑ نے فرمایا، آئے

میاں ملک جی شہزادۂ لاہوت! اور ان کا سر قدموں سے اٹھا کر کنارگیری(۱) فرمائی۔تب عرض کیا کہ فدوی نے تصدیق تو کر لی ہے مگر تلقین فرمایئے۔حضور موعودؑ نے ذکر خفی سے تلقین کیا اور وہ تارک دنیا ہوکر ہمراہ ہو گئے۔

بعض روایات میں میاں ملک جیو کے جالور اور ناگور کے فی مابین ملاقی ہوکر (۲)مصدق بن جانا بھی آیا ہے۔یہ صاحب اثناءعشر مبشرہ میں نویں یا ساتویں ہیں۔

قٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا:

ایک روز بیان کے اندر فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے کہ اے سیّد محمدؐ

فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا.... ہوگیا۔

وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ.... ہوگیا۔

وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِيْلِیْ.... ہوگیا۔اب ایک

قٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا....(☆) باقی رہا ہے۔وہ جب اللہ تعالیٰ چاہے گا تب ہوگا۔پر بندہ کو اس کا حکم نہیں میرے لوگوں سے ہوگا۔

معنی آیہ یہ ہے کہ جن لوگوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں ستائے گئے اور لڑکر مارے گئے۔آخر تک۔

غرض یہ کہ اس آیہ میں مذکورہ چہار صفتوں سے ہجرت،اخراج اور ایذا......تین تو

---

(۱) گلے لگایا (۲) بیچ میں مل کر

(☆)....فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِيْلِیْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ج

....جن لوگوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں ستائے گئے اور لڑکر مارے گئے۔ضرور کفارہ بناؤں گا میں ان کی طرف سے (ان عملوں کو) اُن کے گناہوں کا اور ضرور داخل کروں گا میں ان کو جنّتوں میں،بہتی ہیں جن کے نیچے نہریں....

﴿پارہ لَنْ تَنَالُوْا 4 /سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰن 3 / آیہ 195﴾

ہو چکیں اور صفت چہارمی جولڑ کر مر جانے کی ہے وہ باقی ہے سو انشاء اللہ تعالیٰ ہو گی۔ یہ چہاروں صفتیں خاص مہدی علیہ السلام کی ہیں۔ پر کیونکہ حضور موعودؑ پر کوئی غالب نہ ہو سکے گا، لہٰذا یہ آپؑ کی چہارم صفت کسی اور کے ساتھ متعلق ہوئی۔

بندگی شاہ نعمتؓ کا احتمال:

جب مغرب کی نماز ہو چکی، بندگی میاں سیّد خوند میرؓ نے بندگی شاہ نعمتؓ کو حضور موعودؑ کے پاس بھیج کر پچھوایا کہ حضورؑ، جس سے یہ خاص ذات والا کی صفت سرانجام ہونے والی ہے اس کا نام بتلاویں تو اس کی تعظیم وتکریم میں کوئی دقیقہ (۱) اٹھا نہ رکھا جاوے۔ حضور موعودؑ نے فرمایا کہ "سائل (۲) ہے۔" بندگی شاہ نعمتؓ سمجھے کہ میں نے پوچھا ہے پس اس بار کا حامل میں ٹھہرا۔ اس لئے بندگی میاںؓ سے آ کر کہا کہ حضور نے تو سائل کو بتلایا ہے، اور سائل میں تھا، پس مقرر ہوا۔ لیکن جبکہ دراصل سوال بندگی میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا ہے اس وجہ سے یہ تخصیص (۳) نہ احتمالی (۴) ہوتی ہے نہ قطعی (۵)۔ لہٰذا ایک روز موقع دیکھ کر حضور موعودؑ سے دریافت کیا کہ حضور، بار وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا کے حامل میاں نعمتؓ ہوئے؟ فرمایا نہیں، چوں کہ سائل تم تھے، میں نے تم کو کہا ہے۔ [یہ بیان فرہ مبارک میں بھی ہوا ہے۔]

لکھا ہے کہ جب تک مسلمانوں کی سرحد تھی وہاں تک فرمان تھا کہ کوئی کسی کے کِشت (۶) سے کوئی چیز نہ لے۔ جب مشرکین کا ملک آیا حکم دیا، کہ اب ان لوگوں کے کھیتوں سے بحسب حاجت لے کر کھا لیا کرو کہ مباح ہے کہ وہ حربی (۷) ہیں۔

---

(۱) کسر؛ کمی (۲) سوال کرنے والا (۳) خاص کرنا (۴) ممکن (۵) بالکل یقینی (۶) کھیت (۷) اسلام کے مخالف

اور منکرین کلمہ گویوں کے حق میں یہ آیت پڑھی۔
دیہاتی لوگوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے ہیں کہدے اے رسول، کہ تم ایمان تو نہیں لائے لیکن یہ کہو کہ اسلام میں داخل ہوئے......☆

حضور موعودؑ نے اس آیہ سے بتلایا کہ منکروں سے ستم کر کے کوئی چیز نہ لینا چاہیئے اور بلا نکاح نہ تو ان کی عورتوں کو تصرف میں لانا اور نہ ان کو بیگار میں پکڑنا چاہیئے اور نہ تو ان کے کھیت یا باغ سے لے کر کھانا چاہیئے۔ کلمہ گوئی کی اس قدر حرمت رکھا کرو۔ یہاں سے جیسلمیر تشریف فرما ہوئے۔

مقام نہم۔ جیسلمیر

یہ شہر ناگور سے پچانوے کوس مغرب میں کچھ مائل بہ جنوب ہے۔ اس کے گرد نواح ریگستان کا بڑا جنگل ہے۔

بیل کی قربانی:

جب حضور موعودؑ یہاں فروکشی کے ارادہ میں تھے کہ کسی نے عرض کی، خداوند، یہ ملک ہنود ِمشرکین کی حکومت میں ہے اور ہمارا بیل مرتا ہے اب حکم خدّام کیا ہے؟ آپؑ نے جانب حق توجہ کر کے فرمایا، حکم خدا ہوتا ہے کہ بیل کو ذبح کردو۔ اگر ہنود ہجوم کر کے کشت وخون پہ آمادہ ہوئے تو اپنے منہ دکھلا دینا وہ تاب نہ لا کر بھاگ جاویں گے یا مطیع وفرماں بردار بن جاویں گے۔ جب حضور موعودؑ نے بیل

☆ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ط قُل لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْآ اَسْلَمْنَا
﴿پَارَہ حٰمٓ 26 / سُوْرَۃُ الْحُجُرٰت 49 / آیہ 14﴾

کے ذبح کا حکم دیا سب اصحاب ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے کیوں کہ راجپوتوں کی حکومت ہونے کی وجہ سے گاؤکشی وہاں سخت جرم گنا جاتا تھا۔ گو بندگی میاں عبدالمجیدؒ شتر سوار تھے، پر جھٹ اتر کر بیل کو ذبح کرڈالا کہتے ہیں کہ یہ بیل ان ہی کا تھا۔ ذبح کر کے خدا کی راہ میں دے دیا۔

ہمراہی لوگ تو پوستکشی (۱) اور گوشت کی حصہ سازی میں مشغول تھے کہ اس ملک کے بعض باشندوں نے سرکار جیسلمیر میں جا نالش (۲) کی کہ جو بات اپنے ملک میں ابتدائے حکومت راجپوتوں سے آج تک کبھی نہ ہوئی تھی، آج ہوئی۔ وہ یہ کہ ایک گروہِ مسلمان جو شہر کے باہر فروکش ہے، ایک بیل کو ذبح کر کے بےفکر باہم حصے بانٹ رہا ہے۔ اس وقت وہاں کا راجہ مر گیا تھا اور کا خوردسال لڑکا گدی نشین تھا۔ حکومت اس کی ماں کے ہاتھ میں تھی جو بڑی عاقلہ اور فہیم تھی۔ جب یہ روادار سنی نہایت متردد (۳) ہوئی۔ وزیر کو بلوا کر حال کہہ سنایا۔ وزیر نے کہا اس میں تردد کیا ہے؟ رانی نے کہا، جو کوئی کسی ملک میں اترتا ہے وہ اس کے رسم ورواج سے واقف ہو جاتا ہے۔ تو یہ لوگ بھی ضرور ہمارے رواج سے واقف ہونگے۔ اور باوجود اس کے جو انھوں نے خاص اسلامی کارروائی ہمارے ملک میں کی ہے تو یا تو میرے لڑکے کے حسد سے اس کے برادران علاتی نے، جو باغی ہیں، ان کے ساتھ سازش کر کے یہ کام کرایا۔ یا وہ خود ہم سے زیادہ صاحب قوت ہیں کہ انھوں نے بلاخوف وخطر اس کام کا اقدام کیا ہے۔ وزیر نے کہا کچھ جائے تردد نہیں۔ کیوں کہ ہمارے ہم قوم تو ایسے کاموں کے روادار (۴) نہیں بن سکتے۔ اسی طرح کوئی صاحب سلطنت اس قدر خفیہ، کہ وہ ہمارے شہر تک پہنچ جاوے اور ہم کو خبر تک نہ ہو،

---

(۱) کھال اتارنا (۲) شکایت؛ فریاد (۳) فکرمند (۴) جاری رکھنے والے

نہیں آ سکتا۔ ہاں، کوتہ اندیش مسلمانوں یا جلیل القدر(۱) درویشوں (۲) کا یہ کام ہوسکتا ہے۔ میں جا کر خبر نکالتا ہوں تم یہاں لشکر کو جمع کر رکھو جیسا مناسب ہوگا کیا جائیگا۔ یہ کہہ کر وزیر برآمد ہوا، اور خبر لانے والوں سے پوچھا کہ وہ لوگ کتنے ہیں اور کیسے ہیں؟ کہا پانچ سو سات سو آدمی درویشانہ لباس میں ہیں۔ یہ سن کہ دو تین معتمدین (۳) اور چند چیدہ سواروں کو ہمراہ لے کر سوار ہو گیا۔ جب وزیر پہنچا اس وقت بھی سارے مہاجرین گوشت کی تقسیم کر رہے تھے۔

وزیر نے گھرک کر کہا کہ لوگو، تم کون ہو کہ اس ملک راجپوتوں میں ایسے فعل شنیع (۴) کے مرتکب ہوئے ہو؟ تمہیں اپنی جان کا خوف نہ آیا کہ اس قدر سخت جرم کا اقدام کیا؟

اگرچہ وزیر نہایت رعب وداب کے ساتھ کھڑا ہوا اس تقریر کو ادا کر رہا تھا، پر ان فقرا کے جی میں کچھ بھی خوف یا دہشت نہ آئی اور خوب ہی اطمینان سے جواب دیا کہ ہم بندگان خدا ہیں۔ اور یہ کام ہم نے از خود نہیں کیا بلکہ ہمارے امام اور پیشوا کے حکم سے کیا ہے جس کے فرمان کے بغیر ہم کچھ کام نہیں کرتے۔ یہ کہہ کر پھر یہ فارغ بالی اپنے کام میں لگ گئے۔ وزیر سمجھ گیا کہ یہاں کچھ بھید ہے۔ دریافت کیا کہ تمہارے امام کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا کہ خیمہ کے اندر ہیں۔ کہا، باہر بلواؤ۔ کوئی اندر اطلاع کو گیا۔ یہاں وزیر نے اپنے ہمراہیوں کو بتاکید تمام کہدیا کہ خبردار کوئی اس کی تعظیم وتوقیر نہ کرنا۔ جوں ہی حضور موعودؑ باہر تشریف لائے سب کے سب گھوڑوں پر سے بے اختیار کود پڑے۔ سب سے اوّل وزیر دوڑ کر قدموں پہ گر پڑا۔ حضور موعودؑ نے اس کی پشت پر ہاتھ رکھ دیا، مگر اس کا سر نہ اٹھایا۔ آخر وزیر

(۱) بڑے مرتبے والے (۲) فقیروں (۳) قابلِ بھروسہ نائب (۴) برا کام

قدمبوسی سے فارغ ہو کر بیٹھ گیا۔آپؑ نے قولہ تعالیٰ کا بیان فرمایا،

یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ حَسۡبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ○ ط سے وَاللّٰہُ مَعَ الصَّابِرِیۡنَ ○(☆۱)

یعنی ،اے نبیؐ! تجھ کو اور تیرے تابعدار مومنوں کو خدا تعالیٰ بس ہے .....اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔(☆۲)

﴿پَارَہ وَاعۡلَمُوۡ 10 / سُوۡرَۃُ اَنۡفَال 8 / آیہ 64-66﴾

وزیر بڑے شوق ذوق سے سنتا رہا۔بعد اتمام بیان التماس کی کہ حضورؑ نے جو فرمایا کہ پہلے دس مسلمان سو پہ غالب آتے اور سو، ہزار پہ۔اور پھر دس بیس پہ۔وہ سب فدوی نے سنا مگر اب تو کافروں اور مسلمانوں کے فی مابین کچھ بھی فرق نہیں۔ تو کیا اس زمانہ میں بھی ایسے مسلمان لوگ ہیں جن کا ایک شخص دس پہ غالب رہے؟ آپؑ نے فرمایا،تمہارا جی کیا کہتا ہے؟ اس نے عرض کیا اگر ہیں تو یہ ہی حضورؑ کے ہمراہی لوگ ہیں۔آپؑ نے مسکرا کر فرمایا،<u>البتہ</u> (ا) ایسا ہی ہے۔

پھر وزیر نے عرض کی کہ فدوی کو اجازت اور اقرار ہو کہ فدوی کے حاضر ہوئے

(☆ ا)یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ حَسۡبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ○ طیٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ عَلَی الۡقِتَالِ ط اِنۡ یَّکُنۡ مِّنۡکُمۡ عِشۡرُوۡنَ صٰبِرُوۡنَ یَغۡلِبُوۡا مِائَتَیۡنِ وَاِنۡ یَّکُنۡ مِّنۡکُمۡ مِّا ئَۃ" یَّغۡلِبُوۡۤا اَلۡفًا مِّنَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِاَنَّھُمۡ قَوۡم" لَّا یَفۡقَھُوۡنَ ○ اَلۡئٰنَ خَفَّفَ اللّٰہُ عَنۡکُمۡ وَعَلِمَ اَنَّ فِیۡکُمۡ ضَعۡفًا ط فَاِنۡ یَّکُنۡ مِّنۡکُمۡ مِّائَۃ" صَابِرَۃ" یَّغۡلِبُوۡا مِائَتَیۡنِ ج وَاِنۡ یَّکُنۡ مِّنۡکُمۡ اَلۡف" یَّغۡلِبُوۡۤا اَلۡفَیۡنِ بِاِذۡنِ اللّٰہ وَاللّٰہُ مَعَ الصَّابِرِیۡنَ ○

(☆ ا) اے نبیؐ! تجھ کو اور تیرے تابعدار مومنوں کو خدا تعالیٰ بس ہے اے نبیؐ! اُبھارتے رہو مومنوں کو جہاد پر۔اگر ہوں گے تم میں سے بیس ثابت قدم رہنے والے تو غالب آجائیں گے وہ دوسو پر، اور اگر ہوں گے تم میں سے سو (ثابت قدم) تو غالب آجائیں گے ہزار کافروں پر کیونکہ وہ ایسے لوگ ہیں جو سمجھ نہیں رکھتے۔اچھا! اب تخفیف کردی ہے اللہ نے تم پر اور جان لیا ہے کہ تم میں کمزوری ہے لہٰذا اگر ہوں تم میں سے سو ثابت قدم رہنے والے تو وہ غالب آجائیں گے دوسو پر۔اگر ہوں تم میں سے ہزار (ثابت قدم) تو وہ غالب آجائیں گے دو ہزار پر اللہ کے حکم سے۔اور اللہ ساتھ ہے صبر کرنے والوں کے (ا) بالکل

بغیر یہاں سے مقام نہ اٹھے۔ آپؑ نے فرمایا کہ ہم کو حکم خدا ہو گیا ہے کہ یہ ملک تو اپنا جان لے یہاں کے سارے باشندے تیرے مطیع رہیں گے اور تجھ سے مقابلہ نہ کریں گے۔ لہٰذا جب تک حکم ثانی صادر نہ ہوگا یہاں سے مقام نہ اٹھے گا۔ وزیر نے کہا زہے نصیب کہ حضورؑ یہاں ٹھہریں۔

پھر وزیر نے سرکار میں جا کر رانی سے کہا کہ جس نے بیل کو پیدا کیا تھا اسی نے مارا بھی۔ ہمارا تو مقدور نہیں کہ کچھ کہہ سکیں۔ اگر کوئی حرف منہ سے نکالا تو ملک گیا سمجھ لو۔ میں نے تو ایسا صاحب کمال خدا رسیدہ نہ تو ہندوؤں میں دیکھا نہ مسلمانوں میں۔ جب منہ دیکھ لیا پھر تو کیا تاب کہ سرکشی کر سکے؟ جہاں تک بن سکے خدمت ہی سے پیش آنا انسب اور اولیٰ (۱) ہے کہ اسی میں سعادت اور بہبودی ہے۔

(اور ایک ضعیف روایت میں بھی یوں آیا ہے کہ بیل کے سر کو منگوا کر اور جسم کو پوست سے ملا کر اشارہ سے زندہ کر دکھلایا ہے۔ جس کے ملاحظہ سے راجہ کی چچازاد بہن بائی بھان متی شیدا ہو کر مومن مصدق بن گئیں اور حضور موعودؑ نے ان کو اپنی خدمت سے مشرف فرمایا اور ان کے شکم سے بندگی میراں سیّد علیؓ شہید بر نامِ مہدی پیدا ہوئے)

ایک ہفتہ کے بعد فرمان ہوا کہ فرمان خدا ہو گیا ہے کہ یہاں سے کوچ کرو۔ پس لوگو، تیار ہو جاؤ۔ وہ سب تیاری کرنے لگے۔ وزیر نے آ کر عرض کی کہ فدوی ہماری سرحد تک ہمراہ رہیگا کہ راجۂ حال کے علاتی بھائیوں نے بغاوت کر کے شورش مچا رکھی ہے۔ اس ملک کی رعایا اور ہر وارد و صادر کو ستاتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ حضورؑ کے بھی صدر راہ ہوں۔

آپؑ نے فرمایا کہ جب ہم ان کے نکال دینے والوں ہی پہ بعون اللہ غالب ہیں تو ان سے کب ڈریں گے؟ جس نے ہم کو ایسا بنایا ہے، وہ ہم کو وہاں بھی بے

---

(۱) مناسب اور بہتر

بس نہ چھوڑے گا۔اور یہ تو میں نے تمہیں اوّل ہی کہہ دیا ہے کہ بندہ بے حکم خدا نہ کچھ کرتا ہے نہ قدم اٹھاتا ہے پس وہ ہردم و ہرقدم ہمارے ساتھ ہے۔

چہار پایوں کوروک دینا:

ایک روز آپؑ جیسلمیر کے کنویں کے حوض پہ وضوکررہے تھے نا گہ چہار پایوں کا گلہ آپہنچا اور چونکہ وہ ان کی آب نوشی کا وقت تھا، مارے پیاس کے بڑی کشمکش سے پانی پہ دھنسنے لگے۔آپؑ نے ان کو دست مبارک سے اشارہ کیا جو جہاں کھڑا تھا وہیں ٹھہر گیا۔جب آپؑ بہ آرام وضوفرما چکے اور ہٹ گئے تب سب نے پانی پیا۔

پرانی راہ جاری کرنا:

غرض جیسلمیر سے حضور موعودؑ روانہ ہوے۔چلتے چلتے کہیں دوراہہ ملا ایک راہ تو کثرتِ درندوں اور گزندوں کی وجہ سے بند ہوگئی تھی، یہاں تک کہ اس کا نشان بھی مٹ گیا تھا اور کوسوں پانی کا نام ونشان بھی نہ تھا۔آپؑ کے مہاجرین نے حال عرض کیا۔فرمایا بندہ پرانی راہ کے جاری کرنے کو آیا ہے اور بندہ کسی بھی جانب بدوں فرمان خدا نہیں جاتا۔حاصل یہ کہ پرانی راہ اختیار کی۔قدرتِ خدا سے اس قدر بارش ہوئی کہ جہاں تک پانی کا قحط تھا وہاں تک سارے تالاب اور مغاک(۱) پُر اور لبریز ہوگئے۔جس سے حضورؑ کے ہمراہیوں نے بہ آرامی تمام اس خطہ کو قطع فرمایا۔

(۱) گڑھے

بندگی میاں سیّدخوندمیرؓ کا پیچھے رہ جانا:

مروی ہے کہ انہیں منزلوں میں ایک منزل پہ مقام تھا اور بندگی میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ قضائے حاجت کے لئے گئے تھے۔ ناگاہ حضور موعودؑ کو حکم ہوا اور مقام اٹھ گیا۔ آکر دیکھا تو کوئی نہ تھا۔ اور راہ کا نشان باقی نہ رہنے کے باعث معلوم نہ ہوسکا کہ کس طرف تشریف فرما ہوئے۔ آخر دل سے تحرّی(۱) کر کے اِدھر اُدھر تین روز تک پھرتے رہے مگر راستہ نہ پایا۔ ادھر بھوک اور پیاس نے بھی غلبہ کیا اچانک کوئی سفید ریش بوڑھا شخص پورے بکرے کا گوشت اس کے چمڑے میں بھرا ہوا اٹھا کر آپؓ کے قریب آیا اور کہا لیجئے، یہ گوشت خدا نے دیا ہے۔ اور بتلا دیا کہ وہ سامنے آگ جل رہی ہے۔ وہاں جاؤ کہ وہاں سب اسباب مہیا ہے اور تمہارے قافلہ کی راہ بھی وہیں ہے۔ آپؓ نے جا کر دیکھا تو اچھے دہکتے اخگر اور کچھ ایندھن بھی موجود ہیں اور نمک مرچ پسا ہوا ایک برتن میں دھرا ہے آپؓ نے گوشت کو نمک مرچ لگا، بھون بھنا، خوب سیر ہو کر کھا لیا، اور اپنی راہ لی۔ تھوڑی دور جا کر پھر سے راہ بھولے۔ تب باطن کی جانب توجہ کی تو ہر کاہ وخاشاک سے آواز سنائی دی کہ ھٰذا مہدی الموعود، ھٰذا خلیفة اللّٰه..(۲) اسی طور سے حضور موعودؑ سے جا ملے۔

حضور ماعودؑ کا قاعدہ:

حضور موعودؑ کا قائدہ تھا کہ بلا حکم الٰہی نہ فروکش ہوتے نہ سوار۔ اور سوار ہوکر بھی اپنی مرضی سے نہ چلتے۔ جس طرف ظہورِ حق ہوتا اسی طرف روانہ ہوتے۔ روانہ ہوتے وقت نہ کسی غیر حاضر کے حاضر ہونے یا کسی ناتیار کے تیار ہونے کا انتظار فرماتے۔ سوار ہوئے

(۱) نیک نیّتی سے ڈھونڈنا (۲) یہ مہدی موعود، یہ اللہ کے نائب

اور چل دیا۔ راہ چلتے دیوار وانہار، کوہ واحجار، درخت وخار، پستی وبلندی سے کبھی کنارہ گیری نہ فرماتے اور یک سونہ چلتے۔ آپؑ کا ہمیشہ یہ ہی معمول تھا۔

ایک پین سانپ:

ایک روز آپؑ چلے جارہے تھے ایک شخص سراسیمہ (۱) وپریشان حضور موعودؑ کے سامنے آیا اور کہا لوگو، تم اس راہ پہ کیوں چڑھ گئے؟ یہ راہ تو نہایت ابتر جاں ستان ہے جو اس راہ پر چڑھا کبھی جان بر نہ ہوا۔ میں کارافتادہ (۲) ہوں، اس لئے عرض کرتا ہوں۔ حضور موعودؑ نے دریافت کیا تجھ پہ ایسا کیا حادثہ گذرا جو اس قدر ہراسان (۳) ہے؟ ذرا مفصل بیان کر۔ اس نے عرض کی کہ خداوند! ہم چند لوگ بے خبر اس راہ پہ چڑھ گئے۔ جب شب ہوئی، سب لوگ تو سو گئے، مگر مجھے ناسازی طبیعت کے باعث نیند نہ آئی۔ جب صبح ہوئی، سوتوں کو مردہ پڑا پایا۔ خوف جان کے مارے سب اسباب ومال وہیں چھوڑ بے تحاشہ بھاگا۔ راہ میں اس سرزمین کے باشندوں سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اس ملک کے جنگلوں میں پِیَنْ قسم کے سانپ رہتے ہیں۔ وہ دن کو نظر نہیں آتے اور نہ کسی کو کاٹتے ہیں مگر رات کو جب کوئی مسافر زمین پر سو جاتا ہے، وہ آکر دم کی راہ سے اپنا زہر اس کی رگ وپے میں پہنچا دیتے ہیں۔ جس سے انسان سویا کا سویا رہ جاتا ہے۔ آپؑ نے حق تعالیٰ کی جانب توجہ کر کے فرمایا، کہ حکم خدا ہوتا ہے کہ جاؤ جہاں کہیں شب ہو، نماز عشا پڑھ کر سو جاؤ اور خاطر جمعی سے فجر تک سوتے رہو، کچھ خوف نہ کرو۔ اب جو کوئی اس حکم کے بعد سونے میں تذبذب رکھے گا، وہ ہماری درگاہ سے مردود ہوگا۔

---

(۱) حیران (۲) تجربہ کار (۳) ڈرا ہوا

مردے زندہ کرنا:

پھر اس مصیبت زدہ سے دریافت کیا، وہ مردے کتنی دور ہیں؟ اس نے کہا، یہاں قریب ہیں۔ آج ہی شب کا معاملہ ہے۔ اس سے کہا، چل ہمیں بتلا۔ وہ ہمراہ ہوگیا۔ تمام روز چلے، شام کو مقام ہوا۔ تمام مہاجرین تو بے خوف سو گئے مگر وہ شخص نہ سویا۔ جب صبح کے وقت کل ہمراہیوں کو صحیح وسلامت دیکھا، یقین ہوگیا کہ بے شک یہ حضرت ولی کامل ہیں پھر تو ان مردوں پہ لے جا کر دکھلایا۔ حضور مہدی موعودؑ نے پانی کا پسخوردہ کر کے سب کے منہ میں چوایا۔ ہولے ہولے ہوش آتے گئے اور جب پورے ہوشیار ہوگئے، جیسے کوئی نیند سے بیدار ہوتا ہے ویسے ہی انگڑائیاں لیتے اٹھ بیٹھے۔ اور اس ہمراہی کے ساتھ سب نے مسلمان ہوکر تصدیق کرلی اور ترک دنیا کر کے ہمراہ ہوگئے۔ یہاں حضور موعودؑ نے فرمایا کہ سانپوں کو حکم خدا ہوگیا ہے کہ ہمارا محبوب آتا ہے، تم سب زمین کے نیچے اتر جاؤ۔

بعض موالید میں یہ قصہ کچھ تغاوت سے ٹھٹھہ اور قندھار کے درمیان لکھا ہے۔ پر انتخاب الموالید میں یہیں ہے۔ پھر کوچ بہ کوچ ٹھٹھ میں نزول فرما ہوئے۔

مقام دہم۔ نگر ٹھٹھہ

یہ شہر پایہ تخت ملک سندھ تھا۔ اب سندھ کے نامی شہروں میں شمار کیا جاتا ہے۔ جیسلمیر سے دوسو پینتالیس (245) کوس دور دریائے اٹک پر واقع ہے۔ ملک سندھ کے واقعات میں بڑا اختلاف ہے۔ سیّد فضل اللہ صاحبؒ، صاحب انتخاب

المو الید نے متفق سمجھ کر جیسا تحریر فرمایا ہے، وہ ہی ہم نے بھی لکھ لیا ہے۔

دیدارِ خدا پر بحث:

جب ٹھٹھہ میں جا بہ جا، گلی کوچہ میں چرچا ہوا کہ ایک سیّد گجرات سے یہاں وارد ہے۔ دعویٰ مہدیت کرتا ہے اور اپنے انکار کو کفر بتلاتا ہے اور اس دنیا میں سر کی آنکھوں سے دیدار خدا تعالیٰ دکھلا دینے کا بھی مدعی ہے۔ یہ بات جام نظام الدین عرف جام نندا، والی ٹھٹھہ کے بھی گوش زد ہوئی۔ اس نے پہلے تو علما کو بھیج کر مباحثہ کروایا۔ بہت سے سوال و جواب ہوئے۔ آخر دیدار الٰہی یہاں سر کی آنکھوں سے دیکھنے کا سوال ہوا۔ آپؑ نے قولہ تعالیٰ

وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ۝

اور جو یہاں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہے اور زیادہ تر راستہ گم کیا ہوا ہے۔

﴿پَارَہ سُبۡحٰنَ الَّذِیٓ 15 / سُوۡرَۃُ بَنِیٓ اِسۡرَآئِیل 17 / آیہ 72﴾

پڑھ کر اس کے معنی کہہ سنائے۔ پھر اس دنیا میں دیدار الٰہی ہو سکنے کو بہ دلائل واضح ثابت کر دیا۔ علماء نے کہا کہ اس آیہ سے یہ مراد ہے کہ دنیا میں صنعت پروردگار کی شناخت حاصل کر لے اور عاقبت میں دیدار الٰہی کی امید رکھے۔ آپؑ نے فرمایا ہم نے جو معنی لئے ہیں وہ سیاق کلام کے مطابق ہیں۔ پس وہ ہی ٹھیک اور درست ٹھہریں گے، تو اب اس میں تاویلی شاخیں نکالنا فضول ہے۔ سب چپ گئے اور رخصت لے کر چلے گئے۔ مکان کو جا کر کسی کو بھیج کر کہلا دیا کہ دیدار خدا کا دعوی تو ہوتا ہے پر آپؑ کے لوگوں میں سے کسی نے بھی دیکھا ہے؟ اگر ہے تو ہم حاضر ہو کر

دریافت کریں۔ حضور موعودؑ نے میاں شاہ نظامؓ اور میاں شاہ دلاورؓ سے کہا کہ تم اپنی آنکھوں سے دیدار الٰہی یہاں دیکھ لینے کی گواہی دوگے؟ انہوں نے عرض کیا، خداوندا، بہ صدقۂ حضورؑ ضرور دیں گے۔ اس پیغام لانے والے کی زبانی کہلا دیا کہ گواہ حاضر ہیں، آؤ دیکھ لو۔ پر وہ نہ آئے اور بادشاہ جام نندا سے جا کر کہا کہ یہ سیّدؑ ناسزا(۱) اور غیر ممکن باتیں کہتا ہے، پس اس کو قتل کر ڈالنا چاہیئے۔

دریا خان کا تلقین ہونا:

جام نندا نے دریا خان کو جو اس کی ریاست میں میر لشکر اور صاحب اقتدار تھا بلوایا، اور حکم دیا گیا کہ لشکر لے کر جاؤ اور اس سیّد مدعیِ مہدیت سے جنگ کرو۔ دریا خان لشکر لے کر چڑھ گیا۔ حضور موعودؑ بھی اپنے گھوڑے پہ سوار ہو، تلوار کندھے پہ رکھ لشکر کے سامنے آ کھڑے ہوئے۔

جوں ہی دریا خان کی نظر حضور موعودؑ کے چہرۂ منور پر پڑی بے خود ہو کر گھوڑے سے گر پڑا۔ حضور موعودؑ بھی اتر آئے، اور اٹھا کر بہ ذکر خفی تلقین کیا۔ وہ بلا جنگ وہاں سے پھر آیا اور خدمتِ جام نندا میں عرض کی کہ آپ نے غضب ہی تو کر دیا تھا کہ اس سیّد سے اگر جنگ کی ہوتی تو سب کا ستیاناس ہو جاتا۔ آپ کو معلوم ہے وہ کون ہیں؟ بے شک اپنے دعویٰ مہدیت میں سچے ہیں۔ اگر آپ کو ان کو مہدیت پہ یقین نہ آتا ہو تو خیر مگر فرزند رسول اللہ ﷺ اور ولی کامل تو ضرور ہیں۔ حتی الامکان کبھی ان کو آزردہ خاطر (۲) نہ کرنا۔ یہ کہہ کر گھر گیا اور عمدہ عمدہ پکوان حضور موعودؑ کی خدمت میں بھجواتا رہا۔ تین روز بعد حضورؑ نے قبول نہ فرمایا۔

---

(۱) نامناسب (۲) دکھی

شیخ صدرالدینؒ:

پھر جام ننداؔ نے اپنے مرشد شیخ صدارالدینؒ کو، جو نامی فاضل اور مشہور مشایخوں سے تھے، بلوا کر کہا کہ سیّد محمدؑ، جو چند روز سے یہاں وارد ہیں، آپؒ نے سنا ہوگا کہ دعویٰ مہدیت کرتے ہیں۔ پس اس وقت آپؒ کے سوا ایسا کوئی نہیں کہ ان سے بحث میں مقابلہ کرے لہذا آپؒ جاؤ اور تحقیق کر کے حقیقت حال سے مجھے اطلاع بھیجو۔ آپؒ نے چند روز کی مہلت طلب کی تا کہ حال مہدی تحقیق کرلیں۔ (اور بعض روایات میں اسی وقت روانہ ہوئے) جب قریب خیام عالی پہنچے، حضور موعودؑ باہر سپاہانہ ابریشمی لباس زیب تن کئے ہوئے، ہاتھ میں تیر وکمان لئے کھڑاویں پہنے ہوے کھڑے تھے۔ شیخ جی یہ حال دیکھ کر بدظن ہوگئے کہ یہاں کیا ہے جو جاؤں؟ پس وہیں سے الٹے پھرے۔ راہ میں ایک درخت سے آواز آئی کہ وہاں جاؤ تو سہی! بے شک ظہور ہے۔ شیخ جی نے اسی وقت لاحول پڑھی اور آگے بڑھے تو ایک پتھر سے بھی وہ ہی سنا۔ پھر بھی ویسا ہی کیا۔ پھر تو غیب سے آواز آئی کہ اے صدرالدین، یہ آواز شیطانی نہیں، یہ تو صدائے سبحانی ہے۔ جا، دیکھ تو سہی کہ کیا کچھ ظہور ہے۔ آخر شیخ صاحب خدمت اقدس سے مشرف ہوئے۔ آپؑ نے حسب دستور بیان کلام اللہ سنایا۔ پھر تو آپؑ کے کمال کا یقین ہوگیا کہ اس تڑپ جھڑپ کا بیان کبھی سنا نہ تھا۔ بعدہ جس قدر شبہات وشکوک تھے وہ بھی دریافت کرلئے۔ آخر یہ کہا کہ خداوند، جو کچھ ارشاد ہوتا ہے وہ سب ٹھیک اور درست ہے۔ لیکن اگر میں تصدیق کرلوں اور حضور فی الحقیقت مہدی نہ ہوں تو قیامت کے روز جوابدہی مشکل ہوجاوے۔ اس کے جواب میں حضور موعودؑ کا ارشاد ہوا شیخ صاحب کیا ہم کو تمہارے

جتنا بھی خوف خدانہیں؟ کہ تم جوکوئی فی الحقیقت مہدی نہ ہواس کی تصدیق سے ڈرتے ہو،اورہم خدا کی جانب سے مہدی نہ ہوکراسی کی جانب سے مہدی ہونے کا دعوٰی کرنے میں خدا سے نہ ڈریں؟ اور اللہ کی جانب سے مہدی ہونے کا دعوٰی کریں؟

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ط

میں اللہ بڑے بزرگ سے پناہ مانگتا ہوں۔

پھر یہ آیہ پڑھی۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِباً اَوْ كَذَّبَ بِاٰیٰتِهٖ ط اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ○

اس شخص سے اورکون زیادہ ظالم ہوگا جواللہ تعالیٰ پہ جھوٹی افتراء پردازی کرے؟

﴿پَارَه يَعْتَذِرُوْنَ 11 / سُوْرَةُ يُوْنُس 10 / آيه 17﴾

پھر یہ بھی کہہ دیا کہ ”صدرالدین،تم کو بندہ کی مہدیت کے اقبال(۱) میں کیا مشکل درپیش ہے؟ بندہ کچھ نئی شریعت تو لایا ہے نہیں اور نہ حقیقت شرع کو بدلتا ہے۔ ہمارے اورتمہارے اندرشریعت کی اتباع میں کچھ فرق نہیں۔ہاں بندہ بہ حکم خدا دعوٰی مہدیت کرتا ہے اوراپنی تصدیق انس وجن کے ہرخاص وعام پہ فرض کہتا ہے اورانکارکفر بتلاتا ہے۔“ تب شیخ صاحب نے عرض کی،خداوند،فدوی چھ مہینے کی مہلت طلب کرتا ہے آپؑ نے فرمایابندہ ابھی اسی آن تصدیق کے لئے تم کومجبور نہیں کرتا بندہ تو یہ ہی کہتا ہے کہ جوکچھ بندہ بتلاوے اس پہ عمل کرکے دیکھ لوخدا خود

---

(۱) قبول کرنے

یہ خود حق بات منکشف کردے گا۔

پھر اپنے طریق پہ ذِکر لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهِ ط (۱) کے دم کا طور (۲) بتلایا اور حجرہ دکھلا کر کہا کہ وہاں بیٹھ کر یادِ خدا میں مشغول رہو۔ بعد تین دن کے سارے مہاجرین اور صحابہ کے مجمع کے روبرو کہا کہ فدوی کو اللہ تعالی کی طرف سے معلوم ہوا کہ اے صدرالدین، ہم نے سیّد محمدؑ کو مہدی موعودؑ بنایا ہے۔ جا، مسلمان بن کر تصدیق کہہ۔ لہٰذا فدوی کی عرض ہے کہ فدوی کو از سر نو مسلمان بنا کر تصدیق سے سرفراز بخشئے۔ حضور موعودؑ نے دریافت کیا کہ باوجود اس قدر علم و زہد کے یہ کیا بات ہے؟ التماس کی کہ خداوند، آپؑ کا علم و زہد دیکھا تو ہم کو ہمارا علم، جہل اور ہمارا زہد عصیان ثابت ہوا اور ہمارا اسلام کفر متحقق ہو گیا۔ اگر ارشاد ہو تو میرے کفر کا حال خدمت میں عرض کروں۔ فرمایا، ''اچھا بیان کرو۔''

التماس کیا کہ حضور میری عمر بھر میں ایک روز جام کے یہاں گیا ہوں۔ اس نے میری از حد تعظیم و تکریم کی، اور تمام دن رکھا، بلکہ شب کو بھی مکان کو نہ جانے دیا، اور وہیں شب باشی کے لئے حجرۂ خاص خالی کر دیا۔ نصف شب تک تو اس خیال سے بڑے زور زور سے ذکر کرتا رہا کہ شاید جام بیدار ہو اور سناٹے کا عالم دیکھے تو یہ نہ خیال کر لے کہ میرا مرشد جلد سو جایا کرتا ہے اور اس سے میری عظمت اس کے دل سے نکل جاوے۔ بعد نیم شب کے چاہا کہ اب سو جاؤں۔ ناگہاں صحن میں کچھ سفید سا معلوم ہونے لگا۔ مجھے یقین ہوا کہ ضرور جام دریافت حال کے لئے آ بیٹھا ہے۔ لہٰذا پھر با آواز بلند ذکر کرنا شروع کر دیا۔ میری آواز سن کر وہ تو سرک گیا۔ تب مجھے وثوق (۳) ہو گیا کہ بے شک جام تھا۔ اب سونا کس کا؟ اس نے بھی دو تین بار آمد و رفت

---

(۱) نہیں ہے کوئی معبود حق سوائے اللہ کے (۲) طریقہ (۳) یقین

کی۔ جب خوب چاندنا کھل گیا اور صبح صادق ہوگئی تب بھی وہ آکر وہیں بیٹھ گیا۔ اس وقت میں نے پہچانا کہ وہ تو ایک کتا سفید رنگ ہے۔ یوں جام اور سگ پرستی ہوئی۔ اور اب تک مجھے یہ بھی خبر نہ تھی کہ اس طرح کی عبادت داخل کفر وشرک ہے۔ حضورؑ کا بیان سن کر یہ خیال جم گیا لہذا سمع خراشی (۱) کی۔ اب لِللہ اور برائے رسول اللہؐ اس قسم کے سارے کفر وشرک سے پاک اور صاف فرمائیے اور سچا مسلمان کیجئے۔ پھر کلمہ کی تجدید اور تصدیق کی۔ اور مکان پہ آکر مریدوں اور شاگردوں اور خویش واقارب کو کہا کہ اگر دین اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی خواہش ہو تو آؤ، سید محمد مہدی موعودؑ کے روبرو مومن بنو اور اگلے کفر سے نکلو۔ بعض لوگ تو شیخ کی نصیحت پہ کاربند ہوئے اور بعض نے گمان کیا کہ حضورؑ نے شیخ پہ سحر سازی (۲) کردی۔

یہاں سے شیخ جام کے پاس گئے اور کہا اگر دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی رغبت ہو تو مہدیؑ پہ ایمان لا۔ جام نے کہا ذرا سنبھلو! یہ کیا فرماتے ہو؟ کہا، جو کچھ میں کہتا ہوں وہ ہی حق اور درست ہے بے شبہ وہ شخص مہدی موعودؑ ہے۔ پوچھا کہاں سے ثابت ہوا؟ کہا، خدا سے اور کلامِ خدا سے۔ جام نے کہا، بس جناب بس! مکان پہ تشریف لے جائیے۔ وہ اپنے گھر آئے اور سب اہل وعیال کو لے کر خدمت معلّٰی میں حاضر ہوئے اور ترکِ دنیا اور ترکِ وطن وجاگیر کر کے صحبت مبارک میں رہے۔

دلشاد کا مشورہ:

الغرض جب صدرالدین نے تصدیق کی، دلشاد نام غلامِ جام نے، جو مدارالملک اور مدبّر (۳) دولتِ جام تھا، عرض کی کہ اے جام، دریا خان اس ملک میں زمیندار اور میر لشکر ہے۔ وہ تو صدرالدین کا مرید ہے۔ اور صدرالدین مہدیؑ کی تصدیق کر

---

(۱) سننے کی تکلیف کی (۲) جادوگری (۳) تدبیر کرنے والا

چکا ہے۔اور دوسرے لوگوں کو بھی ترغیب دے رہا ہے۔پس ہوشیار ہو جاؤ۔ورنہ مہدی بہ اعانت سندھیوں کے جو مرید ہو گئے ہیں، آپؑ کو مار ڈال کر ملک چھین لیں گے۔جام ڈر گیا اور کہا، تو اب کیا کرنا چاہئے؟ دلشاد نے کہا کہ مہدیؑ کے ہمراہ کچھ زیادہ لوگ نہیں اور نہ ان سب کے پاس آلات جنگ ہیں۔اگر مجھے حکم ہو تو میں اپنی جمعیت بھیج کر سب کو بندھوا منگواؤں۔اس کام میں کاہلی اچھی نہیں، کہ دریا خان باغی ہو گیا ہے۔جام نے کہا پہلے اخراج کا حکم بھیج کر آزمالینا چاہئے۔اگر چلے گئے تو فبہا (۱)، ورنہ جو کچھ مناسب ہوگا کیا جاوے گا۔

حکم اخراج:

یہ کہہ کر قاضی شہر کے ہمراہ کئی سندھی دے کر کہا کہ ان لوگوں کو اخراج کا حکم سنا دو۔قاضی نے جا کر کہا کہ یہاں کے فرماں رواں کا حکم ہے کہ تم یہاں سے چلے جاؤ۔آپؑ نے فرمایا کہ ابھی تک ہمارے شہنشاہ کا حکم ہم کو نہیں ہوا۔جب ہوگا، چلا جاؤں گا۔پھر باطن کی جانب توجہ کر کے فرمایا، کہ ہمیں خدا تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ دوسرا حکم ہونے تک یہ ملک تجھے دیا ہے۔کثرت رواروی سے فقیران ہمراہی ماندہ ہو گئے ہیں۔باغیوں کے کہنے سے مت جائیو۔اگر وہ لوگ برسرِ سرکشی آ کر تم سے مقابلہ کرینگے، پشیمان ہوں گے۔جب وہ وقت آ جاوے تو اپنے خیمہ سے باہر نکل کر روی مبارک ان کو دکھلا دیجو۔دیکھیو تو کہ وہ کیسے بھاگ جاتے ہیں۔

اولوالامر:

قاضی نے کہا، اولوالامر کی اطاعت واجب ہے۔آپؑ نے پوچھا، بھلا بتلاؤ تو کہ اولوالامر کس کو کہتے ہیں؟ قاضی نے کہا، آپ ہی بتلائیے۔حضورؑ نے دریافت

---

(۱) ٹھیک؛ اچھا

کیا تیرا بادشاہ ظالم ہے یا عادل؟ اس نے کہا، جیسا چاہیئے ویسا عدل تو کہاں ہو سکتا ہے؟ پھر دریافت کیا کہ بھلا تیرا بادشاہ تابع شریعت ہے یا نہیں؟ اس نے کہا احکام شرع کی پابندی کہاں ہے؟ آپؐ نے فرمایا، تو کیا اولوالامر ایسے شخص کو کہہ دے سکتے ہیں؟ قاضی نے کہا، خیر ہمارا بادشاہ اولوالامر نہ ہو پھر بھی جب وہ ہم کو اپنے ملک میں نہ رہنے دے تو کیا کرنا چاہیئے؟ آپؐ نے فرمایا ملکِ سندھ بادشاہِ سندھ کا اور ملکِ گجرات بادشاہِ گجرات کا، اور اعلیٰ ہٰذا القیاس (ا) روم، شام، ہند، چین، روس، فرانس، جرمن وغیرہ تمام روے زمین ان کے فرماں روایوں کے ملک گنے جاویں، تو اب خاص اللہ کی زمین بتلاؤ جہاں بندگانِ خدا رہ کر بہ آرامی یادِ خدا کر سکیں؟ تب قاضی صاحب نے کہا تو کیا کسی کی پگڑی چھین لوگے؟ حضور موعودؐ نے قاضی صاحب کے سر سے پگڑی لے کر اپنے زانوے مبارک پہ رکھ لی اور فرمایا کہ پگڑی چھین لینا اس کو کہتے ہیں۔ ویسے ہم نے کس کی دستار چھین لی؟ جاؤ اپنے بادشاہ سے کہدو کہ تمہارا سارا لشکر لے کر آؤ۔ خدا نے چاہا تو ہم فتح مند ہیں۔ اس سخن کے سنتے ہی ایک سندھی نے اپنی کمان زمین پر ٹیک کر کہا، ''مُــــــلک وِنُــــجُھـــــوُمُـــــلک وِنُـــجُھـــــو'' یعنی ملک گیا، ملک گیا۔

لشکر کشی کی تیاری:

قاضی نے بادشاہ کے پاس جا کر ساری روداد بیان کی۔ دلشاد نے کہا، دریا خان کی بغاوت میں اب کیوں حضورؐ کو تذبذب ہے؟ ایک فقیر کی مجال ہے کہ بہ ایں بے سروسامانی بادشاہوں سے مقابلہ کا دم مارے؟ جام نے کہا جب تک دریا خان کی بغاوت کا ثبوت بہم نہ پہنچے، اس سے بگاڑنا نادانی ہے کیونکہ تمہارے اندر وہ قوت

....

(ا) بلند مرتبہ میں گنے جانے والے

نہیں جس پہ بھروسا رکھا جاوے۔ دلشاد خاموش ہو رہا۔ اور جام نے دریا خان کو کہلا دیا کہ تیار ہو کر مع لشکر خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ اور دوسرے امرا کو بھی جمع ہو جانے کا حکم دیا۔

خار بندی کا حکم:

حضور موعودؑ کے مہاجرین جو سودا سلف کو بازار گئے تھے، جب فرودگاہ پر واپس آئے تو لشکر کی تیاری کی خبر لیکے آئے۔ حضور موعودؑ نے سن کر فرمایا، دائرے کے اِرد گرد خار بندی کر لو اور جن کے پاس سلاح جنگ ہوں، وہ صیقل (۱) کرا لو۔ لوگوں نے عرض کیا، شاہی لشکر کے سامنے خار بندی کی بھی کچھ بساط ہے؟ آپؑ نے فرمایا، جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خندق کاوی کا حکم ہوا تھا ویسے بندہ کو خار بندی کا حکم ہے۔

صاحب دل کا اثر:

اور یہ بھی ارشاد کر دیا، جہاں کہیں ایک صاحب دل ہوتا ہے، وہاں ہزاروں لوگ فتنوں اور آفتوں سے بچے رہتے ہیں۔ اور تمہارے یہاں تو بہت سے صاحب دل ہیں۔ ان پہ تو کوئی بھی غالب نہیں آ سکتا۔

ملک گوہرؓ کی اکثیر:

رفتہ رفتہ لشکر کے متعین ہونے کی خبر نے بڑی شہرت پکڑی۔ تب بندگی ملک گوہرؓ نے حضور معلّٰی میں عرض کیا، کہ اگر حکم ہو تو عرصۂ قلیل میں دس ہزار سوار جرار نوکر رکھ کر حاضر کر دوں۔ آپؑ نے فرمایا کیوں کر؟ کہاں سے رکھلاؤ گے؟ عرض

---

(۱) صاف

کیا، جناب عالی، فدوی کے پاس ڈھائی سیر اکسیر تیار ہے۔آپؑ نے فرمایا کہ جب وہ صرف ہوگئی تو پھر کیا کروگے؟ عرض کیا، ایک ہفتہ کے عرصہ میں اس سے بھی دو چند تیار کرلوں گا فرمایا، وہ اکسیر کہاں ہے؟ لاؤ۔اسی وقت حقۂ اکسیر پیش کر دیا۔اس کو دیکھتے ہی خفا ہوکر فرمایا، یہ بت اپنی بغل میں رکھ کر بندہ کی صحبت میں اتنی مدت گذاری؟ ان کو دائرہ سے نکال دو۔یاروں نے دائرہ سے باہر نکال دیا۔ملکؓ موصوف کو اس سے اس قدر رنج والم عائد حال ہوا کہ بیان نہیں ہوسکتا۔بہ حال زاری دائرہ کے قریب پڑے رہے۔ایک روز بندگی میاں شاہ نعمتؓ اور میاں محمدؓ نے پوچھا کہ تم نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ ملک گوہرؓ نے کہا، یارو، خداوندِ نماز کی درگاہ سے تو مردود ہو چکا اب نماز کس کی پڑھوں؟ انہوں نے یہ ماجرا حضور موعودؑ کی خدمت اقدس میں عرض کیا۔حکم ہوا کہ ملکؓ سے کہہ دو کہ اگر ہماری خدمت میں رہنا چاہتے ہو تو اس اکسیر کو کنویں میں ڈال کر دائرہ میں آؤ۔اس حکم سے ملکؓ موصوف کو نہایت خوشی حاصل ہوئی۔خدا تعالیٰ کی درگاہ میں شکر ادا کرکے اکسیر کو کنویں میں ڈال شرف اندوزِ قدمبوسی ہوئے اور تقصیر کی معافی چاہی۔حضور موعودؑ نے نہایت الطاف اور غایت کرم سے ارشاد کیا کہ خدا کے طالب کو خدا کے سوا اور کوئی چیز نہ رکھنا چاہیئے۔

سیّد سلام اللہ صاحبؓ کی کسوٹی:

لکھا ہے کہ اکسیر کنویں میں ڈالتے وقت کچھ کنارہ چاہ پر پڑ گئی تھی سیّد سلام اللہ صاحبؓ اس کو اٹھالائے اور مسی بدھنا(ا) گرم کرکے اس پہ ڈال دیا وہ خالص سونا بن گیا۔خدمت حضور موعودؑ میں لا حاضر کیا اور عرض کیا، کہ حضور ملک گوہرؓ کے پاس

(ا) تانبے کا لوٹا

ایسی چیز تھی۔آپؑ نے فرمایا، مجھے بہ خوبی معلوم تھا۔ پر اس قسم کی چیزیں مبتلا ہو جانے اور غرور میں پڑ جانے کی ہیں،اس وجہ سے کنویں میں ڈلوادیا۔اب اس کو بیچ کر سویت تو کر دیکھو کہ میرے کہنے کی صداقت ہو جاوے۔ جب سویت کی تو عصر کی نماز کے وقت اکثر لوگ حاضر نہ تھے۔سیّد سلام اللہؓ سے حضور موعودؑ نے پوچھا اکثر بھائی کیوں نظر نہیں آتے؟ عرض کی سویت جو ہوئی ہے سودا سلف کو گئے ہیں۔آپؑ نے فرمایا دیکھا! تھوڑی سی متاع دنیا کے حصول پہ لوگوں کا ایسا حال ہوا کہ بندہ خدا کی صحبت سے دوری کا اور نماز باجماعت اور بیان سننے کا خیال نہ رہا۔تو اگر وہ ساری چیز ہوتی تو ان کا کیا حال ہوتا؟

جام اور دریا خان:

الحاصل، جام نے دریا خان کو بلا بھیجا کہ تم سے کچھ مشورت کی ضرورت ہے ،جلد آؤ۔اس کو پہلے ہی سے معلوم تھا کہ حضور موعودؑ کے بارے میں کچھ بات ہے۔ اس لئے اپنے لڑکے احمد خان کو کہہ دیا کہ مجھے جام نے طلب کیا ہے،سو میں جاتا ہوں۔اگر کچھ اور بات ہے تب تو خیر۔ ورنہ اگر حضور موعودؑ کے بارے میں کچھ کہتا ہے تو تجھے خبر دونگا کہ لشکر لے کر جلد آؤ۔تب آئیو تو سہی مگر علاحدہ کھڑے ہو کر مجھے کہلا دینا کہ یہ کیا بات ہے؟ کسی کے ورغلانے سے فرزند رسول اللہ ﷺ سے کیوں لڑتے ہو؟ اتنی بھی محبتِ دُینا کیا؟ میں اس بارے میں آپ کے ساتھ متفق نہیں ہو سکتا۔میں تو ان سے کبھی نہ لڑوں گا۔ یہ کہہ کر جام کے پاس گیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا۔جام نے حضور موعودؑ کے بارے میں جو کچھ کہنا تھا کہہ دیا۔ دریا خان نے جواب دیا کہ چند فقرائے شکستہ حال کی مجال کے شاہانِ قوی بال سے مقابلہ اور مقاتلہ کریں؟ حکم ہو تو ایک غلام زادہ احمد خان اس مہم کو سر کر لے۔اس سخن سے جام

کونہایت خوشی حاصل ہوئی اور کہا کہ ابھی ابھی احمد خان کو کہلا دو کہ کچھ سرکاری کام ہے جلد اپنی جمعیت لے کر حاضر ہو جاؤ۔ حسبب الایماء احمد خان بڑے ٹھاٹ سے اپنی جمعیت لے کر حاضر تو ہوا، مگر جس وقت اس کو حکم ملا کہ ان فقرا کو نکال دو اور اگر مقابلہ کریں تو قتل کر ڈالو، اس وقت اس نے حسب مذکورۃ الصدر جواب دیا۔ جام اس جواب سے رنجیدہ ہوا، دریا خان نے کہا، کیا مضائقہ؟ احمد خان نادان لڑکا ہے بے وقوفی سے یوں کہہ دیا تو کیا ہوا؟ دیکھئے میں سارے فقرا کو کیسے باندھ لا کر حاضر خدمت کرتا ہوں۔ تاہم جام کو یقین نہ آیا۔ لہٰذا اس کو تو رخصت کر دیا اور دلشاد سے پوچھا اب کیا کرنا چاہیئے؟ دلشاد نے کہا اب تو دریا خان کا حال معلوم ہو گیا، اب تو لشکر کشی ضروری ہے کہ بدون اس کے انتظام ہونا دشوار ہے۔ لشکر کو حکم کر دیجئے کہ ان کو غارت اور مقید کر لاوے۔ اگر چہ بحسب صلاح دید دلشاد کے لشکر روانہ ہوا، مگر دریا خان کو خبر ہونے سے واپس پھیر لایا۔

اور بہ ہر طور فہمایش (۱) کی۔ مگر جام کے دل سے بغض نہ نکلا۔ اسی وجہ سے پھر بھی دو تین بار لشکر کشی ہوئی مگر وہ ہی دریا خان بیچ بچاؤ کرتا رہا۔ آخر تھک کر کہہ دیا کہ حضور کیوں کم ظرف غلاموں کے بس میں پھنسے ہیں؟ اور فقیران طالبِ خدا سے کس واسطے دشمنی کرتے ہو؟ وہ تو تمام باتوں سے فارغ اور بالکل طمع سے بری ہیں۔ روز وشب مانند شمع کے سوز وگداز میں ہیں۔ کسی کا ان کے ساتھ بغض رکھنا، خدا اور رسول الثقلین ﷺ سے بغض رکھنا ہے اور ذائقہ آتش دوزخ چکھنا۔ ان سے محبت رکھنا باعث سعادت دراین ہے اور ان کی رعایت سبب بہبودی کونین (۲)۔

(۱) سختی سے سمجھانا (۲) دونوں جہاں کی بھلائی

جام کا دوسرا حکم:

ان فقرات کے سننے سے گو کچھ ایک منفعل (۱) تو ہوا۔مگر چونکہ اس کے جی میں یہ بات جم گئی تھی کہ یہ لوگ کسی بھی طور سے یہاں سے چلے گئے تب تو خیر۔
ورنہ ملک ہمارے ہاتھ سے گیا۔پس آپؑ کو تنگ کرنے کی غرض سے حکم دیا کہ شہر کے باشندوں کے سوا ان مسافروں کو کوئی بیوپاری کچھ چیز نہ دے اور تمام روز دکانیں بند رکھیں۔بیوپاریوں نے ویسا ہی کیا۔جب حضور موعودؑ کے لوگ سودا سلف کو گئے،حال معلوم کر کے حضور موعودؑ سے ظاہر کیا۔
آپؑ نے جانب حق توجہ کر کے فرمایا ایک دوکان کھول کر جو چیز ضروری ہو برابر تول کر لے لو اور تصرف میں لاؤ پھر جو کچھ حساب ہوگا،گن کر دے دیا جاوے گا۔
چنانچہ ویسا ہی ہوا۔جب میاں طیبؓ اور میاں مسکینؓ کو ان چیزوں کے پیسے دینے بھیجا،کہہ دیا کہ اگر بقال (۲) عذر کرے،سرکارِ جام میں دے آنا۔وہ گئے تو بقال نے پیسے لینے سے انکار کیا۔تب انہوں نے سرکار جام میں جا کر پورے حساب سے ادا کر دئے۔

جام کی تیسری ترکیب:

آخر جام نے حضور موعودؑ کی بظاہر چاپلوسی اور خوشامد کرنا شروع کیا۔اور صلاح دی کہ جناب یہاں کئی چیزیں ما یحتاج سستی نہیں کیا،بلکہ ملتی ہی نہیں۔اور کاہہ میں جو اس سے بڑا شہر ہے سب کچھ آرام ہے،اور قریب ہے۔اگر مرضی جناب ہو وہاں پہنچادوں۔جب جانب حق توجہ کی تو معلوم ہوا کہ روانہ ہو جاؤ۔تب قبول فرمایا کہ

(۳) اثر قبول (۲) دوکاندار

اچھا جائیں گے۔ وہ اس قدر خوش ہوا کہ پھولا نہیں سماتا تھا۔ فوراً ملاحوں کو بلوا کر حکم دیا کہ سیّد محمد کو مع ہمراہیوں کے کشتی میں بٹھلا کر کاہہ پہنچادو۔ مگر خفیہ سمجھا دیا کہ دریا کے عین وسط میں کشتی کو درز (۱) کر کے تم بھاگ آئیو، تاکہ وہ خود بہ خود غرق ہو جاویں۔ ملاح حسب الحکم حضور موعودؑ کو مع ہمراہیوں کے کشتی میں سوار کر کے روانہ ہوئے۔ جب عین وسط میں پہنچے، ملاحوں نے غرق کی تدبیر سوچی۔ ناگاہ بے موسم دریا کو جوش طغیانی ہوا۔ آپؑ نے فرمایا کچھ میرے کھانے سے پسخوردہ بچا ہوا ہو تو لاؤ۔ یاروں نے عرض کیا خداوندا! اور تو کچھ نہیں مگر آج جو مچھلی کھائی ہے اس کے کانٹے پڑے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا، وہ ہی لاؤ۔ جب لائے تو آپؑ نے اپنے دست مبارک سے لے کر ڈالا اور فرمایا، لے، جو کچھ مطلوب ہے۔ فوراً طغیانی موقوف ہوگئی۔ مگر ملاح دغابازوں نے بادبان اور رسیاں توڑ دیں اور کشتی میں سوراخ کر کے دریا میں کود کر، بھاگ نکلے۔ اس سے اگرچہ کشتی کو جنبش تو آ گئی مگر اسی وقت ساکن ہوگئی۔ حضور موعودؑ نے فرمایا، کچھ اندیشہ نہیں، خدا حافظ و ناصر (۲) ہے۔ ہمراہیوں نے استوانہ قایم کر کے کشتی کو روانہ کیا اور بعون اللہ (۳) کنارے پر پہنچ گئے اور سب بہ خیر و عافیت کشتی سے اترے۔

یہ وہ ہی دریائے اٹک ہے جس کو گجراتی میں سندھو ساگر کہتے ہیں۔ اس دریا کے کنارے ایک باغ تھا جو دلشاد غلامِ جام کا بنایا ہوا تھا۔ آپؑ نے حکم دیا کہ یہ باغ دشمن خدا کا ہے، اس کے درخت کاٹ ڈالو۔ مہاجرین نے سن کر بہت سے درختوں کا ستیاناس کر ڈالا۔

---

(۱) مددگار (۲) اللہ کی مدد سے

مویشیوں کی دیانت داری:

بعدازاں آپؑ نے شہر سے دور مقام کرنے کا حکم دیا۔سب ہمراہی لوگ خیمہ زنی میں مشغول تھے کہ بار برادری اور سواری کے چار پائے لوگوں کے کھیتوں میں جا پہنچے۔ کسانوں نے حاکم کاہہ سے جا کر استغاثہ (فریاد) کیا کہ سیّدؑ کے جانور ہماری کھیتیاں چر گئے۔حاکم، جس کا نام اشرف خان پانی پتی تھا، خود بڑھ کر حاضر ہوا اور زبان طعن دراز کی کہ زمانہ مہدی میں شیر و بکری ایک گھاٹ پانی پیئیں گے۔اور آپؑ دعوی مہدیت تو کرتے ہیں مگر آپؑ کے جانور غیروں کی کھیتیاں نہیں چھوڑتے! آپؑ نے فرمایا اگر تمہاری کھیتی چر گئے ہوں تو ہم سے قیمت لو، مگر بے دریافت کچھ منہہ سے مت نکالو۔اس نے اسی وقت دو تین شخصوں کو دریافت کے لئے بھیج دیا۔انہوں نے آ کر کہا کہ جانوروں نے کچھ بھی نہیں کھایا فقط کھڑے ہیں۔اس کو اس بات سے تعجب ہوا اور خود جا کے تحقیق کر آیا۔اور تصدیق کر کے صحبت اختیار کر لی۔

مقام یازدہم۔ کاہہ

یہ قصبہ شہر ٹھٹھ سے قریب ہے۔ چنانچہ موالید سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں حضور موعودؑ چند ماہ تک قیام پذیر رہے ہیں۔ یہاں بھی سندھیوں نے سخت مخالفت کی ہے۔ایک روز کوئی مُلّا اپنے لڑکے کو لے کر حاضر خدمت ہوا اور عرض کی کہ فدوی کے لڑکے کیلئے دعا کیجئے۔حضور موعودؑ نے شیخ صدرالدینؓ سے کہا کہ دیکھو یہ مُلّا کیا کہتا ہے؟ اگر حکم خدا ہو تو ان سے جزیہ لوں۔ یہ لوگ حربی بن گئے ہیں۔تلوار اٹھا کر

کہا کہ یہ لوگ علمی تقریر سے نہیں سمجھتے ،ان کے لئے اب یہ چیز باقی ہے۔

مخالف کے پیچھے نماز:

ایک روز بعض لوگوں نے عرض کی کہ حضورؑ، ہم آج شہر میں گئے تھے سو آپؑ کے مخالف کے پیچھے نماز فرض پڑھی ہے۔فرمایا، نماز کا اعادہ کرو۔عرض کیا ایک دو جاویں تو کیا کریں؟ فرمایا، باجماعت ہو کر جاؤ اور اپنی جماعت کے ساتھ نماز پڑھو۔

ام المؤمنین بی بی بون جیؓ:

ایک روز جمعہ کے دن مجمع بیبیوں میں آپؑ بیان قرآن فرما رہے تھے اس میں جب حضورؑ نے یوں فرمایا کہ ”جو کوئی خدا کی داد و دہش کو قبول نہیں کرتا وہ پھر کتنا بھی طلب کرتا ہے، نہیں پاتا۔“ فوراً مجمع بیبیوں سے بی بی بون جیؓ نے، جو قوم بیانی سے تھیں اٹھ کر عرض کی کہ خداوند، لونڈی اپنے آپ کو للہ آپؑ کو بخشتی ہے ،قبول فرمائے۔آپؑ نے میاں لاورؓ اور قاضی حبیب اللہؓ کو گواہ طلب کیا اور ان کی گواہی سے قبول فرمایا۔بی بی نے اپنے نان ونفقہ (۱) کا بار بھی حضور موعودؑ پر سے اٹھا لیا اور یہ ہی خواہش بتلائی کہ خداوند تعالٰی وتقدس قیامت کے روز آپؑ کی ازواج مطہرات میں لونڈی کو حشر فرماوے۔

چوراسی مہاجرؓ شہیدِ فقر:

یہاں حضور موعودؑ اور آپؑ کے ہمراہیوں پر بہت سی فاقہ کشی گذری ہے چنانچہ چوراسی لوگ اسی فاقہ کی حالت میں گذر گئے۔ان تمام کے حق میں حضور موعودؑ نے مقامات پیمبران اور اولوالعزم کے حصول کی بشارتیں دی ہیں۔اور ارشاد کیا ”جب

(۱) روٹی کپڑا، روزانہ کا خرچ

بندہ ان کو قبر میں رکھتا ہے ان کی پشت کچھ خاک گور سے لگی نہ لگی اور حق تعالیٰ اپنی رحمت کی جوار میں اٹھالیتا ہے۔ یہ بھی ارشاد ہوا کہ "ہمارے لوگ خاک میں پڑے رہنے نہیں آئے۔ وہ کچھ طالب عقبیٰ نہیں کہ خاکِ گور میں پڑے رہیں۔"

بی بی شکر خاتون:

چند کم ہمت اور ناسپاس لوگوں نے، جو چاشنیِ فاقہ (۱) اور حلاوتِ صبر (۲) سے مذاق نہیں رکھتے تھے۔

اس حالت عسرت سے تلخ کام ہوکر صحبت بابرکت سے مفارقت (۳) اختیار کی جن میں بی بی شکر خاتون اور میاں قاضی خان بھی تھے۔ حضور موعودؑ نے بہ حکم خدا ان کے حق میں منافقی کا حکم سنایا۔ لکھا ہے کہ میاں شاہ نظامؓ ان کو کرایہ کر دینے کے لئے ساتھ گئے تھے۔ کچھ پیسے ان کے بچے ہوئے آپؓ کے پاس رہ گئے تھے وہ واپس دینے کو دوسرے روز صبح کے وقت چلے۔ حضور موعودؑ نے دیکھ کر دریافت کیا کہ کہاں جاتے ہو؟ آپؓ نے کیفیت بیان کی۔ حضور موعودؑ نے فرمایا، مت ڈرو اور کھا جاؤ۔ اگر خدا پوچھے تو بندہ کا دامن پکڑیو، کیوں کہ وہ خدا سے روگرداں ہوکر جاتے ہیں۔ اگر حکم خدا ہو تو ان کو مار کر سب چھین لوں۔

چند صحابہؓ کو گجرات بھیجنا:

یہیں سے (بندگی میاں) سیّد خوندمیرؓ، (بندگی) شاہ نعمتؓ، (بندگی) شاہ عبدالمجیدؓ، میاں یوسفؓ اور شیخ کبیر محمد (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) کو گجرات کی جانب روانہ کیا۔ اور ان کے ساتھ بندگی ملک الہداد خلیفۂ گروہؓ کو خاص اپنی چادر، بندگی ملک حمادؓ کو دستار مبارک اور بندگی میاں سیّد خانجیؓ کو تن مبارک کا کوئی اور

---

(۱) بھوک کی مٹھاس؛ فاقہ کا مزا (۲) صبر کی مٹھاس (۳) جدائی

اور جامہ بھیجا۔ بندگی ملک معروفؓ نے جو اثنا عشر مبشر سے ہیں، حضور موعودؑ سے عرض کیا کہ فدوی کی والدہ نے بھی لکھا ہے کہ ایک بار آ کر ملاقات کر جا۔ آپؑ نے فرمایا، ''والدہ کو لکھو کہ معروف مر گیا۔''

میاں سیّد سلام اللہؓ کا خط:

غرض وہ سب نصر پور (کاہہ) سے روانہ ہوئے۔ ان کے ساتھ روانہ کرنے کو میاں سیّد سلام اللہؓ نے بندگی میاں سیّد محمودؓ کے نام ایک خط بہ ایں مضمون لکھا کہ ''آپؓ وہاں کیا بیٹھے ہو۔ بیگانہ لوگ آ آ کر خاتم ولایت کا بہرہ لے جاتے ہیں اور آپؓ دور پڑے ہیں۔ اس شہر میں چوراسی (84) اشخاص راہی بقا ہوے ان سب کے حق میں مژدے ملے۔ کسی کو کسی پیمبر کا اور کسی کو کسی اولوالعزم (۱) کا مقام بتلایا گیا ہے۔ اور یہ بھی اعلام (۲) دیا گیا ہے کہ خدا تعالی نے اہل زمین پر در رحمت کشادہ کر دیا ہے اور رحمت کی نظر سے دیکھا ہے۔ تم کو اس عنایات سے محروم رہنا مناسب نہیں۔'' جب یہ خبر حضرت موعودؑ کو ملی فرمایا کہ ''بھائی سیّد محمودؓ کو یہ نہ لکھنا چاہیئے بلکہ یوں لکھنا چاہیئے کہ ظاہری دوری کا تو کچھ مضائقہ نہیں، کیوں کہ ہم تم سے اور تم ہم سے کچھ دور نہیں ہو۔ اللہ تعالی جلد ملا دے گا۔ کچھ تردد نہ کیجیئے۔ بلکہ یوں سمجھئے کہ سیّد محمد چاپانیر میں ہیں اور سیّد محمود کاہہ میں۔''

لیلۃ القدر:

یہاں کے قیام کے اثنا میں ماہ رمضان دیکھا۔ جب چھبیسویں (26) کی رات آئی نیم شب سے کچھ اوپر گذرنے کے بعد حکم خدا ہوا کہ ''اے سیّد محمد! یہ شب لیلۃ القدر کی ہے۔ تیرے اور تیرے گروہ کے واسطے امت محمدی ﷺ کے علماء و اولیاء

---

(۱) بلند حوصلہ (۲) اعلان

سے پوشیدہ رکھی تھی، سوظاہر کرتا ہوں۔ اٹھ اور اپنے لوگوں کو جمع کر کے خود امام ہو کر دو رکعت نماز پڑھ۔

یہ نماز تیرے نانا محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیروی سے ہے کہ انہوں نے شب معراج میں بیت المقدس کے اندر خود امام ہو کر ارواح انبیاءؑ اور مرسلین کے گروہ کو پڑھوائی تھی۔ تُو بہ جائے محمد مصطفیٰ ﷺ ہے اور تیرے پیرو موجود بہ مقام پیغمبروں کے ہیں۔"

پس آپؑ نے اذان کہلوا کر تمام مرد و عورت کو جمع کر کے خود امام ہو کر دوگانہ لیلۃ القدر کا ادا کیا۔ قرأت میں جہر فرمایا۔ اور جو دعائیں کہ ہمارے یہاں مشہور ہیں، مثلاً

.....رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلاً ج.......... تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ○ (☆)

﴿پارہ لَنْ تَنَالُوا 4 / سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرٰن 3 / آیہ 191-194﴾

اور

....

(☆).....رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلاً ج سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ط وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ○ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا صلے ق رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ○ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ط اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ○

......اے ہمارے پروردگار تو نے اس کائنات کو بے مقصد پیدا نہیں کیا، تو پاک ہے پس تو ہم کو آگ کے عذاب سے بچا۔ اے ہمارے رب جس کو تو نے دوزخ میں ڈال دیا اس کو واقعی تو نے رسوا کر دیا اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔ اے ہمارے رب ہم نے ایک پکارنے والے کو سنا کہ وہ ایمان لائے، سنا کہ وہ ایمان لانے کے واسطے پکار رہا تھا کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ سو ہم ایمان لے آئے، اے ہمارے پروردگار پس ہمارے گناہ معاف فرما، ہماری برائیوں کو ہم سے دور فرما اور ہم کو نیک بندوں کے ساتھ موت دے۔ اے ہمارے رب تو نے اپنے پیغمبروں کے ذریعے جن چیزوں کا وعدہ فرمایا ہے وہ ہمیں عطا فرما اور ہم کو قیامت کے دن رسوا مت کر، بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا...... اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۞ (☆١)

﴿پارہ لَنْ تَنَالُوا 4 / سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰن 3 / آیہ 8-9﴾

.....رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ..... سے ......عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ ۞ (☆٢)

تک پڑھیں

﴿پارہ تِلْكَ الرُّسُلُ 3 / سُوْرَةُ اَلْبَقَرَة 2 / آیہ 286﴾

اور

اَللّٰهُمَّ اَحْيِنَا مِسْكِيْنًا وَّ الخ   اَللّٰهُمَّ صَغِّرِ الدُّنْيَا

(☆١) رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَابَعْدَ اِذْهَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ج اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۞ رَبَّنَا اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۞
اے ہمارے رب جب تو نے ہمیں سیدھا رستہ دکھلایا ہے تو اس کے بعد ہمارے دلوں میں ٹیڑھا پن پیدا نہ فرما اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا فرما، بیشک تو بڑا عطا کرنے والا ہے۔ اے ہمارے رب تو اس روز جس میں کوئی شک نہیں ہے سب لوگوں کو جمع کرنے والا ہے، اللہ ہرگز وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

(☆٢).....رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ج رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَاحَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ج رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ج وَاعْفُ عَنَّا وقفه وَاغْفِرْلَنَا وقفه وَارْحَمْنَا وقفه اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ ۞
اے ہمارے پروردگار اگر ہم سے بھول یا چوک ہوجائے تو ہم سے مواخذہ نہ فرما، اے ہمارے رب ہم پہ ایسا بوجھ نہ ڈال جو تو نے ہم سے پہلے کے لوگوں پر ڈال دیا تھا، اے ہمارے رب وہ بوجھ ہم پہ نہ رکھ جس کو اُٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں، ہمارے گناہ سے درگزر فرما، ہمیں بخش دے، ہم پر رحم فرما، تو ہی ہمارا مالک ہے اور کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔

اَللّٰهُمَّ اَحْيِنَا مِسْكِيْنًا وَّاَمِتْنَا مِسْكِيْنًا وَّاحْشُرْنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنَ .
الٰہی مجھے زمانۂ زندگی میں مسکین رکھ اور حالت مسکینی میں موت دے اور مسکین گروہ کے ساتھ روزِ قیامت حشر کو مجھے اُٹھا۔
﴿مستند حدیث: مُصَنَّفُ اِبنِ اَبِی شَیْبَه﴾ (اگلے صفحے پر)

تا آخر پڑھیں۔

اس کے بعد

سُورَۃُالْقَدْر کا بیان فرمایا۔اور یوں بھی وارد ہے کہ اول سال اَللّٰھُمَّ اَحْیِیْنِی مِسْکِیْنًا ☆ پڑھا،جس پر سیّد سلام اللہ صاحبؒ نے عرض کی کہ خداوند،ہم کو کیوں خارج رکھا؟ لہٰذا شب آیندہ میں فرہ کے اندر شب قدر کو اَحْیِیْنَا پڑھا۔

سندھ سے روانگی:

آخر اللہ تعالیٰ کے حکم سے روانہ ہوئے۔اور فرمایا سِنْدِی(۱) ناپسندی۔دریا

.....رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَاسکتہ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْن ○
..... الٰہی ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔اب اگر تو ہم پر رحم نہ کرے گا اور نہیں بخشے گا تو ہم بہت نقصان اُٹھائیں گے۔
﴿پارہ ولَوْاَنَّنَا 8 / سُوْرَۃُ الْاَعْرَاف 7 / آیہ 23﴾
.....رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَاحَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَا بَ النَّارِ ○
.....الٰہی تو ہمیں دُنیا میں خیر و برکت عطا کر اور آخرت میں بھی خیر و خوبی دے اور عذابِ جہنم سے بچا۔
﴿پارہ سَیَقُوْلُ 2 / سُوْرَۃُ الْبَقَرَہ 2 / آیہ 201﴾
اَللّٰھُمَّ صَغِّرِالدُّنْیَا فِی اَعْیُنِنَا .وَعَظِّمْ جَلَالِکَ فِی قُلُوْبِنَا وَوَفِّقْنَا لِمَرْضَاتِکَ وَ ثَبِّتْنَا عَلٰی دِیْنِکَ . وَعَلٰی طَاعَتِکَ وَعَلٰی مُحَبَّتِکَ. بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْن ○
الٰہی تو ہماری آنکھوں میں دنیا چھوٹی کر ڈال۔اور ہمارے دلوں میں تیری بزرگی با وقار کر۔الٰہی تیرے ارادے کی ہمیں توفیق دے اور تیرے دین پر ہمیں قائم رکھ۔الٰہی تیری عبادت میں اور تیری محبّت میں ہمیں خاص تیری رحمت سے ثابت قدم رکھ۔
﴿مسنون دعا﴾
اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقّاً وَّ ارْزُقْنَا اِتِّبَاعَہُ اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلاً وَارْزُقْنَا اِجْتِنَابَہُ○ بِطَاعَتِکَ وَبِفَضْلِکَ وَبِکَرْمِکَ یَا اَکْرَمَ الْاَکْرَمِیْنِ وَبِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْن ○
الٰہی تو ہمیں سچ کو سچ ہی بتا اور اس سے اختراز کے لیے تقویت دے۔تیری عبادت اور تیرے فضل سے اور تیرے کرم سے،اے کرم کرنے والوں میں سب سے زیادہ کرم کرنے والے۔اور تیری رحمت سے،اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔
﴿مسنون دعا﴾
☆(اَحْیِیْنِی ....یعنی مجھے زندہ رکھنا / اَحْیِیْنَا.... یعنی ہمیں زندہ رکھنا)
(۱)بد؛شریر

خان اپنا لشکر لے کر مشایعت کے لئے حاضر ہوا اور عرض کی کہ سرحد قندہار تک ساتھ رہونگا کہ راہ خراب ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ ہمارا خدا حافظ و ناصر ہے تم لوٹ جاؤ۔ غرض تین کوس تک ساتھ تھا۔ وہاں سے آپؑ نے بجد ہوکر (۱) وداع کیا۔

پرانی راہ اختیار کرنا:

بعدہ آپؑ دوراہہ پر پہنچے۔ وہاں گو ہمراہیوں نے طریقۂ غیر مسلوکہ (۲) کی مضرتین (۳) بیان کیں مگر آپؑ نے اسی پرانی راہ کو اختیار فرمایا۔ اور جہاں کہیں پانی نہ تھا، وہاں جیسلمیر اور ٹھٹھہ کے فی مابین جس طرح بارش برس کر پانی کی کثرت ہو جانے سے بہ آرامی طے منازل ہوگئی تھیں ویسے ہی یہاں بھی ہوا۔

میاں حیدر مہاجرؓ کا بیل:

کسی شب کو کہیں مقام تھا۔ نیم شب کے بعد میاں حیدر مہاجرؓ کا بیل چھوٹ گیا ہر چند تلاش و تجسس کی نہ ملا۔ اور مقام سے باہر جانے کو کہیں راہ نہ ملی۔ جہاں دیکھیں دیوارسی معلوم ہوتی تھی۔ جا کر حضور موعودؑ سے ظاہر کیا۔ آپؑ نے فرمایا، جاؤ سو جاؤ تمہارا بیل کہیں نہ جائے گا۔ جہاں جہاں بندہ فروکش ہوتا ہے، رات کو دائرے کے چوطرفہ دیوارسی بن جاتی ہے۔ سب کو چاہیئے کہ صبح تک باہر جانے کا قصد نہ کریں۔ جب صبح ہوئی بیل برادروں کے خیمہ میں کھڑا پایا۔

فرشتوں کی سواری ہمراہ حضورؑ:

ایک وقت میاں ولیؓ کچھ پیچھے رہ گئے تھے۔ چلتے چلتے کوئی گاؤں دیکھا۔ راہ کا اور نیز اسی راہ سے حضور موعودؑ کے گذرنے کا حال دریافت کرنے کی غرض سے

---

(۱) اصرار کر کے (۲) عام طریقہ سے ہٹ کر (۳) تکلیفیں

موضع کے اندر گئے۔ وہاں کے پٹواری نے میاں مذکور سے دریافت کیا کہ یہ لشکر کس کا ہے اور کہاں جاتا ہے؟ کہا یہ مہدی موعودؑ ہیں اور آپؑ کے ہمراہی سب فقیر ہیں۔اس نے کہا، کیا کہتے ہو بھلا! اتنے قوی ہیکل ہاتھی اور کئی ہزار سوارِ سلاح پوش فقیروں کے پاس کہاں سے آئے۔ جب میاں ولیؒ حضور موعودؑ سے جا ملے۔اس وقت پٹواری کی گفتگو کا تذکرہ کیا۔آپؑ نے فرمایا، ہاں ویسا ہی ہے۔ جیسے حضور مصطفیٰ ﷺ کے ہمراہ پانچ ہزار فرشتے سوار تھے ویسے ہی بندہ کے ساتھ بھی ہیں۔

مسلمان سانپ:

اسی راہ میں ایک شب کسی جنگل میں فروکش تھے۔ایک بڑے اور موٹے سانپ نے نصف شب کو آکر دائرہ کے گرداگرد محاصرہ کرلیا۔جس وقت مہاجرین قضائے حاجت کو جانے کے ارادہ سے خیموں سے نکلے، یہ حالت دیکھ کر حضور موعودؑ سے عرض کیا۔فرمایا، خبردار، دیکھو کوئی اس کو مت چھیڑو ورنہ کاٹ کھائے گا۔ یہ اس سانپ کی اولاد ہے جس نے جناب ابوبکر صدیقؓ کو کاٹا تھا۔اس سے وعدۂ خدا تھا کہ میں تجھے مہدی موعودؑ کا دیدار کرواؤں گا اسی وجہ سے یہاں آیا ہے۔ یہ فرما کر اس کے منہہ کے سامنے جاکر دیدار سے مشرف فرمایا اور اس کے منہ میں تھوک دیا، اور فرمایا، کہ لے اب چل دے۔اس نے سرنگوں ہوکر سلام کیا اور چلا گیا۔آپؑ نے فرمایا وہ مسلمان ہوگیا۔

درندے گزندے ہٹ گئے:

اس وقت یاروں نے عرض کیا کہ اس راہ میں شیروں اور سانپوں کا بہت خوف ہے۔آپؑ نے فرمایا، کچھ مت ڈرو۔ سارے درندوں اور گزندوں کو حکم خدا پہنچ گیا ہے کہ اپنی راہ سے دور جار کررہیں۔انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ آپؑ کے

ہمراہیوں کو کچھ ایذا نہ دیں گے۔ خدا حافظ ہے۔ اگر تم کو کچھ تذبذب ہو تو رات کو نوبت نہ بیٹھ کر دیکھ لو۔ جب تک اس راہ میں تھے کوئی نوبت نہ بیٹھا، پر فضل الٰہی سے کچھ مضرت نہ پہنچی۔

شاہ نظامؓ کی بچی:

ایک روز کسی جا پہ دوپہر کو کھانے پکانے کے لئے مقام ہوا تھا۔ وہاں کسی درخت کی ڈالی سے (بندگی) شاہ نظامؓ نے اپنی شیر خوار بچی کی جھولی باندھی تھی، جس کا نام بی نوراللہ تھا۔ جب روانہ ہوئے اس کو وہیں بھول گئے۔ جب تھوڑی دور گئے، حضور موعودؑ نے دریافت کیا میاں نظامؓ تمہارا رفیق کہاں ہے؟ آپؓ نے عرض کیا، وہیں بھولا! حضورؑ نے ارشاد کیا، جاؤ، لے آؤ حافظ حقیقی کی حفاظت میں ہے۔ وہاں جا کر دیکھا تو اس کے قریب ایک شیر بیٹھا ہوا ہے۔ جب شیر نے بندگی شاہ نظامؓ کو دیکھا سر جھکا کر چلا گیا اور آپؓ لڑکی کو لے کر قافلہ سے جا ملے۔ بندگی میاں سید خوندمیرؓ کی طرح ان کو بھی ہر کاہ و درخت سے آواز آتی تھی کہ ''یہ مہدی موعودؑ ہے''۔ ''یہ خلیفۃ اللہ ہے۔''

میاں یوسفؓ:

مروی ہے کہ جب سندھ سے روانہ ہوے اس وقت حضورؑ کے ہمراہ نو سو (900) صاحب خانہ تھے۔ سب کو ذکر اللہ کی بڑی تاکید اور ریاضت کی نہایت تشدید (۱) تھی۔ اور ذرا سے تغافل یا کاہلی پہ بڑی زجر و توبیخ (۲) ہوتی۔ اور ہر روز ان کی باطنی سیر میں ترقی ہونے نہ ہونے کی خبر گیری ہوا کرتی۔ تسپہ فاقوں کی شدت اور خوراک و پوشاک کی عُسرت علاوہ۔ تاہم آپؑ کے صحابہ ایسے خوش اور

(۱) شدّت؛ سختی (۲) ڈانٹ ڈپٹ

مسرور تھے کہ اس سختی کی کچھ بھی خبر نہ تھی۔

چنانچہ میاں یوسفؓ، جو اثنا عشر مبشر میں ہیں، عَدَمِ تَیَسَّرِ قُوتِ لَایَمُوتُ (ا) کے باعث درختوں کے پتے کھاتے تھے جس سے شکم بڑھ گیا تھا اور بدن پہ ورم آ گیا تھا۔ اور پاوں میں قرحے (۲) پڑ گئے تھے۔ اور ایک تہبند کے سِوا کوئی کپڑا پاس نہ تھا۔ یہاں تک کہ دستار کی جگہ رسی سر پہ بندھی تھی۔ باوجود اس قدر عسرت (۳) کے حضور موعودؑ سے دریافت کیا خداوند! یہ جو کہتے ہیں کہ مہدی کے زمانہ میں اس کے بیعت والوں کو بڑی مشقت اور نہایت شدت ہوگی، وہ زمانہ کب آئے گا؟ فرمایا، کہ میاں یوسفؓ! وہ یہ ہی وقت ہے۔ مگر اللہ تعالی نے تمہارے ظرف بڑے بنائے ہیں اس لئے معلوم نہیں ہوتا۔

صحابہؓ کی محبت:

اسی طرح تین بوڑھی عورتوں نے حضور موعودؑ سے عرض کیا، کہ ہمارے بیٹوں کا ارادہ حضورؑ کی خدمت میں بسر کرنے کا ہے۔ لہٰذا انہوں نے ہمیں لکھا ہے کہ تم آ کر لے جاؤ اگر اجازت ہو تو کسی مرد کو ہمارے ساتھ دیجئے۔ حضورؑ نے کہا، اجازت ہے مگر کس کو ہمراہ لے جاؤ گے؟ انہوں نے میاں نظام غالبؓ کا نام لیا وہ تمام روز چھپ گئے! لوگ آپؑ کی صحبت کیمیا خاصیت سے اس قدر خوش اور راضی تھے کہ کتنی بھی بڑی تکلیف کیوں نہ ہو پر وہ اس کو ناچیز سمجھتے تھے۔ یہ پوری محبت کی علامت ہے۔

(ا) آسانی نہ ہونے پر موت سے بچنے کی طاقت حاصل کرنے کے لئے (۲) زخم (۳) تکلیف

صحابہؓ کے حق میں دعا:

ایک روز آپؑ اپنے گھوڑے کو تیز کر کے ایک ٹیلہ پر جا کھڑے ہو گئے۔ اور پیچھے دیکھا تو سب یار و مصاحب بڑے شوق دلی اور رغبت قلبی سے دواں دواں آ رہے ہیں۔ کسی کے سر پہ ٹوکرا اور کسی کے گٹھری اور کسی نے اپنی گردن پہ لڑکے کو لادا ہوا ہے۔ اور کوئی بیل کی رسی تھامے، بہ ہزار مشقت و محنت، بصد پریشانی و زحمت، محض برائے خدا، حضور موعودؑ کے پیچھے قطع مسافت اور طے منازل کر رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر حضور موعودؑ کو نہایت رحم آیا۔ بدرگاہ باری نہایت سوز و زاری سے عرض کی ''الٰہی! میں نے ان کا کیا لیا ہے جو یوں میرے پیچھے پڑے ہیں؟ تو علام الغیوب (۱) ہے۔ تجھے بہ خوبی روشن ہے کہ یہ لوگ محض تیری رضا کے جُویاں (۲)، یوں تیری راہ میں پویاں ہیں۔ پس وہ قابل ترحّم ہیں۔ ان پہ رحم فرما۔'' اسی وقت حکم الٰہی ہوا کہ اے سیّد محمدؐ ان تمام صغیر و کبیر سے میں خوش ہوں۔ اور میں نے ان کو ہمیشہ کے لئے بخش دیا۔ اور قطعی ایمان انہیں عنایت کیا۔ پس آپؑ نے یہ حکم ان سب کو بھی سنا دیا۔ پھر روانہ ہو کر کئی روز کے بعد قندھار پہنچے۔

مقام دوازدہم۔ قندھار

یہ شہر حکومت کابل میں نامی ہے۔ ٹھٹھہ سے تین سو (300) کوس بہ جانب شمال

(۱) چھپی باتوں کا جاننے والا (۲) ڈھونڈنے والا

مائل بہ مغرب ہے۔اس کے اردگرد کوہستان ہےاس وقت قندھار کا حاکم شاہ بیگ رغون ، میر ذوالنون حاکمِ داور کا بیٹا تھا۔مگر دراصل قندھار وغیرہ میر ذوالنون کی حکومت کے تحت میں تھے۔

سکوت کی صلاح:

یہاں حضور موعودؑ کے پہنچتے ہی وہ چرچا پھیلا کہ یاروں کوخوف ہوگیا۔پس حضور میں عرض کیا، کہ خداوندا! اس وقت مناسب یہ ہے کہ دعویٰ مہدیت سے سکوت فرمایا جاوے۔کیوں کہ یہاں کے لوگ جاہل اور جابر ہے۔وہ ہماری زبان سمجھتے نہیں کہ ہم نو وارد ہیں۔ جب ہم ان کی اور وہ ہماری زبان سمجھتے لگیں گے، ہماری جانب میلاں کریں گے، اس وقت اظہار کا اچھا موقع ہوگا۔حضور موعودؑ نے فرمایا،اچھا، اگرتمہاری صلاح سے دعویٰ کیا ہوگا تو سکونت کروں گا۔میں نے کچھ تمہارے زور اورقوت کے بھروسے پر دعویٰ نہیں کیا۔میرا دعویٰ تو خدائے تعالی کے فرمان اور بھروسہ اورقوت سے ہے۔تم دیکھتے جاؤ، وہ کیا ظہور میں لاتا ہے۔

سپاہیوں کا تشدد:

جب آپؑ کے دعویٰ کی خبر زیادہ منتشر ہوئی سب کے گوش زد ہوگیا کہ جو سیّد ہند سے آیا ہے وہ دعویٰ مہدیت کرتا ہے۔اور اپنے دعوے کی راستی کا ثبوت کلام اللہ سے دیتا ہے۔اور اپنی تصدیق کو فرض اور انکار کو کفر بتلاتا ہے۔لہٰذا علما وفضلاے شہر سرکارِ شہ بیگ میں گئے اور ظاہر کیا کہ ایک سیّد ہند سے آیا ہے وہ مہدیت کا دعویٰ کرتا ہے۔اگر حکم ہوتو جمعہ کے روز جامع مسجد میں بلا کر اس بات کی تحقیق کرنا لازم اورواجب ہے۔پس انہوں نے حضور موعودؑ کے بلانے کے واسطے شہ بیگ سے چند سپاہی مانگ لئے اور جمعہ کے روز حضور موعودؑ کی طلبی کے لئے ان سپاہیوں کو

بھیجا۔ جب دیر ہوئی اور بھیجے اور حکم دیا کہ جلد لاؤ۔ سپاہیوں نے جا کر جہالت سے پیش آنا شروع کیا۔ یہاں یار و اصحاب وضو سازی میں مشغول تھے۔ جب دیر ہوئی، سپاہی چڑکر اور جو جی میں آیا، بکنے اور مار پیٹ کرنے لگے۔ حضور موعودؒ کو بھی کمر بند پکڑ کر کھینچا اور جبر کرنے لگے۔ آپؑ چند قدم جوتیوں کے بغیر چلے گئے۔ ایک سپاہی نے کہا، جوتیاں لاؤ۔ آپؑ نے فرمایا، ''کیا مضائقہ ہے؟ بندہ جوتیوں کے بغیر راہ خدا میں کوسوں جا سکتا ہے۔'' یاروں نے جوتیاں لا کر پیش کیں اور ہمراہ چلے۔ سپاہیوں نے ساتھ جانے سے منع کیا۔ مگر پروانے تھے۔ کب مانتے تھے؟ سپاہیوں نے لاٹھیوں اور کوڑوں سے مارا اور دھکے بھی دئے پر وہ حضورؑ سے دور نہ رہے۔

یہ سب جبر و قہر حضور موعودؒ پہ رعب وداب جمانے کی غرض سے تھا اور علما و فضلا کے اشارہ سے ہو رہا تھا۔ مگر حضور موعودؒ پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا۔ بدستور جمعیت دلی اور طمانیت خاطری تھی۔ اور سب ہمراہی لوگ پتنگوں کی طرح ہمراہ جا رہے تھے۔ جب حصار شہر کے دروازے پر پہنچے، مقفل پایا۔ یہ کام بھی ان ہی علما کے حکم سے، اس غرض سے کیا تھا کہ دیکھیں آپؑ صاحبِ کرامت بھی ہیں یا نہیں؟ جب حضور موعودؒ نے دروازہ کو بند دیکھا اس پہ اپنا دست مبارک رکھ دیا۔ ہاتھ رکھنے کے معاً قفل کھل کر گر پڑا اور کنواڑ از خود وا ہو گئے۔ حضورؑ اندر آ کر جامع مسجد میں پہنچے اور کسی کی جانب <u>ملتفت</u> (۱) نہ ہو کر سیدھے صف اول پہ جا بیٹھے۔ اس اثنا میں شہ بیگ بھی مست شراب آ پہنچا۔ کسی صحابی نے کان میں کہا کہ حضورؑ شہ بیگ نشہ میں چور، مست و مخمور آتا ہے۔ ذرا اس سے بہ نرمی کلام کیجئے۔ آپؑ نے فرمایا، '' کچھ ڈر

---

(۱) توجہ

نہیں، آنے دو۔ بندہ کے سامنے مستانِ دنیا آکر ہشیار بن جاتے ہیں، یہ پیشاب کی مستی (۱) کب تک رہے گی؟''

شاہ بیگ پر بیان کا اثر:

جب شہ بیگ آیا، خطبہ اور نماز ہوئی۔ بعد فراغ شہ بیگ حضورؑ کے روبرو آیا اور سب علما اور فضلا بھی حضورؑ کے روبرو آئے۔ اور بہت گالیاں دینے لگے۔ اور قریب تھا کہ زدوکوب (۲) کی نوبت پہنچے۔ شہ بیگ نے سب کو دھمکایا اور کہا کہ ذرا ٹھہرو اس سیدؑ کی دلیل سن لو۔ پھر جو کچھ مناسب ہوگا کیا جائیگا۔ پس بہ ناچاری خاموش ہوگئے۔ حضور موعودؑ کے کلام اللہ کا بیان شروع کر دیا۔ جب شہ بیگ نے ایک آیہ کا بیان سنا نہایت لذت آئی۔ اور تین آیتوں کے بیان ہونے تک تو غایت لذت (۳) سے مرغِ نیم بسمل (۴) کی طرح لوٹنا شروع کر دیا۔ اور بہ حالت زاری، نہایت انکساری سے عرض کیا، حضور، میری تقصیر (۵) معاف ہو۔ فدوی کو یہ معلوم نہ تھا۔ اگر یہ معلوم ہوتا بسر وچشم استقبال کرتا اور ایسی گستاخی اور شوخی نہ کرتا مجھ سے خطا ہوئی۔ خدا کے لئے معاف فرمایئے۔ حضور موعودؑ نے اس کی جانب کچھ التفات نہ کیا۔ تب تو وہ دست بستہ کھڑا ہو گیا اور نہایت گڑگڑانے لگا۔ یہاں تک کہ

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ .....

﴿پَارَہ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ 12/ سُوْرَةُ هُوْد11/ رُكُوْع 2﴾

کا تمام رکوع بیان ہو چکا۔

(۱) معمولی سی گستاخی (۲) مار پیٹ (۳) بہت مزا آنے سے (۴) آدھ کٹے مرغ کی (۵) قصور

شاہ بیگ تصدیق سے مشرف:

جب حضور موعودؑ بیان سے فارغ ہو چکے، اس کی بات سن لی۔ اور فرمایا، ''جاؤ، معاف ہے۔'' اس سخن کے سنتے ہی جوش محبت سے کود کر قدموں پہ جا گرا۔ آپؑ نے اس کا سر قدموں سے اٹھا کر گود میں اٹھا لیا۔ پھر شہ بیگ علما اور فضلا کی جانب مخاطب ہوا اور پوچھا کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ علمائے سلف نے مہدی کے آنے کو متواتر المعنی کہا ہے اور اس کو ضروری بتلایا ہے۔ اور کہا ہے کہ اس کا آنا حق ہے اور علامات میں اختلاف ہے شہ بیگ نے کہا اگر مہدی کا آنا حق ہے تو یہ ہی ذات ہے جو آئی ہے آمنّا وَصَدَّقْنَا (ا) اب اس کے بعد کوئی مہدی کا آنا باقی نہیں۔ علما خاموش ہو گئے اور مہدی موعودؑ کھڑے ہو کر روانہ ہوے۔ شہ بیگ نے حضورؑ کا ہاتھ پکڑ لیا اور پیادہ پا حضورؑ کی فرودگاہ تک ہمراہ رہا۔ پھر قدمبوسی کر کے رخصت ہوا۔ مکان پر جا کر انواع واقسام کے کھانے اور میوے تر وخشک مہمانداری میں بھیج دئے۔ اور اس کے ساتھ زرونقرہ لِلّٰہ فتوح کے طور ارسال کیا۔ وہ سب حضور موعودؑ نے لے لیا۔ پھر تو ہر روز دو وقتہ کھانا بھیجنا شروع کر دیا۔ حضورؑ نے تین روز تک لیا، پھر واپس کر دیا اور نہ لیا۔ اگر چہ وہ خود گیا اور بہت بَجِد ہوا۔ پر ارشاد ہوا، بس سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو چکی۔

شاہ بیگ تلقین ہوا:

بعد دو ہفتہ کے وہاں سے روانگی کا ارادہ کیا۔ یہ سنتے ہی شہ بیگ آ حاضر ہوا اور ٹھہرنے کے لئے التماس کی۔ مگر ارشاد ہوا کہ بندہ کو حکم ہو چکا ہے اب نہیں ٹھہر سکتا،

(ا) ہم ایمان لائے اور ہم نے تصدیق کی

ناچار حضور موعودؑ کی رکاب پکڑ کر ہمراہ ہو گیا تھوڑی دور جا کر واپس لوٹ جانے کا ارشاد کیا اس نے عرض کی کہ خداوند، مرید ہونا ہے۔ آپؑ کسی درخت کے نیچے جا کر گھوڑے سے اترے اور بیٹھ کر تلقین کر کے رخصت کر دیا۔ اور موضع دلارام اور قصبۂ کوہ سے گذرتے ہوئے فرہ مبارک پہنچے۔

مقام سیزدہم۔ فرہ

یہ شہر فرہ، قندہار سے نوے کوس گوشۂ شمال ومغرب میں ہے۔ آپؑ یہاں پہنچ کر ملک سکندر حاجی کی سرائے میں نزول فرما ہوئے (اور بقولِ کسی باغ میں)۔ بہر حال شہر سے باہر قیام تھا۔

کوتوال کا تشدد:

آپؑ کے یہاں آنے کے معاً بڑا چرچا پھیلا کہ ایک سیّد امام حسینؓ کی اولاد سے ہند سے آیا ہے۔ وہ مہدیت کی دعویٰ کرتا ہے اور اپنی تصدیق کو فرض اور انکار کو کفر بتلاتا ہے۔ جب یہ خبر قاضی شہر کے گوش زد ہوئی، کوتوال کو خبر دی کہ جاؤ اس سیّد کے سارے مال و اسباب کو چھین لاؤ۔ اسی وقت وہ بڑے زور شور سے آیا اور صحابہؓ وغیرہ پہ نہایت تشدد کیا۔ اس وقت حضورؑ حجرے سے باہر بیٹھے تھے۔ صحابہؓ کو خیال ہوا کہ یہاں ضرور جنگ ہوگی اور اجازت چاہی۔ آپؑ نے فرمایا، صبر کرو۔ بندہ اپنے خیال کے یا کسی کے تابع نہیں ہے، اللہ کے تابع ہے۔ ناچار سب نے اس اذیت کو سہہ لیا اور انہوں نے سارا اسباب لوٹ لیا اور حضور ماعودؑ کے سامنے آ کر

تلوار طلب کی۔ آپؑ نے حوالے کردی۔ پھر تو سب صحابہؓ کے ہتھیار لے کر کہہ دیا کہ کل حاکم سے ظاہر کر کے سب کو قید کیا جائے گا۔

سرور خان کا خواب:

یہاں کا حاکم امیر ذوالنون ارغون، شاہ بیگ کا والد تھا اور فوجدار سرور خان تھا۔ جب نیم شب ہوئی سرور خان نے خواب میں حضور رسول مقبول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ بڑے خفا تھے کہ تیری حکومت میں میرے فرزند پہ، جس کی ذات میرے جیسی ہے، بڑی بے ادبی ہوئی اور ناحق اسے ستایا ہے۔ اس کے پاداش (۱) سے غافل مت رہ۔ یہ فرما کر جس پلنگ پہ وہ سویا تھا اس کو الٹ دیا۔ وہ نیچے اور پلنگ اوپر آ گیا۔ اس سے وہ اس قدر ڈرا کہ مارے خوف کے بیدار ہو گیا اور جیسا خواب میں دیکھا تھا، ویسا ہی بیداری میں بھی پایا۔ یعنی اپنے تئیں پلنگ کے نیچے پایا۔ اور اسی وقت درد شکم شروع ہو گیا، اور اس نے اتنی شدت پکڑی کہ بے تاب ہو گیا۔ جب خدا خدا کر کے صبح ہوئی، کوتوال کو طلب کر کے دریافت کیا کہ کل ایسا کیا کام ہوا ہے جس سے میں نے یہ خواب دیکھا؟ کوتوال نے گذشتہ کل کا حال کہہ سنایا۔ سن کر قاضی کو بلوا کر مقید کر دیا اور اس کو خوب دھمکایا۔ اور خود حضور موعودؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور نہایت عجز و انکساری کر کے کہا خداوندا کل جو بے ادبی ہوئی ہے اس کی مجھے بالکل خبر نہ تھی۔ بندہ درد شکم سے سراسر بے تاب ہے۔ خدا کے لئے تقصیر معاف ہو کہ درد شکم سے رہائی ملے۔ آپؑ نے فرمایا، بندہ کچھ علاج معالجہ تو جانتا نہیں کہ تم کو بتلاوے۔ (بندگی) شاہ نظامؓ نے عرض کیا کہ آپؑ رَحمَةُ اللّٰلِعَالَمِینَ (۲) ہیں، پسخوردہ دیجئے۔ جب پسخوردہ پیا فوراً شفا ہوگئی۔ بعدہ عرض کی کہ کل جو

---

(۱) بدی کا بدلہ (۲) یعنی سب جہانوں کے لیئے رحمت

کچھ اسباب وسلاح خدام حضورؑ کا گیا ہو اس کی فہرست عنایت ہو کہ تلاش کر کے مسترد کر دیا جاوے۔ حضورؑ نے فرمایا:

''ہماری ملکیت سے کوئی چیز نہیں گئی۔ جو ہمارا ہے اسے لوٹ کر کوئی لے جا نہیں سکتا۔'' جب سرور خان نے سب طرح آپؑ کو بے نیاز دیکھا، تصدیق کر لی، اور پابوس ہو کر رخصت ہوا۔ مکان پہ آ کے کوتوال کو تاکید کر دی کہ کل کا سارا اسباب بِلا توقف حاضر کرو۔ جب سب اسباب آ گیا، ضیافت کے ساتھ خدمت خدام حضور موعودؑ میں بھیج دیا۔

میر ذوالنون:

کوتوال نے یہ خبر امیر ذوالنون کو بھی دی۔ اس نے کہلایا کہ میں بہ ذاتِ خود اس سیدؑ کے دعویٰ مہدیت کی تحقیقات کے لئے آتا ہوں۔ مگر وہاں امیروں کے بیٹھنے کے قابل جگہ نہیں۔ لہٰذا وہاں کوئی عمدہ جگہ دیکھ کر آراستہ کر رکھو۔ چنانچہ میر عمارت نے جگہ آراستہ کر کے اطلاع دی۔ تب امیر ذوالنون نے حکم دیا کہ اس جگہ کے اطراف سیاست کے آلے (۱) بھی لگا دینا چاہیئے تا کہ ان پہ رعب بیٹھ جاوے اور حق بات جلد ہاتھ آوے۔ اس کی بھی تعمیل ہوئی اب امیر ذوالنون بڑے رعب اور داب سے بہت سے سوار ساتھ لے کر روانہ ہوا۔ اور راہ میں مصاحبوں سے کہہ دیا کہ اگر یہ شخص سچا ہے تب اسی کا رعب ہم پہ غالب ہوگا، ورنہ ہمارا رعب اس پہ جم جائے گا اور یہ چاپلوسی وخوشامد پیش آئے گا۔ اور جو یوں ہوا تو جیسے دو ایک شخصوں کا سر کاٹا ہے، ویسے اس کا بھی سر کاٹ لیا جائیگا۔

....

(۱) خوف زدہ کرنے کے وسیلے

لکھا ہے کہ جو جاے کہ امیر ذوالنون نے آراستہ کروائی تھی اس کو چھوڑ کر حضور موعودؑ معہ صحابہؓ کے اس جا پہ جا بیٹھے جو اپنے ہمراہیوں کے نماز پڑھنے کے واسطے حجرۂ خاص کے روبرو صاف کروا رکھی تھی۔اور فرمایا کہ سنا جاتا ہے کہ یہاں کا امیر آتا ہے۔خبردار! کوئی اس کی کسی طرح تعظیم مت کرنا۔امارت کا ذرہ لحاظ نہ رکھنا۔اتنے میں نقارہ اور شہنائیوں کی آواز فقرا کے کان میں پڑی۔ پھر نشان دیکھے۔کسی خوف زدہ شخص نے کہا بادشاہ کا وزیر بڑے دبدبے سے فقرا کے قتل و تاراج (۱) کو آرہا ہے۔کیا کرنا چاہئے۔حضور ماعودؑ نے فرمایا، ''بادشاہ ایک ہے اور اس کو وزیر نہیں ہے۔''

اس عرصہ میں امیر ذوالنون کی سواری بھی آ پہنچی۔مہتموں (۲) نے جیسا کہ قاعدہ ہے ظلم وتعدی (۳) کرنا شروع کر دیا اور کسی کو لاٹھی، کسی کو کوڑا، کسی کو کمان کے گوشہ کی نوک سے اور کسی کو بندوق کے کندہ سے مارا اور دھمکایا۔غرض بڑے جبر وقہر سے امیر ذوالنون گھوڑے سے اترا اور فقرا کے سر پہ آ کھڑا ہوا۔اور ارادہ کیا کہ حضور موعودؑ کے برابر جا کر بیٹھے۔اس لئے لوگوں کو چیرتا ہوا جانے لگا۔حضورؑ نے فرمایا، ''میر ذوالنون، جہاں جاے دیکھو بیٹھ جاؤ'' اس کلام کے سنتے ہی اس کے دل میں ہیبت حضورؑ جاگیر ہوگئی۔ایک قدم نہ اٹھا سکا، وہیں خاک پہ بیٹھ گیا۔

آپؑ نے حسب دستور کلام اللہ کا بیان شروع کر دیا۔اور قولہ تعالیٰ

اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لا ......

---

(۱) لوٹنے (۲) انتظام کرنے والے (۳) مار پیٹ

اللہ حامی و مددگار ہے ان لوگوں کا جو ایمان لاتے ہیں.....

﴿پَارَہ تِلْكَ الرُّسُلُ 3 / سُورَۃُ الْبَقَرَۃ 2 / آیہ 257﴾ (☆)

کو اس ڈھب چھب سے بیان کیا کہ میر ذوالنون سن کر والہ وشیفتہ (عاشق و مدہوش) ہوگیا۔ اثنائے بیان میں حضور موعودؑ نے میر ذوالنون کو نزدیک بلایا بھی پر وہ ایسا ہیبت زدہ تھا کہ قریب جانے کی جرأت نہ ہوئی۔ بعد فارغ ہونے کے میر مذکور نے سوال کیا کہ سنا جاتا ہے کہ حضور دعویٰ مہدیت کرتے ہیں؟ اگر مہدی لغوی ہیں تب تو خیر۔ اور اگر اصطلاحی ہیں تو اس کی دلیل چاہیئے۔ آپؑ نے فرمایا، دلیل اور حجت کا بتلانا خدا کا کام ہے بندہ کا کام پہنچا دینا ہے، سو پہنچا دیتا ہے۔ اس نے عرض کیا، سنتا ہوں کہ مہدی کی یہ بھی علامت ہے کہ اس پہ تلوار کارگر نہ ہو۔ آپؑ نے خاص اپنی تلوار اس کو دی اور کہا کہ آزمالو۔ اس نے کھڑے ہوکر چاہا کہ ایک ہی وار میں کام تمام کردوں۔ جوں ہی ہاتھ اٹھایا، اوپر کا اوپر شل ہوکر رہ گیا۔ اس نے تلوار دوسرے ہاتھ میں لے لی اور پھر چاہا کہ وار کرے۔ مگر یہ ہاتھ بھی ویسا ہی ہوگیا۔ اور اس کا منہ سبز ہوگیا۔ اور بے ہوش ہوکر گر پڑا۔ حضورؑ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر ہشیار کیا۔ دوبارہ پھر ویسا ہی قصد کیا اور وہ ہی حالت پیش آئی۔ تین بار آزمائش کے بعد تلوار کو نیام میں ڈال کر حضورؑ کے سامنے رکھ دی اور قدمبوسی کرکے بیٹھ گیا۔ حضور موعودؑ نے فرمایا، میر ذوالنون، تلوار کا کام کاٹنا، پانی کا کام ڈبانا اور آگ کا کام جلانا ہے۔ پر اس کلام کا مطلب یہ ہے کہ کوئی مہدی پہ قادر اور غالب نہ ہو سکے گا۔ ورنہ سرور عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک پتھر سے کیسے ٹوٹتے؟

(☆) اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۵ ط وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـــُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ط اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○

اللہ حامی و مددگار ہے ان لوگوں کا جو ایمان لاتے ہیں۔ نکالتا ہے اُن کو تاریکیوں سے روشنی کی طرف۔ اور وہ لوگ جو کفر اختیار کرتے ہیں اُن کے حامی و مددگار طاغوت ہیں جو، نکالتے ہیں ان کو روشنی سے تاریکیوں کی طرف۔ یہی لوگ ہیں اہلِ دوزخ، یہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

تصدیق:

لکھا ہے کہ فرہ کے اکثر علما و فضلا میر ذوالنون کے ہمراہ تھے۔ ان میں سے مُلّا نور نے بڑے زور سے کہا کہ اگر مہدی آنے والا ہے، تب تو یہ ہی ہے ورنہ اب کوئی مہدی آتا نہیں۔ پس علما اور میر ذوالنون نے تصدیق کی۔

مہدیؑ کا مددگار:

پھر میر ذوالنون نے کہا ہم مہدیؑ کے نوکر ہیں۔ اب جہاں تیغ زنی کی ضرورت ہوگی تیغ زنی کروں گا اور آپؑ کے مخالفوں کو قتل کر ڈالوں گا۔ حضور مہدیؑ ہیں اور ہم مہدیؑ کے مددگار۔ حضور موعودؑ نے فرمایا کہ مہدی کا مددگار تو خدا ہے۔ تو اپنے نفس پہ تلوار مار، جو گمراہی میں نہ ڈالے۔

فرمان مہدیؑ:

پھر فرمایا، مہدیؑ اور مہدیوں کو کہیں جگہ نہیں، مکان نہیں، ملجا(۱) نہیں۔ یہ کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ(۲) کہہ کر حجرہ میں چلے گئے۔

میر ذوالنون بھی رخصت ہوا اور ضیافت ہمیشہ بھیجنا شروع کیا۔ تین روز کے بعد قبول نہ ہوئی۔ بعدہ ایک سال تک ثبوتِ مہدی میں تحقیقات ہوتی رہیں۔ آخر یہی ثابت ہوا کہ سیّد محمدؑ سچے مہدی ہیں۔

میر ذوالنون کا عریضہ:

تب میر ذوالنون نے سلطان حسین میرزا بادشاہ خراسان کو ہرات کے اندر جو اس وقت خراسان کا پایہ تخت تھا، ایک عریضہ (۳) لکھا کہ یہاں ایک بہت بڑا

---

(۱) پناہ کی جگہ (۲) آپ پر سلامتی ہو (۳) خط؛ چٹھی

امر رونما ہوا ہے۔ وہ یہ کہ ایک سیّد جو ہندوستان سے آیا ہے وہ دعویٰ مہدیت کرتا ہے۔فدوی نے فرہ کے علما وفضلا کو جمع کر کے ایک سال کامل اس کی تحقیقات کی تو ثابت ہوا کہ بے شک سیّدؑ اپنے دعوے میں سچا ہے۔ ناچار ہم سب نے اس صاحب الزمان کی تصدیق کی اور سر نیاز عتبہ مُعلّیٰ (۱) پہ رکھا۔ کیوں کہ اس کے سارے اخلاق پیغمبروں کے سے ہیں اور ہر حال میں اتباع رسول اللہؐ کی پائی جاتی ہے۔پس گذارش کر کے امیدوار ہوں کہ بائستہ ہدایت (۲) فدوی سے دریغ (۳) نہ رکھی جاوے۔

جب یہ عریضہ سلطان حسینؒ کی خدمت میں ہرات کے اندر پہنچا اس نے خیال کیا کہ جب علمائے فرہ نے ایک سال تک تحقیق کر کے تصدیق کر لی ہے تو واقعی یہ بات سچی ہے۔انہوں نے اس قدر تحقیقات میں ضرور غلطی نہ کھائی ہوگی۔

صدرالعلماء کا تفکر:

جب بادشاہ کی زبان سے یہ سخن نکلا، مصاحبوں نے عرض کی کہ حضور، یہ بہت بڑا امر ہے اسلئے اسے ایک جگہ کے علما کی تحقیق پر منحصر نہیں رکھ سکتے۔ یہاں بھی علما ہیں ان سے بھی یہ بات دریافت کرنا چاہئے۔ میرزا سلطان حسینؒ نے صدرالعلما الملقب بہ شیخ الاسلام کو یہ مقدمہ سپرد کر دیا۔

اس نے شاہی کتب خانے سے اور دوسرے علما کے یہاں سے جو کتاب درکار ہوئی منگوا کر دو مہینے تک تلاش اور تجسس کیا۔تو معلوم ہوا کہ علامات مہدی میں تو کوئی ایسی نص جلی (۴) اور دلیل صحیح نہیں ملتی جس کو اس بارے میں کارآمد سمجھا جاوے۔ پس خارج سے ثبوت کا تجویز کرنا لازم آیا۔ تو اب ایسے دلائل پیدا

---

(۱) عتبہ یعنی دہلیز یا آستانہ/مُعلّیٰ یعنی اعلیٰ، مطلب: آستانہء عالیہ (۲) ہدایت کے لائق (۳) افسوس یا غم نہ کیا جائے
(۴) واضح بیان

کرنا چاہئے کہ ان کی تحقیق کے بعد پھر کسی طرح شک اور تردد کو گنجایش نہ رہے۔ کیوں کہ ان کے ثابت ہو جانے کے بعد کسی قسم کا تردد باقی نہیں رہتا۔ اسی وجہ سے تو علمائے سلف نے حضور خاتم المرسلین ﷺ کے ثبوت میں اسی پہ اور معجزات پہ دار مدار سمجھا ہے۔

چار علماء کو تحقیق کے لئے بھیجا:

اس کے بعد چار سوال بڑی فکر اور بغایت سوچ سے نکالے۔ اور بادشاہ کے حضور میں جا کر ساری کیفیت بیان کی۔ اس نے ان سوالات کو پسند کر کے حکم دیا کہ لازم ہے کہ اس بات کی دریافت کے لئے کوئی اچھا عالم جیّد منصف المزاج بھیجا جاوے۔ شیخ الاسلام نے عرض کیا کہ اس کام کے لائق چہار شخص ہیں: مُلّا علی فیاض، مُلّا علی شیروانی، مُلّا محمد شیروانی اور مُلّا درویش خراسانی۔ بادشاہ نے ان چہاروں شخصوں کو چار سو سوار ہمراہ دے کر خرچِ راہ کے ساتھ روانہ کیا۔ ان کے آنے سے پہلے ہی یہاں مشہور ہو گیا تھا اور سلاح جنگ درست کرائے جاتے تھے۔ جب یہ خبر حضور موعودؑ کے لوگوں نے سنی، کسی نے حضور میں عرض کر دیا۔ آپؑ نے فرمایا، اگر تم طالب مولیٰ ہو اور اگر تم نے رضا و تسلیم کا پیشہ اختیار کیا ہے، تو بجز خدا کے کسی سے مت ڈرو۔ اور فرمایا، اللہ جل شانہ کا فرمان ہے کہ

.....فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○

.....اگر تم مومن ہو تو ان سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو۔

﴿پارہ لَنْ تَنَالُوا 4 / سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰن 3 / آیہ 175﴾

اس کی بعد سب کے جی میں طمانیت اور تسلی ہو گئی۔ بعد چند روز کے وہ علما فرہ میں وارد ہوئے اور علمائے فرہ کو ساتھ لے کر خدمت حضور موعودؑ میں حاضر

ہوئے۔اس وقت حضورؑ الآیہ

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ زصلے.....

اور تحقیق ہم نے بہت سے جن اور انسانوں کو جہنم کے لئے چھوڑ دیا ہے.....

﴿پَارَہُ قَالَ الْمَلَاُ 9 / سُوْرَۃُ اَلْاَعْرَاف 7 / آیہ 179﴾

کا بیان فرما رہے تھے۔ وہ لوگ بڑے ادب دان تھے خواہاں فخر و جاہ نہ تھے۔ اس وقت کسی کیتعظیم وغیرہ کا خیال نہ کر کے بیان سننے میں مشغول ہو گے جب تمام بیان سنامِنْ كُلِّ الْوُجُوه (۱) حضور موعودؑ کے گرویدہ بن گئے۔ ملا درویش ہریوی نے تو گھاس کا تنکا منہ میں لے کر کہا، فدوی حضور کے سامنے کَالْاَنْعَامِ (۲) ،جنور کی مثال ہے۔ حضورؑ کے تصدق سے زمرۂ انسان (۳) میں داخل ہوگا۔

چار سوال:

جب بیان تمام ہو چکا، مُلّا علی فیاض نے بڑے ادب سے عرض کیا کہ حضور، ہمارے اور تو سارے اشکالات بیان سن کر اور صورت دیکھ کر ہی حل ہو گئے۔ لیکن علماے ہرات نے چار سوال لکھ دئے ہیں۔ اگر اجازت ہو تو عرض کئے جاویں۔

ارشاد ہوا، اچھا دیکھیں، وہ کیا ہیں۔

سوال اول: آپ نے دعویٰ جو کیا ہے وہ کہاں سے کیا ہے؟

جواب: بندہ اپنی جانب سے دعویٰ نہیں کرتا، بلکہ بہ حکم خدا یہ دعویٰ کرتا ہے۔ (صحابہؓ نے خیال کیا کہ اس جواب سے علما کی کیا تشفی ہوگی؟ لیکن وہ بلا تعصب

---

(۱) تمام وجوہات سے (۲) جانور کی طرح (۳) انسانوں کی جماعت

سچے اور مصنف عالم تھے جان لیا کہ ہمارے سوال کا جواب یہ ہی تھا۔ کیوں کہ ان کے سوال سے صاف واضح ہے کہ ان کی غرض فقط یہ ہی تھی کہ کہیں اپنی جانب سے دعویٰ نہ کرلیا ہو۔ اگر ایسا ہے تو اس کے نادرست ہونے میں کچھ شک نہ رہے گا ۔اس لئے کہ جس کا آنا رسول اللہ ﷺ نے ضروری بتایا ہے اس کا منجانب اللہ ہونا لازم اور مُتَحَتَّم (واجب) ہے)

سوال دوم: آپ کون سے مذہب پہ ہیں؟

جواب: بندہ چاروں مذہب سے کسی بھی مذہب کا مقید تو نہیں، پر ہمارا مذہب، مذہب رسول اللہ ﷺ اور اتباعِ کلام اللہ ہے۔

اس جواب کو بھی سب نے تسلیم کیا۔ کیوں کہ پُر ظاہر ہے کہ مجتہدین میں خطا و صواب (۱) دونوں کا احتمال (۲) ہے۔اور مہدی خطا سے پاک ہونا چاہیئے۔ ورنہ اس کے دعوے کے ثبوت میں تذبذب رہ جائے گا۔ اور موجب یقین نہ ہوگا۔ حالانکہ اس کا ثبوت قطعاً ہونا ضروری ہے۔

سوال سوم: حضور کس تفسیر سے بیان کرتے ہیں؟

جـــواب: بندہ کسی تفسیر کا مطالعہ نہیں کرتا۔ جس آیہ کا بیان خدا بے واسطہ تعلیم فرماتا وہ ہی بیان کیا جاتا ہے۔ پس جو بیان اور تفسیر بندہ کے بیان کے مخالف ہوں صحیح نہیں۔اور جو موافق ہو وہ صحیح ہے ۔

یہ جواب بھی سب نے درست جانا۔ کیوں کہ جس قسم کا بیان علما سن چکے تھے وہ تفسیر مفسرین اور بیانِ مُبَیِّنِین (۳) سے بڑھ چڑھ کر تھا۔ بلا شک اس قسم کا بیان تفاسیر سے مُستَنبَط ہونا (۴) محال تھا۔ اور نیز اس میں بھی خطا ضرور ہے اور مہدی

---

(۱) غلط و درست (۲) امکان (۳) پہلے بیان کئے گے (۴) نکالنا

خطا کے تابع نہ ہوگا۔

سوال چہارم: اس دارِ دنیا میں بہ چشمِ سر جو خدا کو دیکھنے کا آپ دعویٰ کرتے ہیں اور خلق کو اسی پہ دعوت کرتے ہیں، سو اس کے جواز کی کیا دلیل رکھتے ہیں؟

جواب: اس کے جواب میں آیات کلام اللہ اور احادیث نبوی ﷺ اور اقوال علما اس قدر بیان کئے کہ ان کو کچھ جائے گفتگو باقی نہ رہی۔ مگر وقوع کس پہ ہوا اِس کے گواہ طلب کئے۔ آپؑ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو گواہ بتلایا کہ انہوں نے بہ چشم سر اس دنیا میں خدا کو دیکھ لیا ہے، دریافت کرلو۔ مُلّا علی فیاض نے مکرّر سہ کرّر کہا کہ ہم کو ایک گواہ کافی ہے۔

تین عالموں کا افسوس:

جب وہ سب اپنی درگاہ پر گئے باقی کے تین عالموں نے مُلّا علی فیاض سے کہا اول کے تینوں سوالوں کے جواب تو درست تھے۔ مگر اخیر کے چوتھے سوال کے جواب میں جب کہا کہ یہ محمد رسول اللہؐ ہیں، پوچھ لو تب، تم نے کس لئے حضور رسالت مآبؐ سے نہ پوچھا؟ اگر پوچھا ہوتا تو ہم آپؐ کی آواز سے بھی مشرف ہوتے۔ یہ ایک بہت عمدہ موقع ہاتھ سے گیا۔ افسوس کہ ہمیں اجازت نہ تھی، ورنہ نہ چوکتے۔

مُلّا علی فیاض کا جواب:

مُلّا علی فیاض نے جواب دیا، بے شک میرے بھی خیال میں یہ بات گذری تھی۔ مگر دل نے منع کیا، اور خیال آیا کہ واقعی سچ تو ہے۔ کیوں کہ جب حضور والا یعنی محمد رسول اللہ ﷺ حیات تھے اور لوگ زبان مبارک سے کلام سنتے تھے، انہوں

نے تو اس کے مطلب کو کما حقہ نہ پایا اور آج تک اس کے ایک معنی قایم نہ ہوسکے، جس سے ہزاروں طرح کے اختلاف پھیل گئے ہیں۔ پس اس وقت ہم پوچھتے اور جواب ملتا، تو اول تو ہم آپ ﷺ ہی کی آواز کے تقرر میں عاجز تھے۔ پھر اس کے معنی وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ (۱) کیا سمجھتے، اور ایسے تذبذب میں پڑ جاتے کہ اس سے نکلنا دشوار ہو جاتا۔ ایسے موقعوں میں مخبر صادق کے قول پر اعتماد چاہیئے۔ تو یہ حضرت مہدی موعودؑ برحق ہیں، پس مخبر صادق ہوے۔ لہٰذا ان کے قول پہ بھروسہ کرلیا اور یہ ہی ایک گواہ کافی سمجھا گیا۔ کیوں کہ ابھی ہم کو یہ رتبہ حاصل نہیں کہ ہم سیرِ ارواح (۲) کرسکیں اور ان کو پہچانیں۔ پس آواز کے سننے سے کیا فائدہ متصور تھا؟

علماء کی تصدیق:

غرض خراسان سے آنے والے علما نے بھی تصدیق کرلی۔ اور مُلاّ علی فیاض نے تینوں عالموں سے کہا، جاؤ، بادشاہ اور شیخ الاسلام کو خبر دو اور یہاں کا کُل ماجرا ظاہر کرو۔ انہوں نے کہا، تم بھی چلو کہ بادشاہ کی جانب سے تم ہی میرِ قافلہ اور مختارِ مجلس مقرر ہو چکے ہو۔ پس مناسب ہے کہ ان کو بھی تم ہی ساری روداد سمجھا دو۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ اگر بادشاہ وغیرہ یاد کریں تو کہہ دینا کہ انہوں نے تو صحبت مہدیؑ کو نہ چھوڑا اور ہمیں بھیج دیا۔ علما نے کہا، یہ بھی دینی امر ہے۔ پھر بھی جانے سے انکار کیا۔ تب مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ جب وہ اس قدر کد کرتے ہیں تو کیوں نہیں جاتے؟ عرض کیا، کہ جب ثابت ہوگیا کہ مہدی موعودؑ آپؑ ہی کی ذات

---

(۱) اللہ خوب جانتا ہے (۲) بزرگوں کی روحوں سے بات کرسکیں

مبارک ہے تو مہدی کی صحبت فرض ہے یا نہیں؟ فرمایا کہ ہاں فرض تو ہے۔ عرض کیا، کہ پھر مباح کے لئے فرض کیوں ترک کر دیا جاوے؟ تب حضرت موعودؑ نے فرمایا، تم جاؤ۔ اگر اپنی خوشی نہیں جاتے تو بندہ کی رضا سے جاؤ حق تعالیٰ تم کو بندہ کی صحبت سے باز نہ رکھے گا، ضرور پھر لائے گا۔ اور تمہارے بدوں یہاں کی حقیقت اور روداد بھی کما حقہٖ (۱) وہاں نہ پہنچے گی۔ نیز بادشاہ کو بھی تمہارا اعتماد زیادہ ہے پس تمہارا جانا مناسب ہے۔

بادشاہ کی مجلس میں شہادت:

ناچار رضامندی خلیفۃ اللہؑ سے ملاّ علی فیاض بھی روانہ ہوئے۔ جب وہ لوگ وارد ہرات ہوئے بادشاہ نے مجلس آراستہ کر کے شیخ الاسلام اور مُلّا شہ بیگ وغیرہ فضلائے ہرات کو جمع کیا۔ اور مُلّا علی فیاض وغیرہ ہمراہیوں کو بلا کر سارا ماجرا کہہ سنانے کا حکم دیا۔ انھوں نے ساری کیفیت کہہ سنائی۔ اور کہا کہ قول اور فعل اور حال میں پورا پورا تابع محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پایا ہے۔ اور نیز جو اخلاق فاضلہ کہ علمائے سلف (۲) نے ثبوت نبوت کے لئے کافی اور وافی سمجھے ہیں، اور جن کی تحقیق کے بعد خدشۂ کذب (۳) ذرا بھی نہیں رہتا، اور شک وشبہ بالکل دفع ہو جاتے ہیں، وہ سب ہم نے آپؑ کی ذاتِ مجمع الکمالات میں دیکھے۔ اور شریعت کے خلاف کوئی بات ہم نے آپؑ کے ہمراہیوں میں بھی نہ دیکھی۔

جب مُلّا علی فیاض نے یہ تقریر تمام کی، علما کے جی میں نہایت رنجیدگی آئی۔ کیوں کہ ان کی خیال تھا کہ یہ لوگ جو جاتے ہیں ضرور حضور موعودؑ کے دعوی کو رد کر کے آئیں گے۔ اور یہ تو ثابت کر کے آئے۔ انھوں نے کہا تم نے غلطی کھائی

---

(۱) جیسا کہ اس کا حق ہے (۲) پہلے گزرے ہوئے (۳) جھوٹ کا ڈر

اورخطا کی۔اب پھر جاؤاور یہاں سے دوسرے دلائل لے جا کراچھی طرح تحقیق کے علامات صیحہ ملاحظہ کرو۔یہ کچھ چھوٹا سا امر نہیں جس میں سرسری تحقیقات کارآمد سمجھی جاویں۔اس کی تو خوب اچھی طرح تحقیقات ہونی ضروری ہے۔

مُلّا علی فیاض کی جوابی تقریر:

مُلّا علی فیاض نے کہا ہم نے ہماری تیس سال کی محنت ایک آن میں برباد کردی۔اب پھر تیس برس اور چاہئیں۔مگراس کی بھی بربادی میں اسی قدر عرصہ لگے گا۔بھلامیری تقریر میں کون سا تردداورکیا خدشہ باقی رہ گیا ہے،جس سے تم کو ہنوز تحقیقات کی لَو رہ گئی ہے؟ میری رائے میں تواب ان سے بحث کرنا یاان کے انکار پہ اڑے رہنا،

يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا.....

یہ اللہ کی نعمتوں کو پہچانتے ہیں،پھر بھی انکارکرتے ہیں.....

﴿پَارَہُ رُبَمَا 14 / سُوْرَۃُ اَلنَّحل 16 / آیه 83﴾

کے مصداق بننا ہے۔

دیکھوقولہ تعالی

اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ .....

آیا نہیں پہچانا ہے اپنے رسولؐ کو ؟.....

﴿ پَارَہُ قَدْ اَفْلَحَ 18 / سَوْرَۃُ اَلْمُؤْمِنُوْن 23 / آیه 69﴾

اس کی تفسیر میں اہل حق نے کیا کہا ہے۔امانت،اورصدق،اوروفورعقل،اورعلم، اورحسن اخلاق سے(☆)یعنی وہ لوگ کیا یہ اوصاف رسول ﷺ کے اندرنہیں

☆ یعنی ان صفات کے حوالے سے

پاتے؟ یہ استفہامِ (پوچھنا) اِنکاری ہے۔یعنی پاتے تو ہیں پر وہ جو انکار کر رہے ہیں وہ حسد اور عناد (۱) سے ہے۔ بندہ کو تو اب کچھ شک وشبہ باقی نہیں رہا۔
بے شک وشبہ وہ ہی ذات مہدی موعودؑ ہے اب جس کسی کو شبہ ہو وہ خود جا کر دیکھ لے، تا کہ ہمارے قول کی بھی تصدیق ہو جاوے۔
(ملا علی فیاض نے اپنے تقریر جاری رکھتے ہوے کہا) جس وقت وہ جنابؑ (یعنی مہدی علیہ السلام) بیان قرآن فرماتے ہیں کسی کو مجال دم زدن (۲) نہیں رہتی۔اور سامعین بے خود اور مست وجاذب حق ہو جاتے ہیں۔اور ہم نے بارہا آزما کر دیکھ لیا ہے کہ جو باتیں آپؑ بیان کے اندر فرماتے ہیں وہ پوری پوری کوئی سمجھ نہیں سکتا۔حالاں کہ سب وقت واحد میں سنتے ہیں،مگر ہر کوئی اپنی اپنی رسائی فہم (۳) کے موافق لفظ اور جملے سنتا ہے،جس سے دریافت کہ وقت عبارتیں علیحدہ علیحدہ ہوتی ہیں۔ چنانچہ ہم چاروں فرستادوں نے حسب الحکم بادشاہ عالی جاہ کے تین روز تک سن کر یاد رکھا۔ جب عبارتیں متفق نہ ہوئیں،آخر لکھ لیا۔ وہ موجود ہے، ملاحظہ کیجئے۔اور ہر ایک سے دریافت کر لیجئے کہ تو نے جو لکھا ہے وہ ہی سنا تھا یا اور کچھ۔خیر ہم نے تو تبلیغ کر دی اب جس کا جی چاہے مانے،اور جس کا جی چاہے نہ مانے۔

بادشاہ کی تصدیق:

کہتے ہیں کہ بادشاہ نے علما کو دھمکایا۔اور خود اور شیخ الاسلام نے تصدیق کی اور بہ ارادۂ قدمبوسی روانہ ہوا۔مگر راہ میں مر گیا۔اور اس کے مرنے کی خبر آپؑ کو اسی وقت غیب سے ہوگئی اور آپؑ نے اس کے جنازے کی نماز غائبانہ پڑھی۔جب ہرات سے خطوط آئے ان میں بادشاہ کے مرنے کی خبر تھی۔ملایا تو تاریخ برابر نکلی۔

---

(۱) دشمنی (۲) اطمینان کی سانس لینے کا دھیان (۳) سمجھ کی پہنچ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی نجاشی، بادشاہ حبشہ کے جنازے کی نماز غائبانہ پڑھی ہے۔خراسان میں بھی بہت سے لوگ مصدق بن گئے۔

بندگی میاں سیّد خوندمیرؓ پٹن میں:

بندگی میاں سیّد خوندمیرؓ اور بندگی میاں شاہ نعمتؓ اور بندگی میاں عبدالمجیدؓ وغیرہ جونصر پور کاہہ سے گجرات کو گئے تھے، ان میں سے بندگی میاں سیّد خوندمیرؓ تو پٹن میں آ کر شہر کے باہر باڑی والوں کے باغ میں اترے اور بندگی میاں شاہ نعمتؓ احمدآباد جا کر تاج پورہ میں احمد شاہ قدن کے دائرے میں اترے۔

یہ شخص بڑا عالم تھا اور خاص حضور موعودؑ کی ذات سے تلقین اور ترتیب ہوا تھا اور بہ برکت تصدیق صاحب تاثیر ہو گیا تھا۔لیکن حضور موعودؑ کے ہمراہ نہ گیا اور وطن میں رہ کر مرشدی کرتا تھا۔باقی سب لوگ جہاں جس کو بن پڑا، جا رہا۔

ملک نصیر سے پردہ:

پٹن میں بندگی میاں سیّد خوندمیرؓ کے خویش واقارب بجد ہو کر آپؓ کو شہر کے اندر لے گئے اور آپؓ اپنی والدہ کے مکان میں ایک حجرہ پسند کر کے رہے۔مگر جب تک رہے، اپنے چچا نانا ملک نصیر سے نہ ملے۔اگرچہ انہوں نے بندگی میاںؓ کے دیکھنے کی خواہش کی اور بڑے بڑے حیلے بھی کئے۔چنانچہ بندگی میاں سیّد عطنؓ آپؓ کے چھوٹے بھائی کی شادی اسی غرض سے شروع کروائی کہ مجالس شادی میں ملاقات کا اتفاق ضرور ہوگا۔جب ملاقات میسر نہ ہوئی تو ملک نصیر ایک مرتبہ بے خبر مجلس شادی میں جا پہنچے۔ان کی آمد کی اطلاع پاتے ہی بندگی میاںؓ چھپ کر دریچہ کی راہ سے چل دئے۔گو عرصۂ دراز تک وہیں پٹن میں ملک نصیر کے قریب رہنے کا اتفاق ہوا، پر ان کو اپنا منہ نہ دکھلایا۔اس لئے کہ حضور موعودؑ کو پٹن سے

اخراج کا حکم دکھلانے سے انہیں آپؓ نے منع کیا تھا اور انہوں نے نہ مانا تھا۔ آخر کہہ دیا تھا کہ دیکھو، اگر یہ حکم دکھلاؤ گے تو زندگی بھر منہ نہ دکھلاؤں گا۔ تاہم ملک نصیر نے وہ حکم حضور موعودؑ کو دکھلا کر چلے جانے کا کہہ دیا تھا۔ چنانچہ مقام پٹن میں گذرا۔ بندگی میاںؓ اپنے قول کے اس قدر پابند تھے۔

غرض چند روز بعد بندگی میاں شاہ نعمتؓ وغیرہ نے فرہ جانے کی تیاریاں کیں۔ جب یہ خبر بندگی میاں سیّد خوندمیرؓ نے سنی تو آپؓ بھی تیار ہو گئے۔

حضرت ثانی مہدیؓ کا خواب:

اس اثنا میں ایک روز بندگی میاں سیّد محمودؓ، جو چانپانیر میں بادشاہ کے نوکر تھے، سوئے ہوئے تھے۔ (بندگی میاں سیّد خوندمیر عرف خوب میاں صاحبؓ ابن بندگی میاں سیّد مرتضٰی، نبیرہ حضرت خاتم المرشدؓ اپنے مولود مراۃ المصنفین میں تحریر فرماتے ہیں کہ آپؓ اور بیوی قیلولہ کے وقت سوئے تھے۔ اور دیگر موالید سے معلوم ہوتا ہے کہ رات کو سوئے تھے بہر حال) خواب میں محمد رسول اللہ ﷺ اور محمد مہدی مراداللہ علیہ السلام کو دیکھا۔ مگر بالکل ہم شکلی کے باعث تمیز نہ کر سکے کہ دونوں میں والد بزرگوار کون ہیں۔ جب نزدیک آ کر فرمایا کہ بھائی سیّد محمودؓ، ناناؐ کی قدمبوسی کرو، تب پہچانا کہ متکلم والد ہیں۔ غرض ہر دو بزرگوں کی قدمبوسی کی۔ دونوں نے ہاتھ پکڑ کر دروازہ کے باہر کھڑا کر دیا اور فرمایا، جلد آؤ۔ یہ جاے تمہارے رہنے کی نہیں۔ جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ دروازہ سے باہر کھڑا ہوں۔ بائی رتنی، کنیزک سے فرمایا، میری تلوار اور حمائل لادو۔ اور بیوی سے کہہ دو کہ اپنے والد کے گھر جائیں اب ہم حضور موعودؑ کی خدمت میں جائیں گے۔ بیوی نے سنا تو خدمت سے دور رہنا اور نیز قبلہ کونین (مہدی علیہ السلام) کی شرف خدمت کو خفیف جاننا، دور

از ایمان سمجھا۔اورعرض کیا، کنیزک بھی ہمراہ چلے گی۔ آپؓ کی ہمراہی، اورخدمت اقدس حضور موعودؑ سے محروم رہنا شقاوت ابدی (۱) کا باعث جانتی ہے۔حضور نے فرمایا تم امیر زادی ہو اور یہاں فقر و سفر ہے اور پاس اس قدر راہ خرچ بھی نہیں کہ تم کو لے چلوں۔ بیوی نے کہا، لونڈی کو کچھ نہ چاہیئے۔ پاؤں کو کتّے (۲) باندھ کر چلونگی۔حضور کو طلب خدا ہے سو راہ خدا میں تکلیف گوارا فرماتے ہیں تو کیا لونڈی کو خدا کی طلب نہیں؟ میں یہاں کبھی نہ رہوں گی۔

قرض کی ادائیگی:

پھر جس وقت آپؓ کو تقاضاے قرض خواہوں میں متفکر پایا، اللہ کی راہ میں تین ڈبے زیور کے لاکر پیش کر دئے۔اور کہا کہ جہاں چاہیں وہاں خرچ کیجئے۔آپؓ نے وہ سب اور اسلحہ و دواب (۳) اور دیگر اسباب بیچ کر سب کو بے باق کر دیا۔مگر قرض اتنا تھا کہ اس میں سے فقط اتنا ہی بچا تھا جس سے دو بیل اور ایک گاڑی سواری کے لئے خرید کی اور تھوڑا سا خرچ رہ گیا۔لکھا ہے کہ وہ سیر بھر سونا تھا۔غرض سب باتوں سے فارغ ہو کر حضور سیّد محمودؓ چانپانیر سے روانہ ہوئے۔ (پھر بندگی میاں شاہ نعمتؓ سے کہاں ملاقات ہوئی اس بارہ میں اختلاف ہے،مگر رادھن پور والی روایت صحیح معلوم ہوتی ہے۔کیوں کہ سیر بھر سونا باقی رہنا جو لکھا ہے اس پہ نظر کرتے ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ بیل گاڑی خرید کرتے ہوئے تخمیناً سو روپئے بچتے ہیں جو بیلوں اور دو تین شخصوں کے رادھن پور تک کے خرچ کے لئے کافی ہو سکتے ہیں۔پس بندگی میراں سیّد محمودؓ نے آتے ہی جو بندگی میاں شاہ نعمتؓ سے روپیہ ادھار مانگا وہ اسی کی دلالت کر رہا ہے اور احمد اباد سے سندھ کا سیدھا راستہ بھی وہیں سے ہے اور

---

(۱) بڑی بدنصیبی (۲) کپڑوں کے ٹکڑے (۳) سواری کے جانور

بندگی میاں سیّد خوند میر صدیق ولایتؓ کی بھی یہ ہی راہِ راست ہے)

شاہ نعمتؓ سے قرض مانگنا:

غرض چاپانیر سے روانہ ہر کر راہ میں بندگی میاں شاہ نعمتؓ سے ملے بندگی شاہ نعمتؓ اگر چہ پیشتر سے فروکش (۱) تھے اور باوجود دیکہ بندگی میراں سیّد محمودؓ آپؓ کے پیرو مرشد حضرت سیّد محمد مہدی موعود علیہ السلام کے فرزند تھے، تاہم ان کی جانب کچھ التفات نہ کیا۔ آخر آپؓ (بندگی میراں سیّد محمودؓ) کسی گوشہ میں نزول فرما ہوے اور خرچ راہ کم ہونے کے باعث بندگی شاہ نعمتؓ سے کہلایا کہ میرے پاس خرچ کم ہے اور تمہارے پاس بہت ہے اور وہ میرے والد کو پہچانا ہے۔ پس اگر اس میں سے مجھے دو تو وہاں پہنچ کر منہا کروادوں گا۔ مگر بندگی شاہ نعمتؓ نے جواب دیا کہ بندہ امانت دار ہے امانت میں خیانت نہیں کرسکتا۔

بیگڑہ بہنوں کی فتوحات:

لکھا ہے کہ راجے مرادی اور راجے سون نے، جو حضور موعودؑ کی ذات مبارک سے تربیت تھیں، اور دیگر امرا و تجار و مہدویوں نے حضور موعودؑ کے لئے بہت کچھ اونٹ اور گھوڑے اور لباس وزیور اور زر و نقرہ اور نقد و جنس روانہ کی تھیں۔ وہ سب بندگی شاہ نعمتؓ کے پاس تھیں۔ اور یوں بھی دیکھا جاتا ہے کہ بندگی شاہ نعمتؓ کے ساتھ تو راجے مرادی نے اور سیّد خوند میر صدیق ولایتؓ کے ساتھ سون نے فتوح ارسال کی تھیں۔

بندگی میاں سیّد خوند میرؓ کی ارادتمندی اور حسن سلوک:

الحاصل جب بندگی شاہ نعمتؓ کی جانب سے اس قدر کم التفاتی دیکھی اور ایسا

(۱) پہلے سے مقیم

جواب سنا تو بندگی میراں سید محمودؓ کو برا لگا اور علیحدہ رہنے لگے۔ ایک دو روز بعد بندگی میاں سیّدخوندمیر صدیق ولایتؓ بھی آ پہنچے۔ جب قریب آ کر سنا کہ بندگی میراں سیّد محمودؓ بھی یہیں ہیں تو خوش ہوئے اور سیدھے حضرت کی فرودگاہ پہ تشریف فرما ہو کر اندر خبر کہلائی۔ حضرت نے جواب دیا کہ بندہ تو باہر نہ آئیگا۔ آپؓ اور میاں نعمتؓ اکھٹے نزول کرو۔ ہم علاحدہ رہیں گے۔ آپؓ کو اس جواب سے تعجب ہوا۔ دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اس طرح روداد ظہور پذیر ہوئی ہے۔ آپؓ ظہر کی نماز کے بعد وارد ہوئے تھے مگر کمر بستہ برابر درِ خیمہ کے سامنے ٹہلتے رہے اور بار بھی نہ اتارا۔ جب وقت عصر آیا بندگی شاہ نعمتؓ کے یہاں اذاں ہوئی بندگی میاں سیّدخوندمیر صدیق ولایتؓ کے ہمراہیوں نے بھی اذاں دے مصلّے بچھا دئے۔ اور انتظاری کرتے رہے۔ آپؓ حضور سید محمودؓ صاحب سے بار بار عرض کرتے تھے، مگر حضورؓ باہر تشریف فرما نہ ہوئے۔ حتی کہ نماز کا وقت تنگ ہو گیا۔ لوگوں نے عرض کی کہ جناب وقت تنگ ہے، نماز پڑھ لیں۔ آپؓ نے فرمایا، بھئی صاحبِ نماز تو اندر ہیں، نماز کیوں کر پڑھیں؟ جب تک حضور تشریف نہ لائیں، بندہ نماز نہ پڑھے گا، خواہ وقت چلا ہی کیوں نہ جائے۔ جب یہ سنا، حضور سیّد محمودؓ باہر تشریف لائے اور نماز ادا کر کے دونوں نے معانقہ کیا اور بیٹھے۔ پھر بندگی میاں سیّدخوندمیر صدیق ولایتؓ نے عرض کیا حضور، جو کچھ حضور موعودؑ کے نام سے فتوح آئی ہے وہ آپؓ سنبھال لیں اور جو کچھ بندہ کے نام آئی ہے وہ بھی خدا نے آپؓ کو دی۔

کہتے ہیں کہ حضرت صدیق ولایتؓ کے پاس بھی عمدہ گھوڑے اور اونٹ اور سواریاں اور زر و نقرہ اور لباس و زیور بہت کچھ آیا تھا۔ وہ سب حضور سیّد محمودؓ کے حوالہ کر دیا۔ اور کہا، کہ حضور کچھ اندیشہ نہ کریں یہ اتنا خرچ ہے کہ خدا بہ خوبی حضور

موعودؑ کے قدموں میں پہنچادے گا۔اوراگرراہ میں نبڑ(۱)ہوگیاتوخداکارساز ہے۔
فدوی غلام ہے۔فدوی کوبیچ کرحضور معلّٰی میں پہنچ جانا۔

ان کلاموں سے بندگی میراں سید محمودؓ کادل بہت خوش ہوا۔اورعذرکیاکہ میں نے خیال کیاکہ تم بھی میاں نعمتؓ کی طرح کم التفاتی کروگے۔پس ظاہری تملق(۲) بے سودہےاسی خیال سے کنارہ کش تھا۔اگرمجھے یہ معلوم ہوتاکہ آپ مخلص بے ریاہیں تومجھےتمہاری خدمت سےکیاعذرتھا؟

پھرنظرکی توجنوران باربرادری پرہنوزبارلداہوادیکھا۔پوچھاکہ یہ کیاہےکہ اب تک بارنہیں اترا؟حضرت خوندمیرصدیقؓ نےعرض کی کہ بجزحکم خداوندہمارا مقدورہےکہ منزل کرلیں؟اب جہاں حکم ہووہاں باراتروالیاجاوے۔پھرحضور سیّدمحمودؓ نےجائےبتلائی،وہاں باراتارکرخیمہ استادہ کیااورباہم اخلاص تَوَدُّدْ(۳) ایک جارہنے لگے۔

بندگی میاں سیّدخوندمیرؓ اوراحمد شہ قدن:

لکھاہے کہ بندگی میاں سیّدخوندمیرصدیق ولایتؓ،بندگی میراں سیّدمحمودؓ اور بندگی شاہ نعمتؓ دونوں جنابوں سےاحمدآبادمیں ملےہیں۔اوریہ بھی مروی ہےکہ وہاں احمدشہ قدن،صدیق ولایتؓ کی ملاقات کوآیاتھا۔صدیق ولایتؓ نےفرمایا کہ جوآئےتھےوہ بھی پھرخدمت اقدس حضورموعودؑ میں جاتےہیں،اورنئےلوگ بھی ترک دنیاکرکےان کےہمراہ ہوگئےہیں اب تم کوبھی لازم ہےکہ ان کے ہمراہ حضوراقدس میں پہنچو۔کیوں کہ جب تم نےآپؑ کی مہدیت کی تصدیق کی ہےاورآپؑ کوصادق ومصدوق جاناہےتوتم پہ آپؑ کی صحبت فرض ہوگئی

(۱)ختم (۲)اوپری دوستی (۳)دوستی؛محبّت

اور اب آپؑ کی صحبت سے دور رہنا اور وطن کی الفت نہ چھوڑ کر ہجرت نہ کرنا نفاق (۱) ہے۔ لہٰذا ضرور چلو۔ احمد شہ نے جواب دیا، جو کچھ فرمایا، راست اور درست ہے۔ مگر مجھ کو اسہال کی خلش ہے اور یہاں ایک حکیم صاحب کی تشخیص میں اس کی قسم آ گئی ہے۔ چنانچہ ان کی دوا سے رکا رہتا ہے۔ مجھے خوف ہے کہ اگر راہ میں زور دے تو میرا کیا حال ہو؟ بندگی میاں سیّد خوندمیر صدیق ولایتؓ نے فرمایا کہ جب اس کی دوا ایسی پر تاثیر سمجھی جاتی ہے، تو اس سے اس قدر لے لی جاوے کہ وہ خدمت حضور موعودؑ میں پہنچنے تک کافی ہو جاوے۔ اور وہاں پہنچے تو آپؑ کی ذات مبارک ظاہری و باطنی امراض کی شفا بخشی اور بہ سازی میں براء الساعت (۲) ہے۔ یعنی اسی وقت شفا ہو جاتی ہے۔ اس نے کہا کہ یہ تو بن سکتا ہے۔ مگر مجھ کو ایک اور وہم ہے کہ جوار کے غلہ کے سوا اور اناج موافق مزاج نہیں آتا۔ وہ کہیں میسر ہوا اور کہیں نہ ہو۔ جہاں نہ مل سکے وہیں میں تو بیمار پڑ جاؤں اور سفر کے کام کا نہ رہوں۔ آپؓ نے کہا کہ یہ میرا ذمہ ہے میں تم کو جوار کھلواتا ہوا لے چلوں گا۔ کہا مجھے تو فلاں کھیت کی جوار موافق ہے اور کیا کام آئیگی؟ بندگی میاںؓ نے فرمایا ایک دو اونٹ یہیں سے اسی کھیت کے بھر لئے جائیں گے۔ کچھ تر ددمت رکھو اور چلو۔ اس نے جواب دیا کہ چندروز سے کچھ یہیں کی آب و ہوا موافق پڑتی ہے۔ اگر دوسری جگہ ایک شب بھی جانا ہوتا ہے طبیعت ناساز ہو جاتی ہے اور تکلیف اٹھانا پڑتا ہے اس باعث سے زیادہ معذور ہوں۔ یہ کہہ کر چلا گیا۔

شاہ نعمتؓ سے بحث:

غرض سارا قافلہ روانہ ہوا اور سَیّدَینؓ (بندگی میراں سید محمودؓ اور بندگی میاں سید

(۱) دوغلہ پن (۲) فوراً اچھا کرنے والی

خوندمیرؓ) کا کھانا پینا اور فروکشی باہم تھی۔ایک روز دونوں صدیق ؓ یعنی بندگی میراں سیّد محمودؓ اور بندگی میاں سیّد خوندمیرؓ ایک گاڑی میں سوار چلے جاتے تھے کہ میاں شاہ نعمتؓ بھی آ پہنچے۔سَیَّدَینؓ نے ان کو بھی اپنے پاس سوار کرلیا باتیں کرتے چلے جاتے تھے۔اس اثنا میں بندگی شاہ نعمتؓ نے فرمایا بے شک حضور موعودؑ سے جُدا رہنا روانہیں۔مگر ہاں جو احمد شہ جیسا ہو وہ تو اگر جُدا رہے تو سزاوار ہے کہ حضور موعودؑ کے سارے چال چلن اور مدعا پہ مستقیم ہے۔اور اس کے بیان میں تو اس قدر تاثیر ہے کہ ہڈیاں ہی توڑ دیتا ہے اور سننے والوں کو نہایت ذوق بخشتا ہے۔ بندگی میاں رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میاں، جس کے سر پر مہدی موعودؑ جیسا مرشد اور سرپرست بیٹھا ہوا ہو، جس کے حکم سے صحبت اور ہجرت فرض ہو اور وہ اس کی صحبت چھوڑ کر الگ رہے اور قرآن کا بیان کرے وہ منافق ہے۔ایسے منافق کی آپؓ اتنی تعریف کیوں فرماتے ہیں؟ بندگی شاہ نعمتؓ اس سخن سے رنجیدہ ہوے اور بحث نے طول پکڑا۔ بندگی میاںؓ نے خیال کیا کہ اب بات دوسری پیدا ہو جائے گی۔لہٰذا فرمایا کہ ہم حضور موعودؑ کی خدمت میں جاتے ہیں اس مسئلہ کو وہیں حل کر لیں گے تب بندگی شاہ نعمتؓ بھی چپ ہو گئے۔

بندگی میاںؓ کی خدمات:

بندگی میاں سیّد خوندمیرؓ ہر مقام میں جب منزل قریب آتی ایک دو کوس سے پیشتر ہی ڈیرہ ڈانڈا لے کر پہنچ جاتے اور موقع دیکھ کر مقام جما دیتے۔اور چہار پائی پہ بستر رکھ کر تیار رکھتے اور آس پاس آب پاشی کروا دیتے تا کہ حضور سیّد محمود ؓ آ کر بہ آرام بیٹھیں۔اتنے میں خیمے وغیرہ بھی کھڑے کر دئے جاتے۔اس طرح راحت و آرام دیتے ہوئے قریب فرہ کے پہنچے۔اور دو تین کوس سے میاں کبیرؓ کو پیشتر سے

خدمت اقدس موعودؑ میں خبر پہنچانے کے لئے بھیجا۔

’’پوت پوت ہوکر آوے‘‘:

جب حضور موعودؑ نے قدم سَیَّدِیَنؓ کی خبر سنی اس قدر خوش ہوئے کہ عمر بھر کسی نے ایسے خوش نہ دیکھے تھے۔ اور ہر وقت یاروں سے پوچھتے تھے کہ بھائی سیّد محمودؓ کتنی دور ہیں؟ یہ بشاشت اور ذوق دیکھ کر بی بی بونجیؓ نے جن کی اس روز باری تھی پوچھا کہ حضور موعودؑ کو بھی فرزند کے آنے کی اس قدر خوشی ہوسکتی ہے؟ فرمایا ’’ہاں بیوی، جس کا پوت پوت ہوکر آوے اس کو کیوں خوشی نہ ہو؟‘‘

’’پوتی، پوت، پوتندر‘‘:

بعض یاروں نے دریافت کیا، پوت، پوت ہوکر آنا کیا معنیٰ؟ فرمایا ’’ہمارے ملک میں فرزند کو تین قسم کا گنتے ہیں۔ ایک پوتی دوسرا پوت، تیسرا پوتندر۔ پوتی اس کو کہتے ہیں کہ باپ سے کم ہو۔ پوت وہ ہے جو باپ کے برابر ہو۔ اور پوتندر وہ ہے جو باپ سے بڑھ کر ہو۔ یہ کہہ کر فرمایا کہ چوں کہ بیٹا مثل باپ کے ہوکر آتا ہے۔ لہٰذا میں خوش ہوں۔‘‘

دو شخصوں کو بشارت:

پھر یہ بھی فرمایا کہ ’’جو لوگ گجرات سے آرہے ہیں، ان میں دو شخص تو ایسے ہیں کہ ان کی صحبت میں بہت سے مہدی ہوں گے۔‘‘ بیویؓ نے دریافت کیا کہ حضور، وہ کون ہیں؟ کہ ہم بھی ان کی تعظیم وتوقیر میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں۔ فرمایا وہ سیّد محمودؓ اور سیّد خوندمیرؓ ہیں۔‘‘

اتنے میں خبر آئی کہ سَیَّدِیَنؓ آگئے۔ حضور موعودؑ پچاس ساٹھ قدم استقبال کر کے

اول بندگی میراں سیّد محمودؓ سے بغل گیر ہوئے۔فرط خوشی سے دونوں کی آنکھوں میں آنسو آئے حضور موعودؑ نے یہ بیت پڑھی:

یارِ جانی کے لئے دونوں جہاں سے توڑ دو

توڑ کر دونوں جہاں، ایک یار سے بس جوڑ دو

جب سب سے مل کر فارغ ہوئے، مکان پر جا بیٹھے۔اس وقت بندگی میراں سیّد محمودؓ نے عرض کی کہ خداوند اللہ تعالی میں تو سب طرح قدرت ہے جس طرح چاہتا،آپؑ کی قدمبوسی سے مشرف کر ہی دیتا۔مگر بظاہر حضورؑ تک پہنچنے کا کائی ذریعہ نہ تھا۔اگر میاں سیّد خوندمیرؓ قافلہ میں نہ آپہنچے ہوتے تو بندہ تو راستہ ہی میں ہلاک ہو جاتا اور حضورؑ تک نہ پہنچ سکتا۔لیکن خدا نے انہیں ملا دیا۔وہ مجھے اس قدر آرامی اور آسودگی سے خدمت کرتے ہوئے لائے کہ میں بیان نہیں کرسکتا۔پھر بندگی شاہ نعمتؓ کی بے مروتی کا حال بیان کیا۔آپؑ نے فرمایا کہ ''میاں نعمتؓ گجراتی مثل بھی بھول گئے کہ ''اَمُکْ تمُکْ تیرے باپ کا مال ہے۔''(ا)

اور مسئلہ شرعی بھی یاد نہ آیا کہ کہا ہے کہ باپ کا وارث بیٹا ہے۔''

بندگی شاہ نعمتؓ کا حساب پیش کرنا:

بندگی شاہ نعمتؓ بھی آئے اور جو کچھ فتوح حضور موعودؑ کے نام سے آئی تھی اس کا حساب پیش کیا اور باقی ماندہ گن کر دئے۔اس حساب میں لکھا تھا کہ اس قدر نقد تو جو بندگان خدا کہ ترک دنیا کر کے فدوی کے ہمراہ ہوئے تھے ان پر خرچ ہوا اور اس قدر فاضل بچے۔یہ سن کر حضور موعودؑ نے فرمایا کہ ''شاباش! بھائی سیّد محمودؓ کے ساتھ تو وہ برتاو ہوا کہ امانت میں خیانت نہ آئی !اور یاروں کے ساتھ یہ معاملہ ہوا کہ

(ا) آخر تو باپ کا ہی مال ہے

امانت بہت کم بچی۔ پس اس وقت خیانت کہاں گئی؟''

شاہ نعمتؓ کی رنجیدگی:

اس کلام سے بندگی شاہ نعمتؓ رنجیدہ ہوگئے۔ اور حضور موعودؑ کو بھی برا معلوم ہوا۔ اس لئے بندگی شاہ نعمتؓ تو رنجیدگی ہی میں جنگل میں چلے گئے اور ایک مسجد ویران میں جا بیٹھے حضور نے سنا تو خود جا کر یوں کہا ''تُوں مُجھ لُورنہ لُورسُہاگن، ہوں تُجھ لُورَن ہار۔'' یعنی تو مجھے دیکھ یا مت دیکھ، اے سہاگن، پر میں تو تجھے دیکھنے والا ہوں۔ پھر فرمایا ''میاں تم جو رنجیدہ ہوگئے وہ تو معاف ہوگیا۔ پر جو بندہ خفا ہوا ہوتا تو کہاں ٹھکانا تھا؟'' یہ سن کر بندگی شاہ نعمتؓ قدموں پر گر پڑے اور بہت عاجزی کی۔ حضورؑ ہاتھ پکڑ کر دائرہ میں لائے۔

افسرِ منافقان:

ایک روز بندگی میراں سیّد محمودؓ نے دریافت کیا، ''جناب، کوئی شخص مہدی علیہ السلام کی تصدیق کر کے ظاہری چال چلن حسب فرمان مہدیؑ کے رکھتا ہو، اور قرآن بیان کرتا ہو، مگر صحبت حضور موعودؑ سے دور رہا ہو، اس کا کیا حکم ہے؟'' ارشاد ہوا کہ ''بیان کے وقت یاد دلاؤ۔'' بیان کے وقت عرض کیا تو فرمایا، ''نام لو'' عرض کی ''احمد شہ قدن'' فرمایا، ''اس کا نام مت لو۔ بیان کا وقت ہے۔ وہ افسرِ منافقان ہے۔'' القصہ سَیَّدَینؓ کے تشریف لانے کے بعد حضور موعودؑ شہر فرہ کے اندر رونق بخش ہوئے۔ اب تک بیرون شہر قیام تھا۔

دو برادروں کو بے واسطہ فیض:

ان جنابینؓ کے آنیکے بعد کلام اللہ کا بیان بھی بڑے حقائق و دقائق کے ساتھ

ہونے لگا۔ ایک روز عین بیان میں ارشاد ہوا کہ فرمان خدائے تعالی ہوتا ہے کہ ’’اے سید محمد، وہ دونوں برادر جوان، صالح، کہ تیرے داہنے بائیں بیٹھے ہیں وہ ہماری درگاہ میں برگزیدہ اور ہمارے پسندیدہ ہیں۔ ان کو ہماری درگاہ سے بے واسطہ فیض پہنچ رہا ہے۔ یہ مقام ہم نے ازل ہی سے ان کے لئے مخصوص کر رکھا ہے مگر یہ ہمارا تجھ پہ کمال احسان ہے کہ ہم نے ان دونوں کو تیرے تابع رکھا ہے۔‘‘

دو جوانوں کو مغالطہ:

چوں کہ آپؑ نے مبہم کہا تھا، اور دونوں جوانانِ صالح کا نام نہ لیا تھا۔ لہٰذا دو بھائی جوان صالح جو اس وقت حضور موعودؑ کے داہنے بائیں بیٹھے تھے سمجھے، کہ یہ ہمارا رتبہ بیان ہوا۔ پس ہر دم باہم مشورت کر کے چلے گئے۔ کہ جب ہمارا یہ رتبہ ہے تو اب ہمیں صحبت میں رہنے سے کیا حاصل؟ ان کے چلے جانے کے بعد ایک روز حضور موعودؑ نے یاروں سے پوچھا، وہ دونوں بھائی، جوان صالح کہاں ہیں، جو نظر نہیں آتے؟ یاروں نے ماجرا عرض کیا۔ آپؑ نے فرمایا ان کے نفس نے ان کو مغالطہ دیا۔ کچھ ایک بینائی حاصل ہوئی تھی پر غلطی میں پڑ گئے۔

بی بی بُوَن جیؓ کی تحقیق:

جب اس بشارت کا چرچہ یاران مہدی علیہ السلام میں زیادہ پھیلا، تو بی بی بُوَن جیؓ، حضور موعودؑ کی حرم محترمہ نے ایک روز پوچھا کہ جناب، وہ دونوں جوان کون ہیں؟ تا کہ ان کی تعظیم و تکریم رکھی جاوے۔ فرمایا ’’وہ بھائی سیّد محمودؓ اور بھائی سیّد خوندمیرؓ ہیں۔‘‘

حضرت ثانی مہدیؓ کی آزردگی اور تسلی:

جب بندگی میراں سید محمودؓ نے بے واسطگی کا معاملہ سنا، نہایت آزردہ خاطر ہوئے۔ حضور موعودؑ کو معلوم ہوا تو تشفی کردی کہ یہ بے واسطگی بواسطہ ہمارے ہے، کچھ فکر نہ کرو۔ جیسے کسی سلطان کی خدمت میں کوئی بواسطۂ وزیر رسائی حاصل کرکے بوجہ اپنی لیاقت کے وساطتِ وزیر سے نکل جاوے، اور سلطان کے اوراس کے فی مابین اب کچھ واسطہ نہ ہو، تاہم واسطۂ وزیر اب تک موجود ہے۔

بی بی بُوَنْ جیؓ کا شکایت:

لکھا ہے کہ سیدینؓ کے آنے کے بعد امامنا حضری مہدی موعودؑ چھ مہینے تک دن کو حجرۂ بندگی میراں سیّد محمودؓ میں اور رات کو بندگی میاں سیّد خوند میرؓ کے حجرہ میں رہتے تھے اور دونوں کو باطنی تعلیم فرماتے تھے جب ام المومنین بی بی بُوَنْ جیؓ صاحبہ نے شکایت کی تو ارشاد ہوا کہ ’’خدا کا فرمان ہے کہ ان دونوں کو ہماری احدیت اور وحدت اور ازل سے ابد تک جو کچھ ہوگیا ہے، اور ہوتا ہے، اور رہوگا، سب کی تعلیم دے اور واقف کردے۔ لہٰذا بندہ ان کو تعلیم دیتا ہے۔‘‘

سرتاپا مسلمان:

آپؑ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالی قیامت کے روز پوچھے گا کہ اے سیّد محمدؑ، ہماری درگاہ میں کیا تحفہ لائے ہو؟ عرض کروں گا، کہ خداوندا، تیری درگاہ کے لائق کون سا تحفہ لا سکوں؟ ہاں، مگر تیری عنایت سے اِن دونوں جوانوں کو سرتاپا مسلمان بناکے لایا ہوں۔

’’داخلِ اُمّت‘‘:

ایک روز فرہ کے علمانے آپؑ سے پوچھا کہ آپؑ داخل امت ہیں یا نہیں؟ آپؑ

ؑ نے فرمایا کہ ہم امت رسول اللہ ﷺ کے اندر ہیں۔ تب علما نے کہا کہ حدیث میں وارد ہے کہ اگر میری امت کا ایمان اور (حضرت) ابوبکرؓ (صدیق) کا ایمان تولا جاوے تو البتہ (حضرت) ابوبکرؓ (صدیق) کا ایمان بھاری ہوگا۔ پس اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابا بکرؓ (صدیق) تمام امت سے افضل ہیں۔ آپؑ نے پوچھا کہ ''حضرت ابا بکر صدیقؓ کا ایمان بھاری ہے یا محمد ﷺ کا؟'' علما نے کہا ''محمد ﷺ کا ایمان بھاری ہے۔'' تب فرمایا، ''میرا ایمان رسول اللہ صلعم کا ایمان ہے۔'' علما نے دریافت کیا تب آپؑ امت میں ہونا قبول فرماتے ہیں وہ کس طرح ہے؟ ارشاد ہوا جیسے رسول اللہ ﷺ اس امت میں ہیں ویسے ہی بندہ بھی اس امت میں ہے۔ اللہ جل شانہ فرماتے ہیں،

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيهِمْ ط

اللہ تعالیٰ تیرے ان کے اندر ہوتے ہوئے ان کو عذاب نہ دے گا.....

﴿پَارَہ قَالَ الْمَلَاُ 9 / سُوْرَةُ الْاَنْفَال 8 / آیہ 33﴾

علماء چپ ہو گئے۔

سانپ کا قدمبوس ہونا:

ایک روز آپؑ نہا کر بال سکھا رہے تھے کہ بانبے (۱) سے سانپ نے سر نکالا۔ حضور موعودؑ نے اپنا سر نیچا کر کے فرمایا، اگر کاٹنے کا حکم ہے تو کاٹ لے۔ سانپ نے سر اندر کھینچ لیا اور گویا ہوا کہ کئی برسوں سے حضورؑ کی قدمبوسی کا مشتاق ہوں اور دیدار میمنت آثار کا خواہاں (۲) اب حکم ہو۔ حضور موعودؑ نے دونوں پاؤں لمبے کر دیئے، تب سانپ بانبے سے باہر آیا اور قدموں پہ لوٹ پوٹ ہو کر پھر بانبے میں چلا گیا۔

(۱) بل (۲) دیدار کی سعادت کا آرزومند

جِنّات کی تصدیق:

ایک روز عصر کے بعد بیان قرآن کے وقت جِن ہوا میں اڑے جارہے تھے۔آوازسن کرنیچے اترے اور بیان سنا تو نہایت مخظوظ (۱) ہوئے۔جب آپؑ حجرہ میں تشریف فرماہوئے سب جِن ظاہرہوئے اور تصدیق سے مشرف ہوکر تلقین ہوئے۔اورسب مدعا سے واقف ہوکراپنی قوم میں جا کرخبر دی۔تب بہت سے جِن آ کرتصدیق سے مشرف ہوے۔

مہدیؑ کا حکم:

ایک روز یاروں نے پوچھا کہ حضورؑ، عالَم لوگ کہتے ہیں کہ مہدی کے حکم سے کوئی انکارنہ کریگا۔جو سنے گا ایمان لائیگا۔یہ کیا بات ہے؟ فرمایا،ٹھہرو بتلا تا ہوں۔ اتنے میں ایک زناردار (۲) نکلا فرمایا اِدھرآ۔آیا۔فرمایا، بیٹھ جا۔ بیٹھ گیا۔ارشاد کیا، زنارتوڑ ڈال۔توڑ ڈالی۔حکم ہوا،کلمہ کہہ۔کلمہ کہا۔فرمایا،مہدی کی تصدیق کر۔تصدیق کی۔ارشاد ہوا،مرید ہوجا۔مرید ہوگیا۔پس کہا، چلا جا۔ چلا گیا۔ بعدہ ارشاد کیا کہ تمام انبیاءؑاوررسولؑ اورمہدیؑ یوں تو غالب ہیں۔مگر تقدیرِالٰہی پہ سرِتسلیم خم کئے ہوئے ہیں۔کہ گمراہ اور ہدایت یافتہ، ناجی (۳) اور ناری (۴)، مومن اورکافر مشیت ایزدی (۵) میں مقدرہوچکے ہیں‘‘

ایک روزآپؑ جنگل میں قضائے حاجت کے لئے تشریف لئے جاتے تھے۔سیّد سلام اللہؓ چھاگل (۶) لئے ہوئے ساتھ تھے۔میاںؓ موصوف ہنسے۔حضورموعودؑ نے پوچھا’’کیوں ہنسے؟‘‘عرض کیا’’کسی طالب علم نے ایک حدیث پڑھ کر بیان کیا کہ مہدی کی علامات سے ایک یہ بھی ہے کہ زمین اپنے خزانے اگل دے گی اور

(۱)لطف اندوز (۲)دھاگہ پہنّے والا ہندو برہمن (۳)جنّتی (۴)جہنمی (۵)رضائے الٰہی (۶)مشکیزہ؛بدھنا

سونے کے پہاڑ نکال کر لوگوں کو بانٹے گا۔'' حضورؑ نے دریافت کیا، ''تم کو کچھ چاہیئے؟'' عرض کیا، ''نہیں تو فقط اس کا قول عرض کرتا ہوں۔'' پھر جب آپؑ قضائے حاجت سے واپس آئے، تو دیکھا کہ تمام پہاڑ سونا اور بالو جواہر اور موتی بن گئے تھے۔ فرمایا، ''اے سلام اللہؓ تم کو جس قدر درکار ہو اٹھاؤ۔ اور دوسرے یاروں کو بھی خبر دو کہ جس کو جو کچھ درکار ہو، لے جاوے۔'' کہا، ''مجھے تو کچھ ضرورت نہیں، مگر حکم ہو تو کچھ لے کر یاروں کو دکھلاؤں کہ مہدی کی یہ علامت بھی ہو چکی۔'' حکم دیا، ''لے لو''۔ پس مٹھی بھر کر لے لیا۔ اور یاروں کو دکھلا کر حضور موعودؑ کا ارشاد سنا دیا۔ سب نے کہا، ''ہمیں بجز خدا کوئی چیز درکار نہیں۔'' جب حضور موعودؑ کو صحابہؓ کا یہ جواب سنایا گیا تو فرمایا، ''جو خدا کو چاہتا ہے وہ مال کو نہیں چاہتا، اور جو مال کو چاہتا ہے وہ خدا کو نہیں چاہتا۔'' پس مہدی مال نکال کر کس کو دیوے؟ نادانوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ صفت دجال کی ہے کہ وہ خلق خدا کو مال سے مالا مال کر کے گمراہ کریگا۔ اس حدیث میں مال سے مراد احکام ولایتِ محمدی ﷺ ہے۔ پس مہدی ولایت محمدی ﷺ کے احکام جو مخفی اور پوشیدہ ہونگے، انہیں نکال کر ظاہر کر دے گا، تا کہ جس کو ضرورت ہو وہ لے۔ اور اسرار قرآنی کو آشکارا کرے گا۔''

تصحیح:

ایک روز حضور موعودؑ نے فرمایا بندہ کے سامنے تصحیح ہوتی ہے۔ دریافت کیا کہ حضور، ''تصحیح'' کیا؟ فرمایا کہ ایک بخشی کی جاے پر دوسرا قایم ہو، اور وہ سب لشکر کو اپنے سامنے سے گذرنے کا حکم دے تا کہ ہر فرد کو دیکھ لے، اس کو کیا کہتے ہیں؟ عرض کیا، حضور، اس کو داخلہ اور جائزہ کہتے ہیں۔ فرمایا وہ ہی ہوتا ہے اور رات اور دن بندہ کو ایک گھڑی کی فرصت نہیں۔ ہر نماز ادا کرنے کے بعد اسی وقت فرمان ہوتا ہے کہ اے سیّد محمدؐ، خلوت

میں جا کہ باقی ماندہ ارواحیں بھی تیری حضور میں آجاویں اور تصحیح ہولیں۔اور یہ بھی فرمایا کہ تمام انبیاءاور رسولوں اور اولوالعزموں اور صاحبِ کتاب اور صاحبِ کلمہ،اور صدیقوں اور شہداءاور اولیاء اور مؤمنین ومؤمنات کی ارواحیں آدمؑ سے لے کر دنیا کے آخر تک میری نظر سے گذرتی ہیں۔اور خدائے تعالی نے ان کی حقیقت اور حال بندہ پہ ایسا کھول دیا ہے کہ ان کی شکل وصورت،قدوقامت،رنگ وبو،خط وخال،اور عقیدہ واعمال سے بہ خوبی واقف اور خبردار ہوگیا ہوں۔اب اس میں ذرا بھی غلطی اور فرق نہیں آسکتا۔

بعض صحابہؓ نے عرض کی کہ تمام انبیاء اور رسول اور اولوالعزم (۱) تو ایمان اور دینداری کی ساتھ تشریف فرمائے دارِ آخرت ہوگئے اب ان کی تصحیح کا ہے کو؟ فرمایا کہ ان کو بھی حکم خدا کا ہوا ہے کہ تم نے بھی جس خزانہ سے نور ولایت کا اقتباس کیا ہے اس خزانے سے اپنا نور ایمان ملا کر صحیح کر رکھو۔اور نیز یہ بھی ظاہر کردیا کہ اے سیّد محمدؐ، جو یہاں مقبول ہوا وہ اللہ کے یہاں بھی مقبول ہے اور جو یہاں مقبول نہ ہوا وہ اللہ کے یہاں بھی مردود ہے۔

معراج:

پھر آخر عمر میں آپؑ کو معراج ہوئی ہے تفسیر اس کی موالید میں مسطور ہے۔

صحابہؓ کی نماز پڑھنا:

بعض خراسانیوں نے کہا کہ حضورؑ آپؑ کے لوگ نماز کے ارکان برابر نہیں جانتے۔آپؑ نے یاروں سے فرمایا،تم لوگوں نے اس قدر لمبی ڈاڑھیاں کہاں کیں کہ نماز پڑھنا بھی نہیں آتا؟ باہم بحث کر کے یاد کرلو۔پھر دوم بار اس شکایت کے جواب میں فرمایا کہ اگر تم ایسی نماز پڑھ سکتے ہو تو پڑھو۔ان لوگوں نے ارکان کی

(۱) بلند ارادوں والے

نگہبانی سے دل کی پاسبانی کو مقدم سمجھا ہے۔

''جالے بُہارتے'':

ایک روز فرمایا کہ ہمارے لوگوں کو کہیں ٹھکانا نہیں۔اور گجراتی میں ارشاد ہوا کہ ہمارے لوگ جالے بُہارتے (۱) مریں۔اور یوں بھی فرمایا کہ مہدی و مہدویان قیامت تک رہیں گے۔

مہاجروںؓ کا ہر کام عمل صالح:

حضور موعودؑ کا فرمان ہے کہ جو لوگ ہجرت کر کے راہِ خدا میں ہمارے پاس آتے ہیں، ان کا اس وقت راہ میں گھاس اور لکڑی اور پانی لانا اور چولہا کھودنا اور ہنڈیا دھونا وغیرہ سب کام عملِ صالح یعنی نیک کاموں میں داخل ہیں، کیوں کہ یہ سب کام راہِ خدا میں کیئے جاتے ہیں۔

علم ضروری:

حضورؑ کا یہ بھی فرمان ہے کہ علم ضروری، ضرور حاصل کرنا چاہیئے تا کہ نماز روزہ وغیرہ فرائض اسلام برابر ادا ہوں۔

''بارِ امانت'' کی سپردگی:

یہاں بھی آپؑ کی چاروں ذاتی صفاتوں کی یعنی ہجرت، ایذا، اخراج اور قتال کا بیان ہوا۔اور بندگی میاں سیّد خوندمیرؓ نے میاں یوسفؓ مہاجر کو بھیج کر پچھوایا۔حضور موعودؑ نے تنک کر فرمایا، تم اپنا کام کرو تم کو اِس سے کیا؟ وہ ڈر گئے اور کہہ دیا کہ فدوی اپنی جانب سے نہیں پوچھتا سیّد خوندمیرؓ کے کہنے سے پوچھتا ہے۔آپؑ نے

(۱) انتہائی غربت

دریافت کیا وہ کہاں ہیں؟ عرض کیا، یہاں کھڑے ہیں۔ پھر خود نے قدم رنجہ فرما کر فرمایا کہ ''اس بار کا حامل خدا نے تمھیں بنایا ہے۔ ہشیار رہنا! یہ بار ولایت ہے۔ جہاں کہیں یہ بار آیا۔ سر جدا، تن جدا، اور پوست جدا۔ یہ بہت بڑا بھاری بوجھ ہے۔ اس سے اگر سارکیاں (۱) پسلیاں ہوویں تو بھاگ (۲) جاویں اور ہاتھی کے ہاڈ استخوان (۳) ہوویں تو گھسا جاویں۔ یعنی اگر اضلاع آہن (۴) ہوں تو بھی ٹوٹ جاویں اور استخوان فیل (۵) ہوں تو بھی گھس جاویں۔

پھر راجے سون کی فرستادہ (٦) دونوں تلواریں لا کر اپنے دست مبارک سے بندگی میاںؓ کی کمر سے باندھ دیں۔ اور فرمایا کہ خوب یاد رکھو کہ اس بندہ کی یہ ذاتی صفت تم سے ظہور پذیر ہوگی۔ اگر اس میں کچھ بھی فرق آوے تو بندہ کو مہدی موعودؑ مت جانیو۔ بلکہ پہلے روز اگر تم تنہا ہو گے اور طرف ثانی تمام جہان ہوگا تو بھی تمہاری فتح اور طرف ثانی کی شکست ہوگی، اور دوسرے روز تم شہید ہو گے۔ اور تمہاری قبر تین جگہ ہوگی۔ اس میں سرمو (۷) فرق نہ آئے گا۔ اے سیّد خوندمیرؓ! سر کے فدا کرتے وقت ثابت قدم رہنا چاہیئے۔ عرض کیا، خداوندا، ایک سر تو کیا، سو(100) سر ہوں تب بھی نام مہدی پہ فدا کرنے کو سعادت دارین سمجھتا ہوں۔ فرمایا، شاباش خدا رحمت کرے۔ مضبوط رہیو، خدا یاری دے گا۔ یہ فرما کر مکان میں تشریف فرما ہوے۔

قطراتِ وضو کی گواہی:

ایک روز حضور موعودؑ وضو فرما رہے تھے کہ ایک خراسانی شخص نے پوچھا کہ حضورؑ، حدیث میں وارد ہے کہ جب مہدی ظہور کریگا اس وقت دنیا میں فرشتہ ندا دیگا کہ یہ مہدی موعودؑ ہے۔ حضور موعودؑ نے فرمایا، ہاں، بے شک درست ہے۔ مگر ویسے کان

---

(۱) مضبوط (۲) ٹوٹ (۳) ہڈّیاں (۴) لوہے کی پسلیاں (۵) ہاتھی کی ہڈیاں (٦) بھیجی ہوئی (۷) بال برابر

بھی تو چاہئیں؟ ورنہ ہر قطرۂ وضو جو ٹپکتا ہے۔ یوں ہی کہتا ہے۔

عین القضاتؒ:

ایک روز میاں عبدالوہابؒ پانی پتی نے عین القضات کی بہت تعریف کر کے کہا کہ حضرت اِس میں کیا سِرّ ہے کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام تو

قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہ ، یعنی اللہ کے حکم سے اٹھ ،

کہہ کر مُردہ کو زندہ کرتے تھے اور عین القضاتؒ نے

قُمْ بِاِذْنِي ، یعنی میرے حکم سے اٹھ ،

کہہ کر؟ فرمایا، عیسیٰ علیہ السلام کے اندر بجز خدا کے کچھ باقی نہ تھا اور عین القضاتؒ میں ہستی کی بو باس تھی۔

فضائل علی مرتضیٰؓ اور ابا بکر صدیقؓ:

فضائل حضرت علیؓ اور حضرت ابا بکر صدیقؓ کے بارہ میں تذکرہ چلا تو فرمایا کہ حضرت ابا بکر صدیقؓ کے رتبہ کو کچھ بڑھا کر جس قدر چاہو علی مرتضیٰؓ کی فضیلت کرتے جاؤ۔

حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ:

نیز بعض نے حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے فی مابین مشاجرت (۱) کے بارہ میں سوال کیا تو آپؒ نے فرمایا کہ حضرت معاویہؓ نے اجتہاد (۲) میں خطا کی۔ مگر صحابۂ رسول اللہ ﷺ نظر عنایت سے پرورش پائے ہوئے ہیں۔ (اس لئے) دونوں کو نجات ہے۔ مگر جس قدر حضرت علیؓ کے جنبہ (۳) میں آئے، وہ ناجی (۴) ہیں، اور معاویہؓ کی جانب جو آئے وہ ہالک۔ (۵)

---

(۱) جھگڑا (۲) فیصلے (۳) فیصلے (۴) نجات پانے والے (۵) ہلاک ہونے والے

مجتہدان اور مفسران:

مجتہدؒ اور مفسروںؒ کے حق میں ارشاد ہوا کہ وہ پہلوانِ دین اور طالبِ حق تھے۔ دین کے کاموں میں موشگافی (ا) کی ہے۔ اور جو کچھ کہا اور کیا وہ سب خدا واسطے تھا۔

امام اعظمؒ اور امام شافعیؒ:

اور یہ بھی فرمایا ہے کہ بندہ کو جس چیز کے واسطے خدا نے بھیجا ہے، خاص اسی چیز کا سوال کرو، یعنی خدانمائی کا۔ اور اگر کوئی شرعی مسئلہ کی ضرورت ہو جیسے پاکی ناپاکی، حلال و حرام نماز اور روزہ وغیرہ تو کتابوں میں دیکھ کر مجتہدین کے کہنے پر عمل کرو۔ کہ انہوں نے جو کہا ہے وہ ٹھیک ہی ہے۔ اور چاروں اماموںؒ سے امام اعظمؒ کی تعریف کی ہے۔ اور آپؑ کے اعتقادیات و عملیات اکثر امام اعظمؒ صاحب کے اجتہاد کے موافق ہیں۔ اور امام شافعیؒ کی بھی تعریف کی ہے اور ان کے بعض اجتہاد پہ عمل بھی کیا ہے۔

تمام اولیاء اللہ امت مرحومہ کے بارہ میں فرمایا کہ ہمارے بھائیوں نے، جو ہم سے پہلے ہوئے، دھینگا مشتی کر کے یعنی بڑی جدوجہد سے خدا کو حاصل کیا۔ اگر بندہ کے زمانے میں ہوتے، بندہ کی قدر کرتے۔

صحابہؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا، تم نے بندہ کو مفت پایا۔

سیدھا اور نزدیک کا راستہ:

اور یہ بھی ارشاد ہوا کہ ہمارے بھائی (اولیاء اللہ پیشیں) سیدھا اور نزدیک کا راستہ چھوڑ کر دور کے اور ٹیڑھے راستہ پر چڑھ گئے اور بڑے چکّر سے منزلِ مقصود کو

(ا) بال میں سوراخ کرنا؛ باریکیاں بیان کرنا

پہنچے، کیوں کہ طالب صادق تھے اور مطلوب خدا تھا۔ صحابہؓ نے دریافت کیا، حضور، گردش کا راستہ کونسا اور نزدیک کا کونسا؟ فرمایا، قریب کا راستہ یہ کہ بہ اختیار خود بے اختیار ہو جاوے۔ پس وہ بے اختیار ہو کر کیوں عامل شریعت محمدی ﷺ نہ ہوئے؟ اور کس لئے اپنے اختیار سے روزے رکھے؟ اور ساری مباح چیزیں چھوڑ دیں؟ اور چلّہ کشیوں میں، اور سرنگون لٹکنے وغیرہ میں گرفتار رہے اور گردش میں پڑے؟

"سات سلطان":☆

لکھا ہے کہ ایک روز حضور موعودؑ نے اپنی پشت مبارک کی طرف دیکھ کر کہا "تم بھی اچھے ہو۔ تم بھی اچھے ہو۔ اس جماعت میں داخل ہو۔" صحابہؓ نے عرض کی، آپؑ یہ بشارت کس کو فرمارہے ہیں؟ ارشاد ہوا ہفت سلطانوںؒ (☆) کی ارواحیں حاضر ہوئیں تھیں، اور تاسُّف (۱) کر رہی تھیں کہ ہائے افسوس! ہم سیّد محمد مہدیؑ خاتم ولایت محمدی (ﷺ) کے زمانے میں نہ ہوئے کہ آپؑ کے فیض سے بہرہ ور (۲) ہوتے۔ ان کو جواب دیا گیا۔"

حضرت بایزید بسطامیؒ:

کسی نے عرض کی کہ حضورؑ، بایزیدؒ اپنے ملفوظات (۳) میں فرماتے ہیں کہ بارہ سال سے بایزید بایزید کو ڈھونڈھتا ہے لیکن نہیں ملتا۔ اس قدر مقام فنا حاصل کرلیا تھا۔ آپؑ نے فرمایا، "اگر جوینده بھی اُٹھ گیا ہوتا تو بہتر ہوتا۔" (۴)

(☆) اسامی ہفت سلطان یہ ہیں: سلطان بایزید بسطامیؒ، سلطان ابراہیم ادہمؒ، سلطان شبلیؒ، سلطان عبدلقادرؒ جیلانی، سلطان سنجر ماضیؒ، سلطان عبدالخالق عجذوانیؒ۔ اور سلطان ابوسعید ابوالخیرؒ۔ (۱) افسوس (۲) فائدہ مند (۳) بولے ہوئے الفاظ (۴) جوینده یعنی ڈھنڈنے والا. اگر ڈھنڈنے والا بھی خدا کی ذات میں کھوکر اپنے آپ کو بھول گیا ہوتا تو اچھا تھا

شیخ محی الدین ابن عربیؒ:

اور شیخ محی الدین ابن عربیؒ کے حق میں فرمایا کہ انہوں نے جو کچھ لکھا ہے، لوح محفوظ میں دیکھ کر لکھا ہے۔ اور فرمایا کہ وہ پہلوان توحید تھے۔

فرعون کو نجات:

بعض لوگوں نے عرض کی کہ خداوند ابن عربیؒ نے قولہ تعالی

فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْکَ بِبَدَنِکَ.......

آج ہم تجھ کو تیرے بدن سے نجات دیں گے.........

﴿پَارہ یَعْتَذِرُوْنَ 11/ سُوْرَۃُ یُوْنُس 10/ آیہ 92﴾

سے فرعون کو نجات ہو جانے کا کیسے حکم دیا ہوگا؟ فرمایا کہ عین دوپہر کے وقت ابن عربی کا گذر دوزخ پہ ہوا۔ فرعون کو کہ صبح وشام دوزخ میں ڈالا جاتا ہے، نہ دیکھا، نجات کا حکم کر دیا۔ حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْھَا غُدُوًّا وَّعَشِیًّا ج ....

آل فرعون پہ صبح وشام آتش پیش کی جاتی ہے.........

﴿پَارہ فَمَنْ اَظْلَمُ 24 / سُوْرَۃ اَلْمُؤمِن 40 / آیہ 46﴾

انہوں نے اس آیہ پر بھی خیال نہ فرمایا کہ قولہ تعالیٰ

فَاَخَذَہُ اللّٰہُ نَکَالَ الْاٰخِرَۃِ وَالْاُوْلٰی ○

پس اس کو (فرعون کو) اللہ تعالیٰ نے اول اور آخرت کے عذاب میں گرفتار کیا۔

﴿پَارہ عَمَّ 30 / سُوْرَۃُ اَلنّٰزِعٰت 79 / آیہ 25﴾

حضرت عبدالقادر گیلانیؒ:

جناب سیّدعبدالقادر گیلانیؒ کے حق میں فرمایا کہ وہ اپنے زمانے کے صاحب الزمان تھے۔ جب کہا کہ انہوں نے دعویٰ کیا ہے کہ میرے قدم کُل اولیاء اللہ کی گردن پر ہیں، اور شیخ صنعا نے ان کا قدم قبول نہ کیا۔ فرمایا، ہاں، لَارَیْبَ (۱)، شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ویسے ہی کامل تھے۔ اسی وجہ سے تو جب شیخ صنعا نے ان کا قدم اپنی گردن پہ نہ اٹھایا، تو خوکوں (۲) کو گردن پہ اٹھانا پڑا۔ بعدازاں فرمایا کہ سیّدعبدالقادرؒ نے اپنا بوجھ اور (۳) اولیاء کی گردن پہ ڈالا اس سے بہتر تو یہ تھا کہ اولیاءاللہ کا بوجھ اپنی گردن پہ لیتے۔

حضرت منصور حلاجؒ:

منصور حلاجؒ کے بارہ میں سوال ہوا کہ ان کو اَنَاالْحَقُ (۴) کہنے کے باعث دار پہ چڑھایا اور قتل کیا۔ فرمایا کہ "ان پہ ظلم ہوا اور قاتلوں پہ کچھ گناہ نہیں۔"

یہ کتابیں پڑھنے کی اجازت:

ہمارے گروہ کے مبتدیوں (۵) کو اگر پڑھنا چاہیں تو "انیس الغربا" ،شیخ نورؒ کی اور "مرغوب القلوب"، شمس الدین تبریزیؒ کی اجازت ہے۔ اور منتہیوں (۶) کو "ذاد المسافرین" اور "نزہت الارواح"، سیّد حسینؒ کے پڑھنے کی اجازت ہے۔

---

(۱) بے شک (۲) سُوّروں (۳) یہاں اور مراد ہے دوسرے اولیاءکرام (۴) میں خدا ہوں (۵) شروع کرنے والے
(۶) اِنتہا کو پہنچنے والے

حضرت جامیؒ:

جامیؒ صاحب کے بارہ میں ارشاد ہوا کہ بیچارے جامیؒ نے جو دیکھا وہ کہا۔
اور شیخ نظام الدینؒ کے حق میں فرمایا کہ عارف تھے۔

شیخ سعدی شیرازیؒ:

اور شیخ سعدی شیرازیؒ کے حق میں فرمایا کہ" مطلق(۱) سے مقید(۲) پر پہنچے۔"اور گلستان اور بوستان کو "عشق کے پندرہ پارہ" بتلایا۔اور شیخ سعدیؒ کو "بابائے عاشقان" بھی فرمایا ہے۔

مُلّا داوٗدؒ:

اور مُلّا داوٗدؒ،صاحبِ چندراین کے حق میں فرمایا کہ مُلّا کے دل کی آنکھ کھل گئی تھی۔جو کچھ لوح محفوظ میں دیکھا،لکھا ہے۔اور یہ بھی ارشاد کیا کہ کتاب چندر راین کے اندر کلام اللہ کے پندرہ پاروں کا بیان ہوا ہے۔بندہ بھی بیان کرسکتا ہے۔مگر خلق اللہ کلام اللہ کو چھوڑ دے اور اس میں مشغول ہو جاوے۔لہذا بیان نہیں کرتا۔

ایک روز میاں عبداللہ بغدادیؒ نے عرض کی، خداوند،سہروردیوں کے خانوادہ میں نفس کے دلاسا کہ غرض سے کچھ پیسے کمر پہ باندھ رکھنے کا دستور ہے۔اور خانوادۂ چشت کے یہاں خدا جس وقت دیوے اسی وقت خرچ کر ڈالنے کا۔ اگر بچ گیا تو دفن کر دیتے ہیں،مگر اکٹھا نہیں کرتے۔اور اللہ پہ توکل رکھتے ہیں۔ فرمایا،"دونوں کا مقصد اچھا ہے۔لیکن دونوں صورتوں میں انا نیت کو بو پائی جاتی ہے۔اس میں اِتّباع کلام اللہ اور محمد رسول اللہ ﷺ کی نہیں ہے۔کلام اللہ میں ہے

---

(۱) آزاد (۲) قید

وَالَّـذِيْـنَ اِذَآ اَنْـفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ○

اور وہ لوگ جس وقت خرچ کرتے ہیں نہ تو اسراف کرتے ہیں نہ بخل اور اس کے درمیان حدِ اعتدال پر رہتے ہیں۔

﴿پَارَہ وَقَالَ الَّذِیْنَ 19 / سُوْرَۃُ اَلْفُرْقَان 25 / آیہ 67﴾

اور رسول اللہؐ کبھی اپنے پاس کچھ نہ رکھتے تھے اور کبھی رکھ بھی لیتے تھے۔ درویشی کا کمال اسی میں ہے کہ اپنے تئیں ایسا خدا کو سونپ دے کہ اپنا کچھ اختیار نہ رہے۔''

بندگی شاہ دلاورؒ کا معاملہ:

جب حضور موعودؑ کی عمر ترسٹھ برس کی ہوئی آپؑ کو خدا سے معلوم ہو گیا کہ اسی سال میں تیرا وصال ہے، اور یہیں تیرا مدفن ہے۔ ایک روز بندگی شاہ دلاورؒ کو معاملہ میں یہ بات معلوم ہوئی۔ حضورؑ سے ظاہر کرنے پر ثابت رکھی، اور فرمایا، ''بیشک، ایسا ہی ہوگا۔''

آپؑ کا آخری جمعہ:

غرض ایک روز جمعہ کو جس کو آپؑ کی عمر کا آخری جمعہ کہا ہے، آپؑ دائرہ طاہرہ سے سوار ہو کر رُج کی جانب نماز پڑھنے کو تشریف لے جاتے تھے۔ سوار ہو کر ایک جاے آئی وہاں آپؑ سواری سے اتر آئے اور تھوڑی دیر بیٹھے۔ پھر سوار ہو کر روانہ ہوے صحابہؓ نے دریافت کیا کہ حضورؑ، اس ٹھہرنے میں کیا مصلحت تھی؟ فرمایا، فرمان خدا ہوا کہ اے سیّد محمد! یہاں اتر۔ بندہ اترا تو رحمت کے فرشتے نور کے طبق بھرے ہوئے لے کر حاضر ہوئے اور مجھ پہ نثار کر دئے۔ تب فرمان ہوا کہ جتنے لوگ تیرے ہمراہ

تھے وہ سب اس نور اور رحمت سے مستفیض ہو چکے۔ اب جا۔ اس میں کچھ میرا بھید ہے، وہ پھر ظہور پذیر ہوگا۔ پس اسی جا آپؑ کا روضۂ مبارک ہوا۔ یہی مقصد تھا۔

بندگی میراں سیّد محمودؑ کا فضل:

اس روز راہ میں بندگی میراں سیّد محمودؓ ، ثانی مہدیؓ حضور موعودؑ کے برابر ہو گئے۔ آپؑ نے دیکھ کر فرمایا، بھائی سیّد محمودؓ آگے ہو جاؤ یا پیچھے رہ جاؤ۔ آپؓ پیچھے ہو گئے۔ لیکن دل میں برا معلوم ہوا کہ ایسی مجھ سے کون سی بیہودہ بات سرزد ہوئی کہ مجھے دھمکایا۔ جب نماز سے فارغ ہو کر مکان پہ تشریف فرما ہوے، میاں سیّد سلام اللہؓ نے عرض کیا خداوند آپؑ نے میاں سید محمودؓ کو کیا کہا کہ مغموم (۱) اور اندوگین (۲) ہیں؟ آپؑ نے ان کے پاس جا کر فرمایا بھائی سیّد محمود، جب تم میرے کندھے کے برابر چلنے لگے اس وقت میرے ہم مقام بن کر چلتے تھے۔ لہٰذا میں نے یوں کہا تھا۔ کیوں کہ خدا غیور ہے دو ہم مقام والوں کو ایک جا جمع نہیں رہنے دیتا۔ اس میں حضور سیّد محمودؓ کے فضل کا بیان ہے۔ اس روز جمعہ کو جاتے وقت آپؑ نے سیاہ کمبل پہنی تھی۔

جمعہ میں وتر پڑھنا:

صحیح روایات سے ثابت ہے کہ رُج اور فرہ کے سارے علما تصدیق میں آ چکے تھے، مگر مُلّا محمد گل اور مُلّا محمود اور مُلّا عبدالشکور وغیرہ تین چار باقی تھے۔ اور انہوں نے بھی اس جمعہ کے روز تحقیق کر کے تصدیق کرنے کا ارادہ مصمم (۳) کر لیا تھا۔ جب حضور موعودؑ نماز کو تشریف لے گئے، تو آپؑ کو دیکھ کر عالم لوگ بہت خوش ہوئے کہ اب یہیں ہم اپنے مقصد پہ رسائی کر لیتے ہیں۔ جب نماز ہو چکی، آپؑ

(۱) غمزدہ (۲) افسردہ (۳) پکّا

نے بہ آواز بلند نیت وتر کی لی اور وتر ادا کی۔ یہ دیکھ کر مُلاّ محمد گل نے کہا کہ اگر یہ فی الحقیقت مہدی ہیں، تو آئندہ جمعہ تک جیتے نہیں رہتے۔ کیوں کہ میں نے حدیث میں دیکھا ہے کہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی آخر جمعہ کے روز نماز وتر پڑھی تھی اور دوسرے جمعہ تک زندہ نہ رہے۔

مُلاّ گل وغیرہ کی تحقیق اور تصدیق:

پھر حضور موعودؑ کے نزدیک آ کر آپؑ کا اور آپؑ کے والد کا نام، اور روز تولد اور مبعث دریافت کیا۔ تو فرمایا کہ میرا نام سیّد محمدؑ، اور میرے والد کا نام سیّد عبداللہ ہے، اور تولد اور مبعث کا روز دوشنبہ یعنی سوموار ہے۔ پھر عرض کیا کہ خداوند، تب مدت دعوت اور روز رحلت سے بھی آگاہ فرمایئے۔ چنانچہ دُرج الدرر جو مراۃ المنصفین مصنفہٗ حضرت خوب میاں صاحبؓ ابن حضرت مرتضیٰ صاحبؓ کا آپؓ کے فرزند سیّد کرم اللہ عرف ساہو میاں صاحبؓ نے نظم کیا اور مولود حضرت شاہ عبدالرحمنؓ میں مرقوم ہے، جواب دیا کہ مدت دعوت پانچ برس اور روزِ رحلت بھی دوشنبہ ہوگا۔ عالموں نے عرض کیا کہ تیئیس (23) برس کی مدت بھی حدیث میں دیکھی جاتی ہے۔ فرمایا، اٹھارہ (18) برس تک خدا کا حکم ہوتا رہا مگر بندہ ہضم کرتا تھا۔ آخر پانچ برس پر حکم بہ عتاب ہوا۔ پس بہ ناچاری دعویٰ کیا۔ یہ سن کر ان سب نے تصدیق کی۔

حضرت نور نوشؓ:

غرض یہاں سے دردِ سر شروع ہوگیا۔ راستہ میں قے ہوگئی اس کو بندگی میاں عبدالمجیدؓ پی گئے۔ میاں سیّد سلام اللہؓ نے کہا، یہ چیز شرع میں حرام ہے۔ اس کو کیا پی گئے؟ حضور موعودؑ نے فرمایا، قے حرام ہوتی ہے۔ یہ تو نور تھا۔ اس کے پینے کی تاثیر

سے خدائے تعالیٰ ان کو ایک فرزند دے گا۔ جو ہم مقام یحییٰ پیغمبر علی نبینا وعلیہ السلام ہوگا۔ اسی کی برکت سے بندگی میاں عبدالکریمؒ پیدا ہوئے۔ بندگی میاں عبدالمجیدؒ کے اب تک اولاد نہ تھی اور صحابہؓ بھی اس بارے میں آپؒ سے ہنسی کیا کرتے تھے۔

"سفر ہوگا":

جامع مسجد سے آنے کے بعد لوگوں نے باہم یہ چرچا کیا کہ جو علما نے مسجد میں کہا کہ آئندہ جمعہ تک حضورؑ دنیا میں نہ رہیں گے، یہ غلط بات ہے۔ کیوں کہ حضورؑ اب تک بیت المقدس کو تشریف فرما نہیں ہوئے۔ جب یہ بات حضورؑ نے سنی تو فرمایا، "بندہ نے کب کہا تھا کہ بیت المقدس جاؤں گا؟" چند روز پہلے حضور موعودؑ نے فرمایا تھا کہ سفر ہوگا۔ ہمراہیوں نے سواریاں وغیرہ اسباب سفر کا خرید کرنا شروع کر دیا۔ مگر سفرِ آخرت ہوا۔

اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ:

اس روز بی بی بون جیؓ صاحبہ کی باری تھی۔ مکان پر آنے کے بعد تپ آ گئی آپؑ نے سارے صحابہؓ اور مہاجرینؓ کو جمع کر کے قولہ تعالیٰ

......اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا ط

...... آج میں نے تمہارا دین کامل کر دیا وار تم پہ میری نعمتیں تمام کر دیں اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کر دیا......

﴿پارہ لَا یُحِبُّ اللّٰهُ 6 / سُوۡرَةُ الۡمَائدَہ 5 / آیہ 3﴾

کا بیان کر کے فرمایا جس طرح یہ آیہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آخری عمر میں اتری تھی اور

آپ ﷺ نے اسے پڑھ کر سب کو سنا دیا تھا، ویسے ہی بندہ کو بھی حق تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے کہ تو بھی یہ آیہ پڑھ کر سب کو سنا دے۔

نَحۡنُ مَعۡشَرَ الۡاَنۡبِیَآءُ:

پھر بمطابق حدیث

نَحۡنُ مَعۡشَرَ الۡاَنۡبِیَآءُ ،لَانُرِثُ وَلَا نُوۡرَثُ .

ہم گروہ انبیاء کسی کے وارث نہیں ہوتے اور کوئی ہمارا وارث نہیں۔

یعنی آپؑ کی مِلک ورثہ میں نہ بٹے گی۔آپؑ نے اپنی مِلک کی سب چیزیں لوگوں کو بخش دیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہ شنبہ یعنی سنی وار کا روز ہے۔بی بی ملکانؓ کی باری تھی۔آج آپؑ کو نہایت ضعف آ گیا تھا حتی کہ پیشاب کر کے بندگی شاہ نظامؓ سے ازار بند بندھوایا۔اور علی الصباح آواز دی کہ کوئی ہے؟ بندگی شاہ نظامؓ نے عرض کی کہ بندہ نظامؓ حاضر ہے۔آپؑ نے فرمایا، مجھے سہارا دو کہ بی بی بون جیؓ کے یہاں جاؤں۔یہاں تپ کا زور ہوا۔فرمایا غیر کی قوت کو قوت نہیں کہہ سکتے۔یہیں آپؑ نے سب لوگوں کو جمع کر کے آخری وصیت کی۔

آخری وصیت:

فرمایا، ”جو کوئی عدم سے وجود میں آیا ہے اس کو یہ ہی راہ درپیش ہے۔خواہ اولیاء ہوں خواہ انبیاء۔بلکہ خاتم الرسل ﷺ بھی اس جہان میں نہ رہے، اور خاتم الولایتؑ بھی نہ رہے گا۔مگر بندہ جو کچھ لایا تھا، اور جس قدر اللہ سے اخذ کیا تھا، وہ سب تم کو پہنچا دیا۔اور جو کچھ تم کو کہا ہے وہ اپنی جانب سے نہیں کہا بلکہ بہ امر اللہ کہا ہے۔اب

جو کچھ میں نے کہا اس پر عمل کیجو اور سارے فرامین کو یاد رکھیو۔ اور ان کی حدود کو نگہ رکھیو۔ ہم نے ہمارے سر سے تبلیغ کا بوجھ اتار کر تمہارے سر پر ڈال دیا۔ خوب ہمت اور بڑی جرأت سے اس پہ کاربندہ رہیو۔ ورنہ بندہ کی ہر ہر بات قیامت کے روز تم کو گھیرے گی، اور عدم تعمیل کی صورت میں تمہاری دامن گیر ہوگی۔''

ان کلاموں سے سب لوگوں پہ بڑی رقت طاری ہوئی، اور نہایت گریہ وزاری کرنے لگے۔ اور کہنے لگے کہ ہائے! ہمارے اندر سے حضور موعودؑ جیسی ذات اٹھ جاتی ہے۔ فرمایا:

''سچ ہے۔ جو لوگ بندہ کے سامنے گئے، وہ گوے سبقت لے گئے۔ اور جو رہ گئے ان کے سر پہ پڑ گئی۔ مگر خوب یاد رکھو، ذات محمد نبی ﷺ اور محمد مہدیؑ کو فنا نہیں۔ ان کو ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلے جانا۔ اور تم لوگوں کی آنکھوں سے پردہ میں ہو جانا ہے۔ جب تک تم میرے فرمانوں پہ قایم اور میرے حکموں پہ مستقیم رہو گے، وہاں تک میں تمہارے اندر حاضر ہوں، غائب نہیں۔ پس یہ وقت رونے کا نہیں۔ رونے کا وقت تو وہ ہے کہ جس وقت تمہارے اندر سے میرے حکموں پہ عمل کرنے کا شوق اٹھ جائے۔ اور یاد خدا اور میرا مدعا نہ رہے۔ اور اُس کی علامت بھی بیان کر دیتا ہوں، کہ جب تک تمہارے دل میں یادِ خدا کی رغبت اور شوق رہے اور ایذا اور رنج اور محنت اور مشقت میں گرفتار رہو، اور فقر وفاقہ سے نفس نامراد ہو جاوے اور خلق تمہارے سے بے پروائی کرے وہاں تک جان لو کہ بندہ تمہارے اندر سے نہیں گیا۔ اور جب خلق کی رجوع تمہاری جانب بڑھتی جاوے اور خواہشات نفسانی بخوبی میسر ہوں، اور بندہ کا مدعا تمہارے اندر نہ رہے اور یاد خدا تمہارے دل پر نہ ٹھہرے اس وقت جانیو کہ لَا رَیْبَ (۱) تمہارے اندر بندہ نہیں

(۱) بے شک

رہا۔ اللہ تعالیٰ بھی تم کو بھول گیا۔''

پھر یہ بھی کہہ دیا کہ:

''فرض کرو کہ میں تم سے اٹھ بھی گیا، تو بھی کیا؟ کہ جو کچھ لایا تھا، وہ تو اپنے ساتھ نہیں لے جاتا؟ اور جب وہ چھوڑ جاتا ہوں، تو اب فقط عمل کرنا باعث نجات ہے۔''

پھر '' اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ'' کہہ کے سب کو وداع کر دیا۔

اور بندگی میراں سیّد محمود، ثانی مہدی رضی اللہ عنہ اور بندگی میاں سیّد خوندمیر، صدیق ولایتؓ کو آخری وصیت میں جو کچھ کہنا تھا کہہ دیا۔

اور بندگی میاں سیّد خوندمیر صدیق ولایتؓ کو بار قَاتَلُوْا وَقُتِلُوْا سپرد کیا اور فرمایا کہ میری رحلت کہ بعد تم گجرات کو جائیو۔ وہاں تمہارا مقصد بر آئے گا۔

اہل وعیال اور مہاجرینؓ:

سارے اہل وعیال کو اور مہاجرینؓ کو بندگی میراں سیّد محمودؓ کے حوالہ کر کے فرمایا، ''جو مہاجرینؓ سے ناتمام ہیں وہ بھائی سیّد محمودؓ کے پاس تمام ہونگے۔''

شاہ نعمتؓ کو بشارت:

پھر بندگی شاہ نعمتؓ تشریف لائے۔ حضور موعودؑ نے دریافت کیا، کون ہے؟ کہا بندہ نعمتؓ۔ فرمایا ''نعمتؓ اور اہل نعمتؓ کو خداے تعالی نے بخش دیا۔'' اور فرمایا، ''بندہ کچھ نہیں رکھتا ہے کہ وارثوں کے لئے چھوڑے۔ چند شمشیریں تھیں، وہ جن کے پاس تھیں ان کو بخش دیں۔''

اس سے بندگی شاہ نعمتؓ کو رِقّت طاری ہوئی۔ زاری کرنے لگے۔ آپؑ نے دریافت کیا کیوں روتے ہو؟ عرض کیا حضورؑ جیسی ذات ہمارے اندر سے چلی جاوے اور ہم نہ روئیں؟ اس کا جواب وہ ہی دیا جو سب کی زاری کے وقت دیا تھا۔

اصحابؓ کوپسخوردہ پلانا:

پھر سب یارو اصحابؓ جمع ہوئے۔سب کو اندر بُلا کر پسخوردہ پلایا اور رخصت کر دیا۔شب کے وقت بی بی بون جیؓ نے آش بنانے کی تیاری کی۔آپؑ نے منع کیا۔

پاسِ شریعت:

جب دن نکلا وہ دن دوشنبہ کا تھا۔اس روز طبیعت بالکل مضمحل (۱) تھی، تاہم پاس شریعت اس قدر تھا کہ فرمایا، آج بی بی ملکاںؓ کی باری ہے۔ مجھے وہاں لے چلو۔ یاروں نے عرض کیا، خداوند، آج تپ بھی بہ درجۂ غایت ہے۔ یہاں سے لے جانے میں حضورؑ کو تکلیف زیادہ ہوگی۔یہیں رہنا بہتر ہے کہ یہاں بستر اور چارپائی بھی ہے، بی بی ملکاںؓ کے یہاں زمین پر بستر ہوگا اور بی بیؓ خود بھی یہاں حاضر ہیں۔بی بیؓ نے عرض کی حضورؑ یہیں تشریف رکھیں۔آپؑ نے فرمایا، تمہاری باری ہے۔عرض کیا، ہم نے ہماری باری حضورؑ کو بخش دی۔فرمایا، تم تو بخشتی ہو، پر خدا کیسے بخشے گا؟ یہ کہہ کر فرمایا، مجھے وہاں لے چلو۔یاروں نے پھر عذر کیا۔تب تو خود حضورؑ حملہ کر کے اٹھے، اور فرمایا کہ سب بھائیوں کو بندہ کی رعایت ہے، مگر شرع محمدی ﷺ کو کوئی رعایت نہیں کرتا۔تب تو سب نے دوڑ کر آپؑ کو تھاما اور بی بی ملکاںؓ کے مکان پر لے گئے۔وہاں بستر کے لئے چٹائی تھی۔تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کہ مجھے حاجت ہے، سب لوگ ہٹ جائیں۔آپؑ قضائے حاجت سے فارغ ہو چکے تو لوگوں نے دیکھا کہ وہاں بجز تری کے اور کچھ نہ تھا۔

---

(۱) ڈوبی ہوئی

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْ:

جب حضورؑ کا وقت قریب پہنچا، اس وقت میاں امین محمدؓ کے زانو پر سر تھا۔ اتنے میں بندگی میاں سیّد خوندمیرؓ آئے۔ پوچھا کون ہیں؟ عرض کیا بندہ خوندمیرؓ۔ فرمایا، یہاں آؤ۔ بندگی میاںؓ قریب جا بیٹھے۔ حضور موعودؑ نے میاں امین محمدؓ کے زانوں سے سر اٹھا کر بندگی میاںؓ کے زانوں پر رکھا اور آیہ

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ قف عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ط ....

کہہ دے اے محمد ﷺ، یہ میری راہ ہے۔ میں اور جو میری پیروی کرتا ہے وہ خدا کی بینائی پہ دعوت کرتے ہیں......

﴿پارہ وَمَآ اُبَرِّئُ 13 / سُوْرَۃُ یُوْسُف 12 / آیہ 108﴾

پڑھی اور اس کا ترجمہ فارسی میں بھی کیا اور ہندی میں بھی۔

''ہم دو مشرکوں سے نہیں ہے'':

پھر فرمایا، سیّد خوندمیرؓ، جو کچھ بندہ کہتا ہے وہ سمجھتے ہو؟ شدت حرارت کے باعث زبان سے تلفظ برابر نہیں نکلتا۔ پھر فرمایا

..... وَ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○

...... اور پاک ہے اللہ اور میں مشرکین سے نہیں ہوں۔ (اوپر کی آیہ کا آخر جملہ)

یعنی ہم خاتم نبوتؐ اور خاتم ولایتؑ مشرکین سے نہیں ہیں۔ اس قدر فرما کر چپ ہو گئے اور آنکھیں بند کر لیں۔

بندگی میاںؓ کی مشکل:

بندگی میاںؓ کو مشکل آپڑی۔ آپؓ کے قریب بندگی میراں سیّد محمودؓ ابن مہدی موعودؑ بیٹھے تھے ''ان کے کان میں کہا کہ اس وقت حضور موعودؑ نے بڑا بھاری کلمہ فرمایا۔ ''ہم دومشرکوں سے نہیں۔'' اگر یہ بات زبان حضور موعودؑ سے حل نہ ہوئی تو بڑے فتنہ کا باعث بن جائے گی۔'' حضور موعودؑ کو اس بات پر اطلاع ہوگئی۔ لہذا ازخود آنکھیں کھول دیں، اور فرمایا، ''بھائی سیّد خوندمیرؓ جو کوئی خدا کو مقید دیکھے وہ مشرک ہے۔''

راحت ابدی:

پھر فرمایا اب مجھے راحت ہے کوئی نہ چھیڑے یہ کہہ کر سر سے پا تک چادر اوڑھ کر چٹائی پہ پاؤں دراز کر کے سو گئے۔ تھوڑی دیر بعد بندگی میاںؓ نے سینہ پہ ہاتھ رکھ کر دیکھا تو آپؑ انتقال فرما چکے تھے۔ پس رَضِینَا بِقَضَاءِ اللّٰهِ ، (۱) پڑھا اور پھر اس آیت کو بھی پڑھا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ (۲) اور بندگی میراں سیّد محمودؓ سے عرض کیا کہ خداوند اب دل کو مضبوط کر کے سب کو نصیحت فرماویں کہ لوگ شور وغوغا نہ مچاویں اور بے قرار ہو کر خلاف شرع کوئی کام نہ کریں یا کوئی کلمہ زبان سے نہ نکالیں۔

پس بندگی میراں سیّد محمودؓ نے سب کو واویلا اور جزع وفزع (۳) اور کوٹنے پیٹنے سے بلکہ بہ آواز رونے سے بھی منع کر دیا اور ایسے کلمات صبر و شکیبائی (۴) کے بیان فرمائے کہ سب کو تسکین ہوگئی۔

---

(۱) یعنی اللہ کے فیصلہ پر ہم راضی ہیں (۲) یعنی ہم اللہ کی مِلک ہیں اور اسی کی جانب ہماری بازگشت (واپسی) ہے (۳) بے صبری اور گھبراہٹ (۴) اطمینان

تدفین:

پھر حضور موعودؑ کی لاش مبارک کو چارپائی میں لے لیا اور اگلے دونوں پایوں پہ بندگی میاں سیّد خوندمیرؓ اور بندگی میراں سیّد محمودؓ اور پچھلے پایوں پہ دو دوسرے صحابیؓ رہے۔اس طرح جنازہ اٹھا کر مسجد میں لے گئے۔ وہاں صحن مسجد میں خدا کا نور بھر گیا ظہر تک تجہیز و تکفین کرلی۔اور جنازہ اٹھا کر لے چلے۔ راہ میں فراہیوں اور رجیوں کے درمیان حضرتؑ کے دفن کے بارے میں تکرار ہوئی۔قریب تھا کہ جھگڑا باتوں سے گذر کر نوبتِ تلوار پر پہنچے۔ پر بندگی میراں سیّد محمودؓ نے دھمکایا کہ تمھیں اس سے کیا غرض ہے؟ ہم تو اس بارہ میں اپنا اختیار حضورؑ کو سونپے ہوئے ہیں۔یعنی ہم نے ارادہ کرلیا ہے کہ جہاں تک حضورؑ کی جانب سے اشارہ نہ ہو جنازہ لئے چلے جانا۔تو تم کیوں جھگڑتے ہو؟ تب تو سب سُن ہوگئے۔آخر جب دونوں مواضع کی سرحد پر پہنچے جنازہ اس قدر ثقیل ہوا کہ کوئی اپنا قدم نہ اٹھا سکا۔ بہ ناچاری جنازہ وہیں اتارا۔ وہ ایک چھوٹا سا باغ تھا۔اس کے مالک کا پتہ لگایا۔وہ بھی ہمراہ اور مرید تھا۔اس سے کہا اس زمین کی قیمت کرو۔اس نے کہا زہے نصیب اس سرزمین کے جہاں مالک کونین سووے! ہم یہ ساری زمین خدا کی راہ دیتے ہیں۔تاہم اس کو سمجھا کر کچھ دام دے کر اس میں ضریح مبارک بنوائی۔چوں کہ وہ زمین ہر دو موضعوں کی سرحد پر تھی، دونوں طرف کے لوگ خوش ہوگئے۔

’’سچا مہدی گور میں نہ رہیگا‘‘:

جس وقت قبر کھودی جارہی تھی، اس وقت بندگی میراں سیّد محمودؓ نے فرمایا مجھے تو خوب یاد ہے اور اے سیّد خوندمیرؓ تم کو بھی یاد ہوگا کہ ایک روز ہم سب کے سنتے حضور موعودؑ نے فرمایا تھا کہ اگر بندہ مہدی موعودؑ سچا ہے تو گور میں نہ رہے گا۔قبر

کھول کر دیکھنا اگر مجھے وہاں دیکھ لو تو مجھے مہدی موعودؑ نہ جاننا۔ بندگی میاںؓ نے فرمایا، بے شک یوں ہی فرمایا ہے۔ جس کسی کو شک ہو یہیں دیکھ لے۔ اگر یہاں جنازہ میں دیکھے گا، وہ گور میں بھی دیکھے گا۔ اگر یہاں نظر نہ آئے، تو قبر میں بھی نہیں۔ جب وہاں دیکھا تو فقط پھولوں کا ڈھیر تھا اور کچھ نہ تھا۔ سبحان اللہ! یہ ہی سچائی ہے۔

مزار مبارک

حضور ثانی مہدیؓ کا بیان:

دفن کے بعد سب مکان پہ آئے اور بندگی میراں سیّد محمودؓ نے وہ زور شور سے بیان کیا کہ رہی سہی جزع بھی لوگوں کے دلوں سے نکل گئی اور نہایت تسکین آ گئی۔ اورسب حضور ثانی مہدیؓ کے گرویدہ ہو گئے۔ صحیح روایت سے آپؑ کا انتقال ضحیٰ کے وقت دوشنبہ کے روز اُنّیس (19) ذیقعد نو سو دس ہجری (910) کو ہوا ہے۔ آپؑ کی وفات کی تاریخیں میاں الہداد حمیدؒ وغیرہ نے فرمائی ہیں۔

فدوی بھی ایک تاریخ کہتا ہے:

آہ ٹوٹا آج دنیا کا حُسنِ حصین — اس لئے سارا جہاں درد والم سے ہے حزین
اُٹھ گئے دنیا سے یعنی مہدیِ موعودِؑ دین — جس کی ذاتِ پاک تھی بس رحمۃ اللعالمین
ہاتفِ غیبی نے دو باہم یہ تاریخیں کہیں — چل بسا اب ہائے فضل و رحمۃ اللمومنین

بندگی میاںؓ وغیرہ کی گجرات کو واپسی:

دسویں کے بعد بہ اشارہ روح مبارک بندگی میاں سیّد خوندمیرؓ اور ایک سال بعد بندگی میراں سیّد محمودؓ، ثانی مہدی اور تمام صحابہؓ اور مہاجرینؓ گجرات چلے آئے۔

مزار مبارک کی تخریب کی کوشش:

میاں سیّد برہان الدینؒ، رسالہ معجزات میں اٹھانوے (98) معجزے میں لکھتے ہیں کہ جب اسمٰعیل شاہ صفوی اس ملک پہ قابض ہوا، حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے مزار مبارک کی تخریب (۱) کی غرض سے پانچ سو (500) سوار بھیجے۔ قضائے الٰہی سے ان کو بادِتند (۲) کہیں اڑا لے گئی جس کا پتہ نہ ملا۔ یہ دیکھ کر خود

---

(۱) خراب کرنا؛ اُجاڑنا (۲) تیز ہوا

اسماعیل پہلوان کو ہمراہ لے کر مزار پہ آیا۔ جوں ہی پہلوان نے کلند اٹھایا زمین پھٹ گی اور وہ اندر گھس گیا۔

روضۂ مبارک کی بنا اور تعمیر:

حضور موعودؑ کے روضۂ مبارک کی بنا شاہ قاسم اعراقی نے، جو بعد میں فرہ کا حاکم ہوا تھا، شروع کی تھی۔ مگر پورا نہ کر سکا۔ اور بعد اس کے یگان سلطان نے، جو فرہ کا حاکم ہو گیا تھا، تمام کیا۔

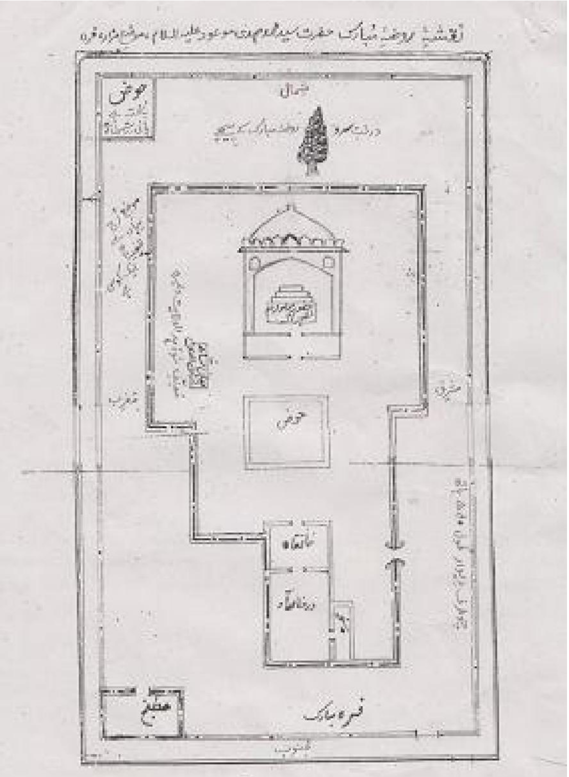

نقشہ: مزار مبارک

روضہ مبارک کا سامنے سے بیرونی منظر

یگان سلطانؒ کے بڑے بھائی شیخ برجیؒ نے بھی تصدیق کی تھی ،جس نے کتاب " مرأة العشاق "تصنیف کی ہے۔کہتے ہیں کہ اس میں حضور موعودؑ کی بڑی مدحت سرائی (۱) کی ہے۔

آپؑ کا ثبوت اور سراپا اور معجزات اور مختصر مولود نظم میں فقیر نے لکھے ہیں۔وہ اس کتاب کے ساتھ منظّم ہیں۔مگر آپؑ کے اصول پہ ہر مصدق کو اطلاع پانا ضروری ہے۔لہٰذا یہاں مختصر لب لباب، بِلا ایرادِ دلائل، محض مصدقین کے واقف ہونے کے لئے لکھے جاتے ہیں۔

(۱) تعریف

جن کو ان اصول کا مفصل ثبوت اور دلائل دیکھنے ہوں، وہ ہمارے "شمس البیان" کے مطلع دوم کو دیکھے۔

روضہ مبارک کا پیچھے سے بیرونی منظر

اُصولِ دین مہدیؑ

وہ اصول یہ ہیں:

جیسے نبوت میں کلمہ لَااِلٰـهَ اِلّا اللّٰـهُ مُـحَـمَّـدُ الرَّسُوْلُ اللّٰهِ(۱) کہنے کے بعد چار اصول اسلام کے ہیں نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج، ویسے ہی یہاں ولایت میں تصدیق مہدیؑ کے بعد یعنی مہدی آ گئے وہ سیّد محمد جون پوریؑ تھے، اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا (۲)، اس بات کا دل و جان سے اقرار کر کے زبان سے لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سَيِّدُ مُحَمَّدُ مَهْدِى مُوعُودُ اَمْرُا لِلّٰه مُرَادُاللّٰه (۳) کہنے کے بعد اصول مہدیؑ پانچ ہیں: (۱) ترک دنیا، (۲) ترک علائق، (۳) صحبت صادقان، (۴) عزلت خلق، اور (۵) ذکرِ کثیر۔

(۱) ترک دینا:

یعنی دنیا کا چھوڑ دینا۔ دنیا کا چھوڑ نا مہدی علیہ السلام کے حکم سے فرض ہے۔ چنانچہ فرمان ہے کہ بندہ خدا کو راہ حق میں چار حجاب (۴) ہیں، دو ظاہر اور دو باطن۔ ظاہر کے پردے دنیا اور خلق ہیں اور باطن کے پردے نفس اور شیطان۔ سو دنیا کو چھوڑ دے اور خلق سے عزلت اختیار کرے۔ اور نفس و شیطان سے ہمیشہ خدا سے پناہ مانگے۔

پھر فرمان ہے کہ حیات دنیا کا وجود کفر ہے۔ یعنی بہ جان زندگی کرنا جس کو ہستی

---

(۱) نہیں ہے کوئی معبود حق سوائے اللہ کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں (۲) ہم ایمان لائے اور تصدیق کی (۳) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت سید محمد مہدی موعودؑ اللہ کا حکم کرنے والے اور اللہ کی مراد بیان کرنے والے ہیں (۴) پردے

اورخودی کہتے ہیں اور مال اوراولا دوغیرہ کومتاعِ حیاتِ دینا کہتے ہیں۔ جوکوئی ان کا ارادہ رکھے یاان میں مشغول ہو، اورحیات دنیا کے ساتھ زندگی کی خواہش رکھتا ہووہ کافر ہے۔ اگرکوئی اس سے صحبت رکھے گا، یااس کے گھر جاوے گا، یااس سے الفت رکھے گا، وہ ہمارا نہیں، اورمحمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں، اورخدا کا نہیں۔

اب ترک دنیا کیا ہے؟ اس کوبھی مہدی علیہ السلام نے بتلادیا ہے۔ یعنی فرمایا ہے کہ ترک دنیا، ترک تدبیر ہے۔ مگراس کے پورے پورے معنی مرشدان واقف کار کے سوا معلوم ہونے مشکل ہیں۔ کیوں کہ ان تینوں فرمانوں میں جو یہاں مذکور ہیں ایک آدھ لفظ ایسا مذکور ہے جورموزاورنکات سے مملو(۱) ہے چنانچہ یہ نقل قول تعالی:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ج ....

خواہ مرد ہو یا عورت جو شخص نیک عمل کریگا حالانکہ وہ مومن ہوگا تو اس کو ہم عمدہ حیات بخشیں گے......

﴿پَارَہ رُبَمَا 14 / سُورَةُ اَلنَّحل 16 / آیہ 97﴾

اس آیہ میں حضورموعودؑ عمل صالح سے مرادترک دنیا لیتے ہیں۔ اورترکِ دنیا کی تعریف ترکِ تدبیر سے فرمائی ہے۔ پس ظاہر سے تو صاف معلوم ہوگیا کہ تدبیر کو چھوڑ دینا یہ ہی ترکِ دنیا ہے۔ اگر چہ یوں بھی یہ لفظ بڑی گنجائش والا ہے، پر ہمیں یہ معلوم کرنا چاہئے کہ ترکِ تدبیر حضورموعودؑ نے کس چیز کے چھوڑنے کا نام فرمایا ہے؟ یہاں ہم کواپنی عقل سے کوئی معنی نہ کرنا چاہئے۔ واقفکاروں سے معلوم کرنا ضروری ہے۔ کیوں کہ اگراس کے ظاہری معنی ہیں تب تو اچھا ورنہ جہالت سے

---

(۱) بھرا ہوا؛ پُر

حصولِ مطلب سے دور پڑ جاویں گے اور نفع کے عوض میں نقصان اٹھائیں گے۔

اس میں تو کچھ شک ہی نہیں کہ مبتدی کے لئے ظاہری تدبیر کو ترک کر دینا ضروری ہے اسی وجہ سے آپؑ نے ترکِ دنیا کے معنی ترکِ تدبیر فرمادی ہے۔ مگر فقط ظاہری تدبیر کے چھوڑنے سے ہی حصولِ مطلب ہونا ممکن نہ تھا۔ لہٰذا آپؑ نے اس کے وہ معنی بھی بتلادئے جو حصول مقصود میں نہایت کارآمد ہیں۔

صدر کی دوسری نقل میں جو حیات دنیا کو کفر کہا ہے وہ کیا ہے؟ اس کی بڑی بسط (۱) سے ہم نے شمس البیان کے دوسرے مطلع میں تصریح کی ہے۔ جس کا ماحصل پانچ چیزیں ہیں۔ کھیل، تماشا، زینت، مال واولاد کی کثرت اور اس کا تفاخر (۲) یہ پانچوں، جن کی گنجائش ایک کلمۂ ہوا میں ہوگئی ہے، حیات دنیا کہلاتی ہیں۔ اور عورتیں، فرزند، سونے، اور چاندی کے خزانے، سواریاں، چہار پائے، اور کھیتی، یہ سات متاع حیات دنیا کہلاتی ہیں۔ پس تارک دنیا کو اول کی پانچ چیزوں کو تو بالکل ترک کر دینا اور پچھلی سات میں سے بقدر کفایت پر بس کرنا چاہیئے۔ اور اس قدر کفایت کے حصول میں تدبیر کو ترک کرنا چاہیئے تا کہ ذکر کثیر حاصل ہو سکے۔

(۲) ترکِ علائق:

''علاقہ'' کی معنی ''بَنْد'' کی ہے۔ اور ہماری اصطلاح میں نو چیزوں کی محبت کو قطع کر ڈالنا اور ان سے الگ ہو جانا ترک علایق کہلاتا ہے وہ یہ ہیں: ماں، باپ، بھائی، بیٹے، ازواج، کنبہ، مال، تجارت، اور مکان جب تک ان کی محبت اور علاقہ دل میں رہے گا وہاں تک خدائے تعالی اور رسول ﷺ اور مہدی ماعود علیہ السلام کی

---

(۱) تفصیل (۲) غرور

محبت اور علاقہ دل میں نہ سماوے گا۔اور جب تک خداے تعالی اور رسولؐ ومہدیؑ کی الفت نہ ہوگی وہاں تک ذکرکثیر میسر نہ ہوگا۔

(۳) صحبتِ صادقان:

یعنی سچوں کی صحبت۔صحبت کہتے ہیں باہم مل بیٹھنےکواور سچے لوگ وہ ہیں جومہدی علیہ السلام کے پانچوں اصول پہ بہ دل وجان مستقیم اور قایم ہیں۔صحبت نہ کرنے والے پہ ہمارے یہاں منافقی کا حکم ہوا ہے۔کیوں کہ جس قدر رموز ونکات (۱) حضور مہدیؑ کے احکام میں ہیں ان سب پہ صحبت صادقان کے بغیر مطلع ہونا محالات (۲) سے ہے۔چنانچہ حضور موعودؑ کا فرمان ہے کہ صادقوں کی صحبت لازم ہے کیوں کہ صادقوں کی صحبت کے بغیر دین کے ارکان میں واقفکاری نہیں ہوسکتی۔ پس صحبت فرض ٹھہری۔اور نیز قائدہ ہے کہ انسان کو دیکھنے دکھانے سے شوق پیدا ہوتا ہے۔پس جب کوئی اپنے ہم نشینوں کو کسی کام میں ہمیشہ مشغول دیکھے گا اس کو بھی وہ کام پسند ہوکر اس کی بجا آوری کا شوق ہوجائے گا۔

(۴) عزلت خلق:

عزلت گوشہ گیری کو کہتے ہیں۔اسی کا نام خلوت بھی ہے۔مہدی علیہ السلام کا فرمان ہے کہ طالب خدا کے لئے کیا چیز فرض ہے جس سے وہ خدا کو پہنچے؟ جواب میں آپؑ ہی نے فرمایا وہ عشق ہے۔یعنی عشق کے حاصل ہونے سے طالبِ خدا، خدا کو پہنچ سکتا ہے۔پس اس کو عشق حاصل کرنا فرض ہے۔پھر آپؑ نے سوال کیا کہ عشق کیوں کر حاصل ہوتا ہے؟

پھر آپؑ ہی نے جواب دیا کہ ہروقت اس طرح اللہ کی جانب دل کی توجہ رکھنا

(۱) بھید اور باریکیاں (۲) ناممکن

چاہئے کہ وہ کسی چیز کی طرف مائل نہ ہوسکے۔اوراس غرض سے ہمیشہ خلوت اختیار کرے۔اوراپنے اورغیر کسی کے بھی ساتھ مشغول نہ ہواوراٹھتے ، بیٹھتے ،کھاتے ، پیتے،سوتے ، ہرحال میں حق کا ملاحظہ (۱) کرے۔اورمخلوق کے ساتھ کچھ بھی حاجت نہ رکھے۔یعنی ہروقت اللہ کی جانب نظر رکھے۔

(۵)ذکر کثیر:

ذکر یاد کرنے کو کہتے ہیں جو بھولنے سے الٹا ہے۔ہمارے یہاں مشہور ہے کہ لَا اِلٰـــــہَ ہوں نہیں، اِلَا اللّٰہ تو ں ہے'' کا ذکر کرتے ہیں مگراس کی طرح اورطور اورترتیب واقفکاروں کے سوا حاصل نہ ہوگی۔اس میں بڑے نشیب وفراز (۲) ہیں جس پراطلاع نہ ہونے سے کبھی مطلب پہ رسائی نہ کر سکے گا۔

ہمارے یہاں ذکر کثیر پانچ پہر کے ذکر کو کہتے ہیں اوراس کی ترتیب یوں بیان ہوئی ہے۔تین پہر پچھلی رات سے صبح کے نو بجے تک جس میں نوبت (۳) بھی داخل ہے۔اوردو پہر شام سے عشاء تک جس میں بیان کا وقت بھی داخل ہے۔

یہ پانچ اصول ہیں۔اگر چہ بعض لوگوں نے چھ سات اصول بھی بتلائے ہیں مگر سیّد فضل اللہؒ نے تحقیق کر کے پانچ ہی اصول مقرر بتلائے ہیں۔اورجناب بندگی میاں سیّد خوندمیر صدیقؓ ولایت کے سلسلہ میں یہ ہی پانچ اصول بلاکم وکاست ہیں۔

ان اصولوں کے تحت میں اورنیز خارج میں بھی دوسرے کئی فرائض ہیں۔جیسا کہ

(۱)تعین کو چھوڑ دینا۔یعنی کچھ بھی مقرر نہ لینا،خواہ وہ وقت پہ ہو یا کوئی چیز یا رقم ہو۔

(۲)توکل،یعنی اللہ پر بھروسہ رکھنا اوراسباب پر نظر نہ رکھنا۔

(۳)قناعت،یعنی جس قدر اللہ نے دیا ہے اسی پر صبر کرنا۔

---

(۱)دیکھے،محسوس کرے(۲)اتار چڑھاؤ(۳)یعنی رات کوایک پہر جاگنا

(۴)صبر، یعنی رنج اور سختیوں کو سہنا۔

(۵)تسلیم، یعنی اپنے سارے کام اور مرادیں خدا تعالی کے حوالہ کر دینا۔

(۶)رضا، یعنی جو کچھ خدا ے تعالی اپنے لئے پسند کرے اسی پہ خوش رہنا۔

یہ سب ترک دنیا کے تحت میں ہیں۔ جن میں ورثہ نہ لینا کسی کے ساتھ کسی قسم کی طمع (۱) نہ رکھنا۔ حال، قول اور فعل، تینوں قسم کا سوال چھوڑ دینا، لذت کی طرف مائل نہ ہونا اور جس فتوح کی خبر پہلے سے آ گئی ہو یا جو تین روز سے اوپر آوے اس کو نہ لینا، وغیرہ داخل ہیں۔

اور

(۱) کسی بھی چیز یا صادق کے سوا کسی سے بھی میل جول نہ رکھنا

(۲) ہجرت یعنی گھر بار چھوڑ دینا، وغیرہ ترک علائق میں داخل ہیں۔

اور

(۱) امر معروف اور نہی منکر، یعنی جن باتوں کا دین کے اندر کرنے کا حکم ہے ان کے کرنے کا، اور جو باتیں دین میں منع ہیں ان سے روکنے کا حکم کرنا، اور جس طرح بنے روکنا اور کرانا۔

(۲) سَوِیَّت یعنی سب کو برابر بانٹنا۔

(۳) اجماع (۲) وغیرہ داخلِ صحبت صادقان ہے۔

اور

(۱) دائرہ کے باہر نہ جانا، اور کسی خویش واقربا (۳) سے، بشرطیکہ وہ تارک نہ ہو، نہ ملنا، داخلِ عزلت ہے۔

---

(۱) لالچ؛ حرص (۲) جمع ہونا؛ مسلمان مجتہدین کا کسی شرعی بات پر ایک ہونا (۳) رشتہ دار

اور

سلطان اللیل، یعنی صبح ہونے کے بعد سے دن نکلنے تک اور سلطان النّہار، یعنی عصر سے غروب تک محافظت کرنا، اور نوبت یعنی رات کو ایک پہر جاگنا وغیرہ داخلِ ذکر ہے . . . . اور

مال کے اندر سے دسواں حصہ نکالنا فرضِ مالی ہے۔ خواہ کپڑا ہو، خواہ اناج، خواہ پیسہ۔ جو کچھ کماؤ یا خدا دیوے، سب میں سے دسواں حصہ دینا چاہیے۔ یہاں تک کے حضور موعودؑ کا فرمان ہے کہ اگر تجھ کو دس دانہ گیہوں کے ملیں تو بھی ایک دانہ چیونٹی کو ڈال دے۔

یاد رہے کہ ہمارے یہاں اعتقادی اور عملی سب ملا کر تیس (30) فرائض گنے جاتے ہیں ان سب سے واقف ہونا ضروری ہے۔

مہدی علیہ السلام کا فرمان ہے، ''بندہ کی قبولیت عمل ہے، بدوں (۱) عمل قبولیت مردود۔

اس فرمان سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور موعودؑ پہ ایمان لانا اسی وقت سچا گنا جاتا ہے جب آپؑ کے فرمانوں پہ عمل کیا جاوے۔ اگر عمل نہ ہو تو فقط زبان سے ''مہدی موعودؑ حق تھے اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا '' کہہ دینا کچھ کام نہ آوے گا۔ اور اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ عمل داخل ایمان ہے اور نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور موعودؑ کے اعتقادی فرضوں پہ گو کتنا ہی واثق (۲) کیوں نہ ہو بدون اختیارِ عمل بہ فرائض (۳)، منافق گنا جائے گا۔ خصوصاً ان پانچ مذکورۃ الصدر (۴) اصولوں سے۔ چنانچہ تارکان ہجرت وصحبت پہ حکم نفاق کا ہونا حضور موعودؑ سے اظہر من الشّمس (۵) ہے۔

---

(۱) بغیر (۲) پکا یقین (۳) یعنی فرضوں پر عمل کئے بغیر (۴) اوپر لکھے (۵) سورج کی طرح روشن؛ واضح

پس ہمارے یہاں ان پہ عمل کئے بغیر کام نہیں چلتا۔

اور حق بات بھی یہ ہی ہے۔ کیوں کہ انبیاء اور رُسُل، اور ان کے پورے تابع کامل اولیاءاللہ حکمائے روحانی ہیں۔اب جس طرح یہ بدن انسانی امراض وبَلا کا مورد (۱) ہے، ویسے ہی روح انسانی بھی امراض وبَلا کا مورد ہے۔اور جیسے حکماء جسمانی جسم پہ واردہ مرض کا دوا سے علاج کرتے ہیں، ویسے ہی حکماء روحانی یعنی انبیاء ورُسُل نے امراج روحانی کے دفعیہ (۲) کے معالجے بتلائے ہیں۔

ہاں، یہ فرق ضرور ہے کہ حکمائے جسمانی کے معالجہ کی بنا قیاس وتخمین (۳) پر ہے۔ کیوں کہ ان کو تشخیص مرض میں علامات ظنیہ پر اعتماد رکھے بغیر چارہ نہیں، اورادویہ کی تاثیر بھی ویسی ہی خیالی اور ظنّی (۴) ہے۔ پس اکثر غلطی واقع ہو جاتی ہے۔ اور حکمائے روحانی کے یہاں ظن وگمان کو گنجائش نہیں۔

یہاں حکیم علی الاطلاق (۵) تعلیم دے کر سب مرض اور دوا دکھلا دیتا ہے اور اسی کے بتلائے ہوئے کلیہ، جو اِستیصال (۶) امراض میں یقینی ہے، بیان ہوتے ہیں۔ لہٰذا یہاں غلطی کو گنجایش نہیں۔تب ہمارے آخرین حکیم سیّد محمد جونپوریؑ نے ہماری روح کے کلی امراض دور اور دفع کرنے کے لیے جو دوا اور پرہیز بتلائے ہیں انکی تعمیل کے بغیر چارہ نہیں۔حضورؑ کے عمل کے بغیر قبول مردود کے فرمان میں بھی سِر ہے کہ جیسے طبیب کے معالجہ پرعمل نہ کریں اور دوا کا استعمال اور پرہیز کی چیزوں سے نہ بچیں یعنی جب تک ہم اس کے بتلائے ہوئے نسخوں پرعمل نہ کریں تب تک گو ہم حکیم کو کتنا ہی تجربہ کار اور ہوشیار مانتے ہوں مگر ہماری بیماری کے دفعیہ میں یہ حسن ظن کچھ بھی کارآمد نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ فی الواقع طبیب کو تجربہ کار اور ہوشیار ماننا یہی ہے کہ اس کے

(۱) جگہ (۲) دور کرنے (۳) اندازہ؛ اٹکل (۴) فرضی (۵) ہر بیماری سے آزاد کردینے والا حکیم (۶) خاتمہ

بتلائے ہوئے معالجون پرکار بندر ہنا۔

وَاللّٰهُ وَلِیُّ الْحَقِّ وَهُوَ یَهْدِی السَّبِیْلَ ط

اوراللہ نگہبان ہے حق کا اورصحیح راستہ کی ھدایت کرتا ہے۔

الٰہی! اس راست گفتار (۱) کج (۲) کردار کو بصدقہ مہدی موعود علیہ افضل تحیات والسلامؑ حضرتؑ کے سارے حکموں پہ تعمیل کی توفیق عطا فرما کر اندر فنا ہو جانے کے درجہ تک پہنچا دے۔

بِکَرَمِکَ یَا اَکْرَمَ الْاَکْرَمِیْنِ ط

تیرے کرم سے، اے کرم کرنے والوں میں سب سے زیادہ کرم کرنے والے۔

---

(۱) سچ بولنے والا (۲) نقص والا

1) Faqir Syed Noorullah Miyan.
Old Daeerah,
Palanpur,
Gujarat.
Cell:09722356786
Email: khadijasyed68@yahoo.com
2) Momin Manzil,
No. 14/1. 3rd Cross.
5th Main Road,
Mattadahalli,
R.T.Nagar Post,
Bengaluru, 560032.
Cell: Syed Amjad: 09844060053
Syed Mohammed Suhael: 09538001919